رنگین تصاویر سے مزین

مقامات
اُمّہاتُ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

کا تصویری البم

امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے منسوب مُقدّس اور تاریخی
مقامات کا نقشوں سے مزین پہلا تصویری البم

مکتبہ ارسلان
MAKTABA-E-ARSALAN

مؤلف/ مولانا ارسلان بن اختر میمن

Marfat.com

Marfat.com

رنگین تصاویر سے مزین

مقامات
امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن
کا تصویری البم

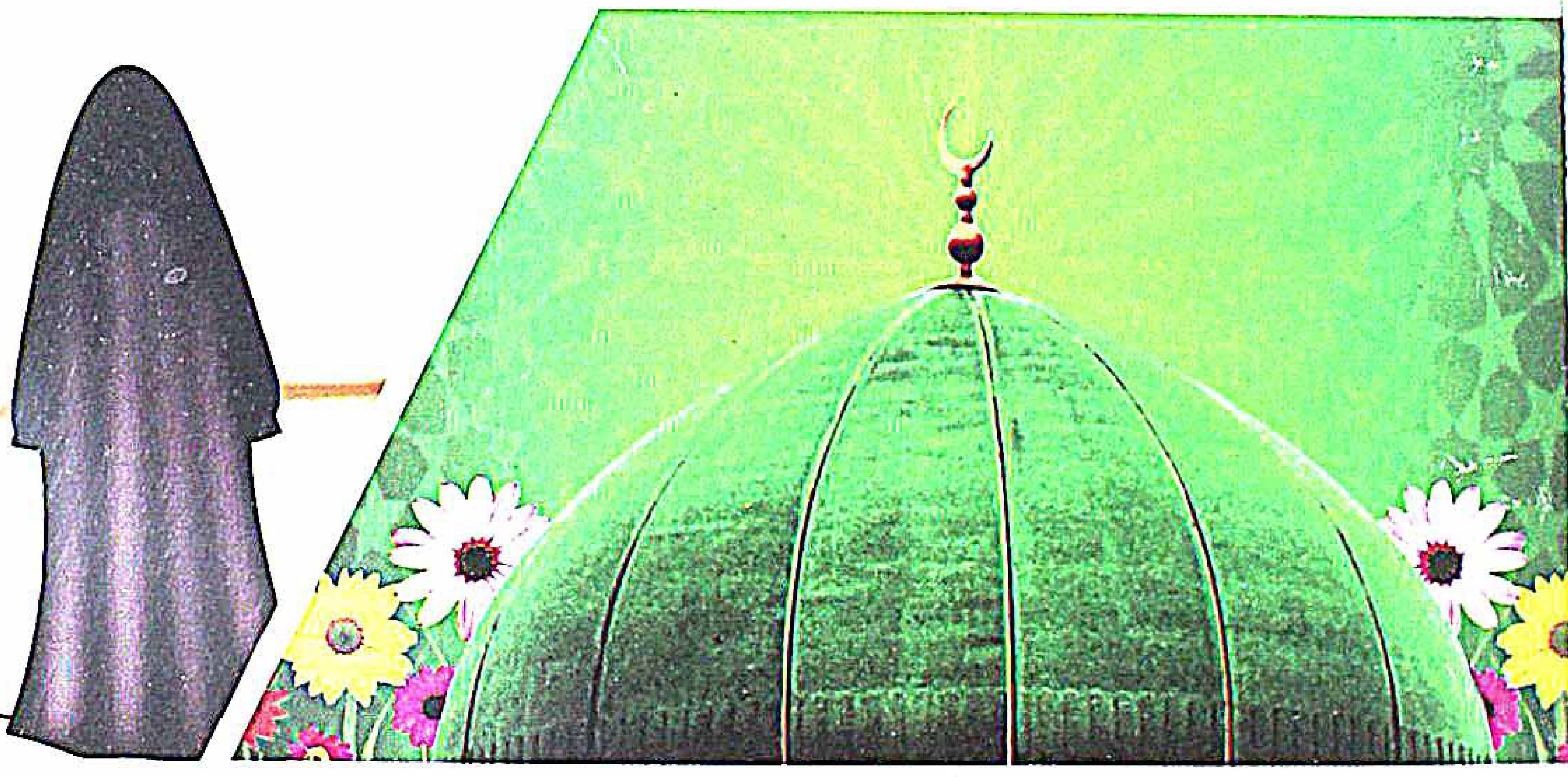

امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے منسوب مقدس اور تاریخی مقامات
کا نقشوں سے مزین پہلا تصویری البم

مکتبہ ارسلان
MAKTABA-E-ARSALAN

مؤلف/ مولانا ارسلان بن اختر میمن

Marfat.com

جملہ حقوق ملکیت برائے مکتبہ ارسلان محفوظ ہیں

مقامات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا تصویری البم کاپی کرنا جرم ہے لہٰذا اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔ (ادارہ)

نام کتاب .... مقامات امہات المومنین رضی اللہ عنہن

اشاعت اوّل .... جنوری 2014ء

مؤلف .... مولانا ارسلان بن اختر میمن

خط و کتابت کا پتہ:

مکتبہ ارسلان

قرآن محل مارکیٹ، دکان نمبر 13

اردو بازار 0333-2103655

E-mail: maktaba.arsalan@gmail.com

Website: www.maktabaarsalan.com

ملنے کے پتے

کراچی: مکتبہ ارسلان 0333-2103655 – مکتبہ عمر فاروق 34594144 – بیت الکتب 34975024

مکتبۃ القرآن 34856701 – علمی کتاب گھر 32624097 – نور القرآن 0321-9256753

حیدرآباد: بیت القرآن 022-3640875 – مکتبہ اصلاح و تبلیغ 0332-2618612

میرپور خاص: مکتبہ یوسفیہ 0300-3319565, 0321-3310080 **آزاد کشمیر:** النور بک کارنر: 0331-8857173

نواب شاہ: حافظ اینڈ کو 0300-3218211 **کوئٹہ:** مکتبہ رشیدیہ 081-2662263

لاھور: مکتبہ رحمانیہ 042-37224228 – سید احمد شہید 042-37228496

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ 0321-5247791 – اسلامی کتاب گھر 0300-5065172 – قرآن محل 0321-5123698

اسلام آباد: ملت پبلشر 0333-5002193 **ایبٹ آباد:** مکتبہ اسلامیہ 0992-340112

ملتان: ادارہ اشاعت الخیر 0300-7301239, 061-4514929 – کلاسک بک ڈپو 0333-6100780

فیصل آباد: اسلامی کتاب گھر 0321-7693142 – مکتبہ اسلامیہ 0321-6607308

رحیم یار خان: مکتبۃ الامۃ 0321-2647131 – فوجی گلیکسی کتاب 0302-2532390

گجرانوالہ: والی کتاب گھر 055-444613 **حسن ابدال:** مکتبہ فاروقیہ 0321-9825540

سرگودھا: اسلامی کتب خانہ 0322-7137045 **مانسہرہ:** عثمان دینی کتب خانہ 0997-307583

پشاور: ممتاز کتب خانہ 091-2580331 – دار الاخلاص 091-2567539 **مردان:** مکتبۃ الاحرار 0321-9872067

بھاولنگر: مکتبہ حکیم الامت 0321-7560630 **کوھاٹ:** مکتبہ فاروقیہ 0333-9183789

جہلم: بک کارنر 0321-5440882 **سکھر:** عزیز کتاب گھر 0300-9312148

ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبۃ الاحمد 0966-716552 – اسلامی کتب خانہ 0333-9963709

بیرون ملک ایکسپورٹ کیلئے رابطہ:

زم زم پبلشرز اردو بازار کراچی۔ Ph: +92-21-32760374 +92-21-32761671 E-mail:zamzam01@cyber.net.pk

بک مارٹ نزد پاسپورٹ آفس صدر کراچی۔ Ph: +92-21-35688828 - 35681520 E-mail: nnagency1@yahoo.com

Marfat.com

مولانا ارسلان بن اختر میمن اکابر کی نظر میں

محمد یوسف لدھیانوی

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

شہید الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ارسلان بن اختر کی کتاب ''علامات محبت'' کی تقریظ میں لکھا ہے کہ! زیر مجموعہ میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے مسترشد ''محمد ارسلان بن اختر'' نے نہایت محنت وعرق ریزی سے سلاست سے معمور اور مستند حوالوں سے مزین زیر نظر کتاب مرتب فرمائی ہے جو کہ تحسین اور لائق اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے۔ آمین !!!

العارض....

حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

ناظم: مجلس اشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR
KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

کتاب ''اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں'' ۳۰۰ کتابوں سے مستند ہے۔ جس میں صوفی مولوی ارسلان سلمہٗ نے اپنے فطری ذوق عاشقانہ عارفانہ سے محبت اور معرفت کے نہایت مفید مضامین جمع کیے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب اور موصوف کی دیگر کتابوں کا مطالعہ امت مسلمہ کیلئے معرفت اور محبت خداوندی کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ موصوف کی تصنیف اور تالیف کردہ کتابوں کو امت مسلمہ کیلئے نہایت مفید بنا کر قارئین اور معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔

العارض.... حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

Dr. Mufti Nizamuddin Shamzai
Sheikh-ul-Hadees
Jamiat-ul-Uloom-Il Islamiyyah,
Allama Mohammad Yousuf
Banori Town, Karachi-5. PAKISTAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی ارسلان بن اختر کی کتاب ''نماز میں خشوع وخضوع'' میں اقوال سلف کا اچھا ذخیرہ ہے۔ خصوصاً دوسرے حصے میں خشوع وخضوع کی صفت پیدا کرنے کے طریقے خوب بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین !!!

بندہ نے عزیز مولوی ارسلان کی کتاب ''حصول ولایت'' دیکھی، ماشاء اللہ اس مقصد کیلئے انتہائی نافع اور مفید ہے اس کتاب کے مضامین بھی ماشاء اللہ بہت اونچے ہیں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے ہر شخص میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو اپنی مخلوق کیلئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین !!!

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ''گناہوں کا سمندر'' نامی کتاب میں دوران تقریظ لکھا ہے بندہ مولوی ارسلان کی محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین !!!

نظام الدین
۸ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

العارض....

Marfat.com

عرضِ مؤلف

مجھے قلبی طور پر تاریخی اور مقدس مقامات کی زیارت کا شوق رہا ہے اسی شوق کے نتیجہ میں عرصہ 7 سال سے احقر انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے منسوب مقدس مقامات کی تصاویر جمع کرتا رہا گویا کہ زیرنظر کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے احقر کی سات سالہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

شروع میں یہ کتاب کئی جلدوں میں چھاپنے کا ارادہ تھا مگر بعد میں بندہ نے قارئین کے بوجھ کو کم کرنے کیلئے اس کتاب کو 13 مختلف کتب میں تقسیم کردیا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1. تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
2. تبرکات انبیاء علیہم السلام
3. مقامات انبیاء علیہم السلام
4. تبرکات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم
5. تبرکات صحابہ رضی اللہ عنہم
6. مقامات صحابہ رضی اللہ عنہم
7. مقامات حسن وحسین رضی اللہ عنہما
8. مقامات امہات المومنین رضی اللہ عنہن
9. تبرکات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم
10. مقامات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم
11. مقدس مقامات
12. اسلامی زیارات
13. قرآن کے تاریخی مقامات

(زیر طبع)

احقر نے اس کتاب میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حالات کے ساتھ ساتھ ان کے مزارات ومقامات کی تصاویر کو اس وجہ سے اس کتاب کی زینت بنایا ہے تاکہ قارئین جب امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حالات پڑھنے کے دوران ان مقامات کی تصاویر اور مزارات کو دیکھیں گے تو امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حالات کو یقین کے ساتھ پڑھیں گے اور جب کسی واقعے کا یقین ہوتا ہے تو اس کی لذت اور کیفیت بڑھ جاتی ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ کر یہ کتاب امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حالات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے نہ صرف غور و فکر کے بہت سے نئے دروازے کھول دے گی بلکہ سنجیدہ عشاق حقیقی کے طالب علموں کیلئے ان جیسا بننے کا ذریعہ بنے گی کیونکہ بنی آدم کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اسے اس مقام کو دیکھنے کا تجسس ہوتا ہے۔

چودہ سو سال سے قارئین جب بھی امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے واقعات پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں ان مقامات کو دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مگر مشقت اور مالی اعتبار سے کمزوری کی وجہ سے لوگ مقامات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی زیارت کو دل میں لئے ہی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

احقر نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے منسوب مقامات ومزارات کو ایک جگہ جمع کردوں تاکہ ہمارے قارئین ان 172 صفحات کا مطالعہ کرکے گھر بیٹھے ہزاروں کلومیٹر کا سفر اور لاکھوں روپے خرچ کئے بغیر امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مزارات ومقامات کی سیر کرسکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے منسوب مقامات کے نقشوں کو بھی تفصیل سے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو ان مقامات کے تعین کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوجائے۔

میرے نزدیک یہ کتاب امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے عاشقوں کیلئے انمول تحفہ ہے جو قارئین کو مقدس مقامات کی گھر بیٹھے سیر کراتی ہے اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حالات وواقعات کو پڑھنے کے بعد جذبہ ایمانی پیدا کرتی ہے۔

آخر میں احقر ان تمام احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح کی معاونت کی، خاص طور پر ان تمام احباب کا شکرگزار ہوں جن کی ارسال کردہ کتب اور تصاویر کو احقر نے اس کتاب کی زینت بنایا ہے اللہ تعالیٰ ان احباب کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔

العارض: ارسلان بن اختر میمن

كَانَ اللّٰهُ لَهُ عِوَضًا عَنْ كُلِّ شَيْءٍ

Marfat.com

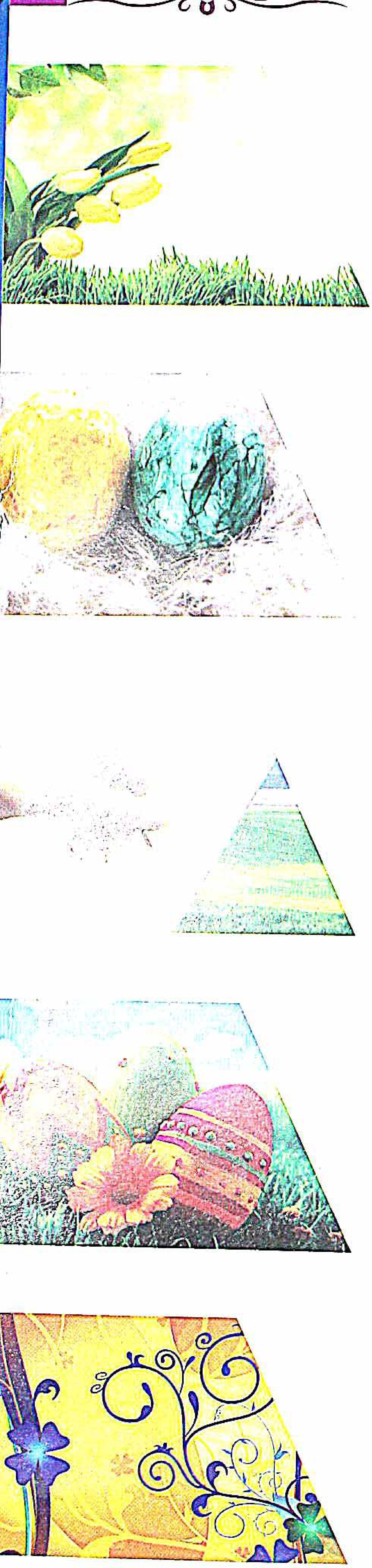

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

- نبی کریم ﷺ کی زوجات تمام مومنوں کی ماؤں کا آپ ﷺ سے نسبی رشتہ 298
- جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو رشتہ داری اور صحبت نبوی ﷺ دونوں کا شرف حاصل ہوا ان کا شجرہ نسب 299

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت 300
- حضور ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال تجارت کیلئے شام کا سفر 300
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دو اونٹوں کی سستی چستی میں بدل گئی 300
- نسطورا راہب کا آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا 301
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کی ایمانداری اور حیا کو دیکھ کر آپ سے نکاح کی چاہت کا اظہار کرنا 302
- حضور اکرم ﷺ سے شادی کا پیغام 302
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک عظیم کامیابی سے سرفراز ہونا 303
- اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال بھی لگا 303
- غار حراء جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا لے جاتی تھیں 310
- حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی آمد کی تصدیق 311
- غار حرا کا محل وقوع 312
- نبوت ملنے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام 318
- غار والے راستے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیلئے اللہ کا سلام 319
- فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا فرمان نبوی ﷺ کی روشنی میں 320
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھنا 321
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان 322
- ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان کا احوال 323
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور مزار مبارک 326
- چھ مقدس قبریں 327
- جنت المعلیٰ! جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں 329

تذکرہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح 332
- ظریف الطبع شخصیت 332
- عبادت اور آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری 332
- نزول حجاب 332
- وفات 332
- جنت البقیع جہاں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں 333

تذکرہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کی زوجہ کا شرف حاصل کرنا 335
- ماہ شوال میں نکاح اور رخصتی کی وجہ 335
- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصی فضیلتیں 335
- حضرت جبرائیل علیہ السلام کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام 335

Marfat.com

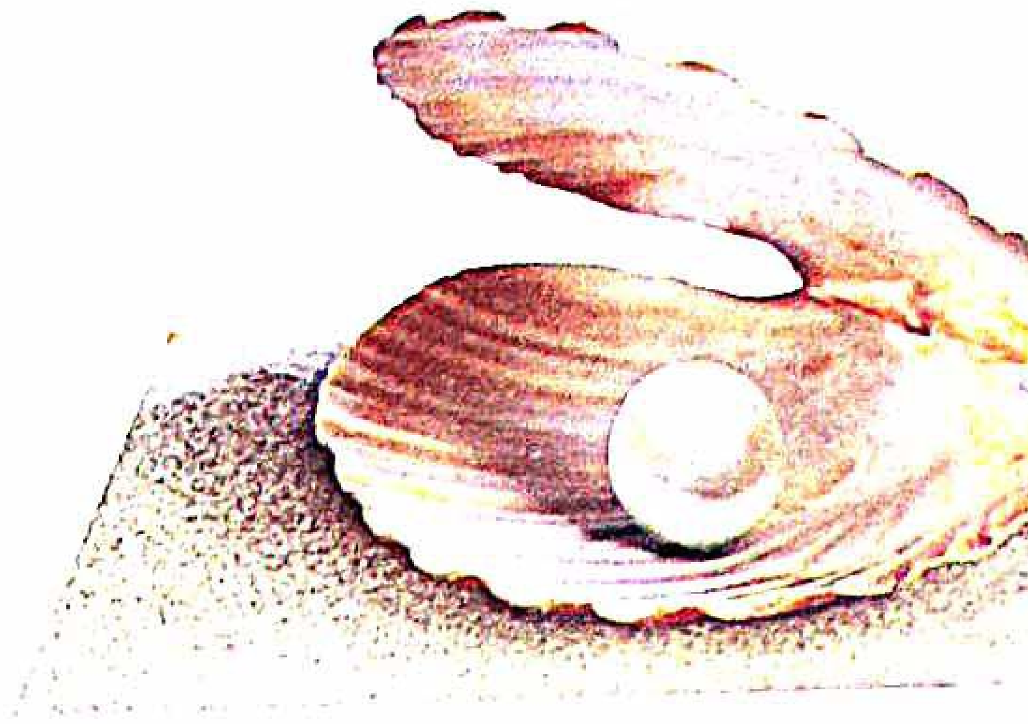

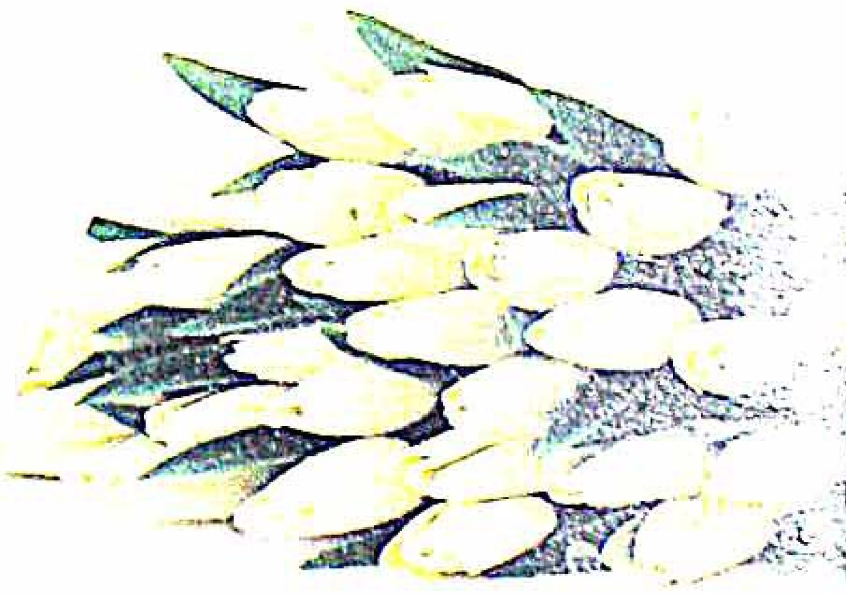

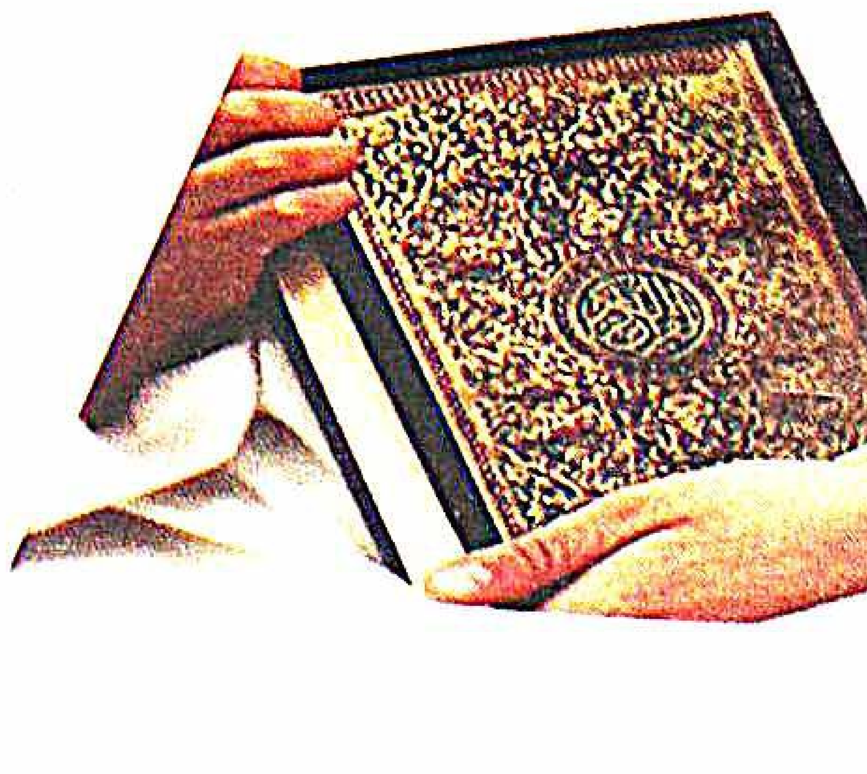

عنوانات

صفحہ نمبر

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے کی چھت پر سوراخ کرنے پر بارش کا برسنا 336
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر قرآنی آیات کا نزول 336
- مسجد نبوی میں موجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان 337
- عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی تعمیر کی توسیع میں حجروں کو گرادیا 337
- ستون عائشہ رضی اللہ عنہا 338
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حاضری 340
- مسجد تنعیم! جہاں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے احرام باندھا تھا 341
- وفات سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وصیت 343
- تاریخ جنت البقیع 344
- فضائل جنت البقیع 345
- جنت البقیع میں دفن ہونے والے سب سے پہلے انصار و مہاجر 345
- جنت البقیع میں مدفون مشہور صحابہ و صحابیات 346
- قبور حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اور حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ 347
- جنت البقیع کا قبرستان 347

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالاتِ زندگی 348
- واقعہ طلاق اور رجوع 348
- بیٹی کا سوال اور خلیفۂ وقت کا جواب 348

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی 352
- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا مکان 352

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- قبول اسلام اور نکاح رسول صلی اللہ علیہ وسلم 353
- ہجرت 353
- مدینہ منورہ میں سکونت 353
- مصیبت پر صبر کرنے کا انعام 354
- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں وحی کا نزول 354
- ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار 355

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حرم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا 360
- صدقہ و خیرات کی کثرت 360
- جنت البقیع جہاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدفون ہیں 361

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا مسلمانوں کی قید میں آنا 363
- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا حرم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا 363
- سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے انکار 363

Marfat.com

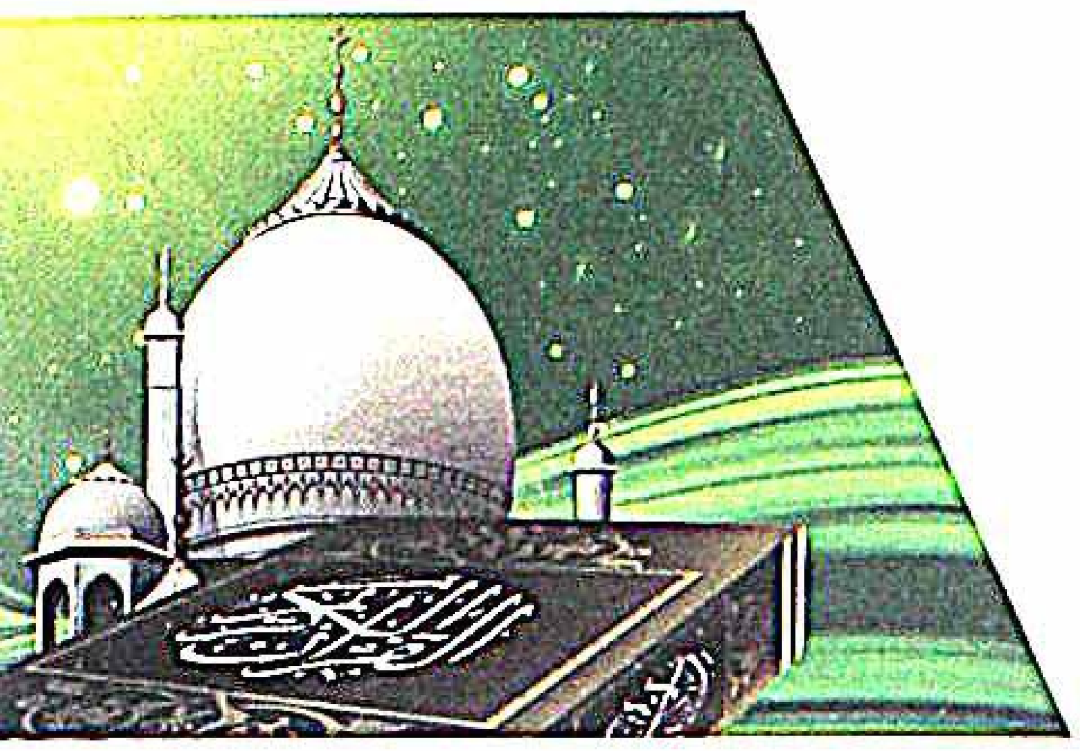
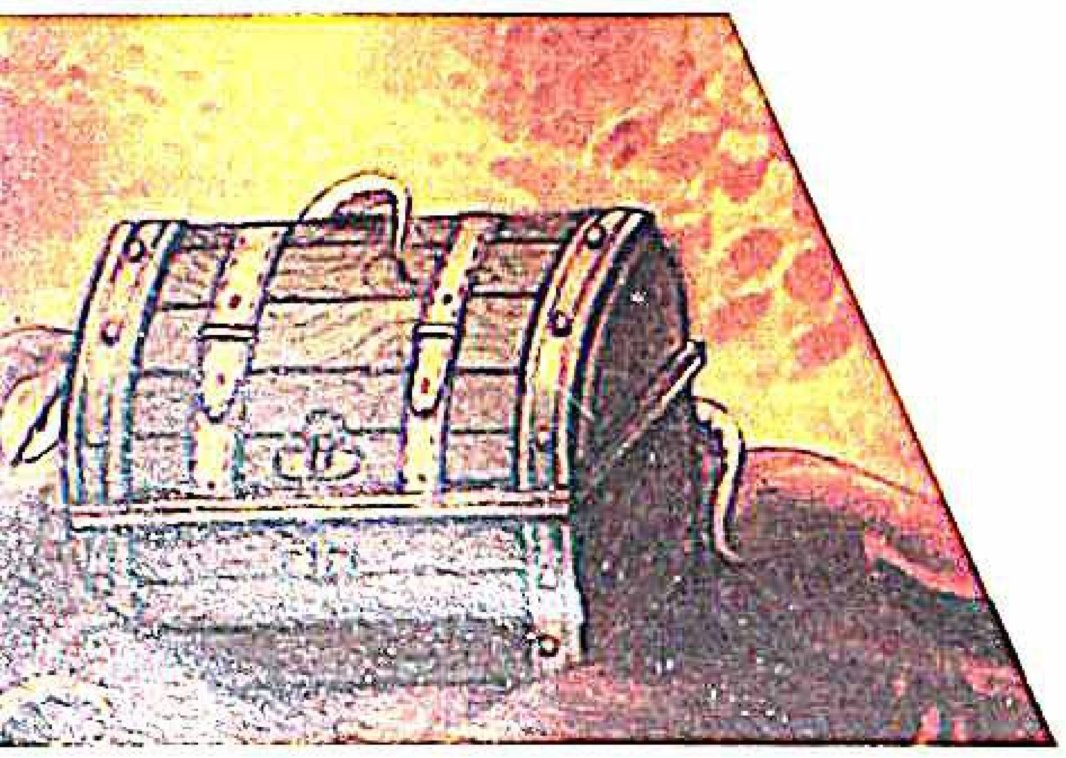
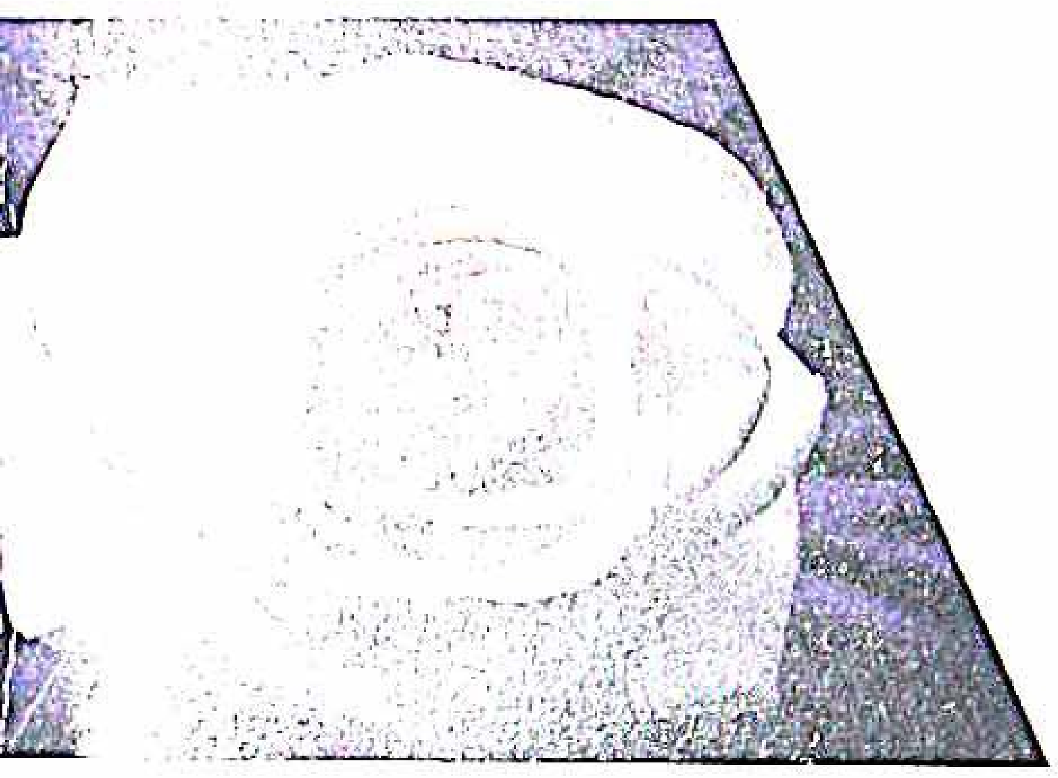
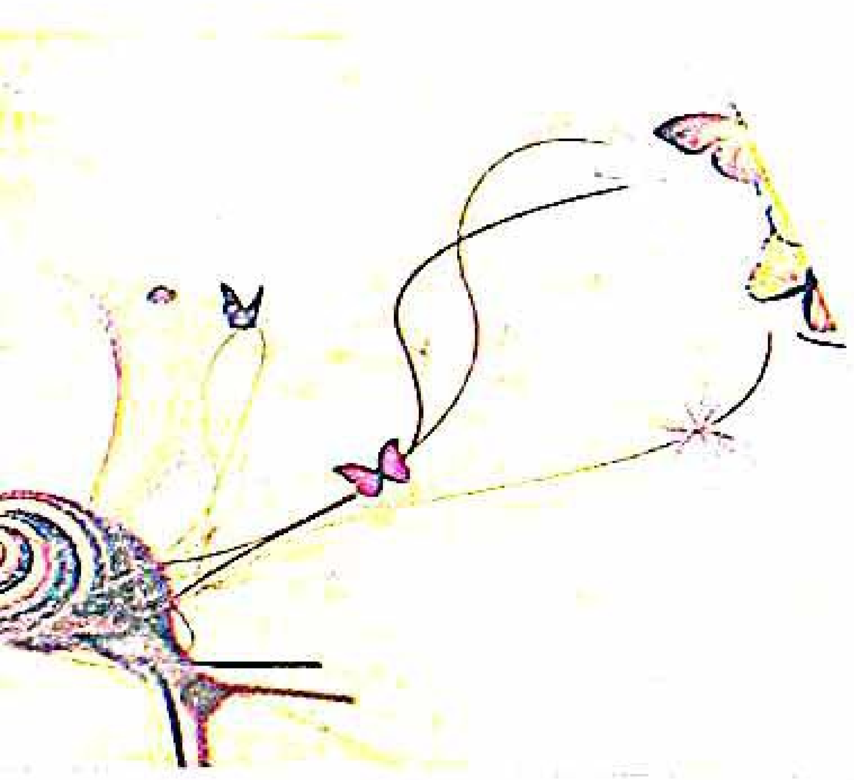
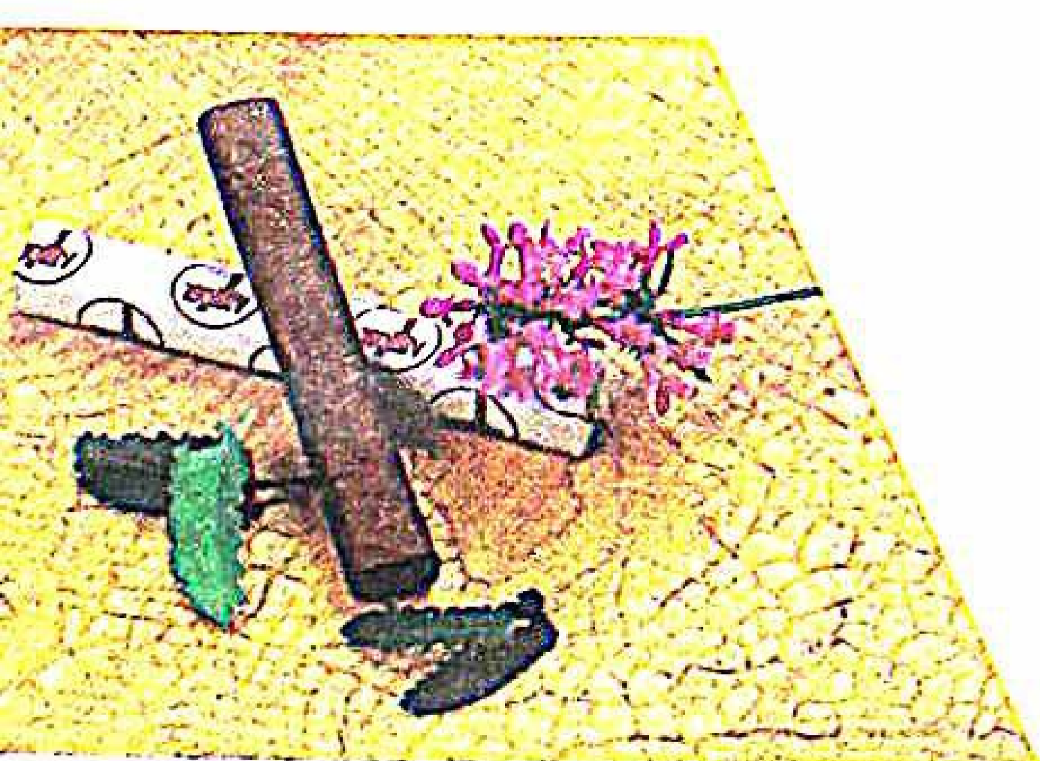

عنوانات — صفحہ نمبر

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- ہجرت حبشہ اور نکاح اوّل 365
- حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا 365
- عشق رسول ﷺ کا مظاہرہ 365
- اتباع حدیث 366

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی 370
- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب 370
- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے کیسے نکاح ہوا 371

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی 373
- حرم نبوت ﷺ میں آنا 373
- حالات احرام میں نکاح کا مسئلہ 373
- مقام سرف جہاں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی رہائش تھی 374
- ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات 375

ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضور اکرم ﷺ کا مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام خط 377
- مقوقس کے بادشاہ کا حضور ﷺ کے خط کا جواب دینا 378
- حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام 378
- حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی وفات 379
- حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد ﷺ کی پیدائش 380

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا جرأتمندانہ اقدام 381
- حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش دیکھ کر صبر واستقلال کا مظاہرہ 381
- غزوہ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری کا انوکھا واقعہ 382

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ

- حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کے حالات زندگی 383
- حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا 383

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ

- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی 385
- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنا 385
- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد 385

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ

- گستاخی کی سزا 387
- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح 387
- حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات 387

Marfat.com

عنوانات	صفحہ نمبر

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- دنیا کے باکمال انسان سے نکاح 389
- خاتون جنت کا جہیز 389
- بہترین ولیمہ 389
- خادم سے بہتر وظیفہ 390
- حضور ﷺ پر اونٹ کی اوجھڑی پھینکا جانا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اوجھڑی ہٹانا 391
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی قلبی محبت 394
- جنت کی عورتوں کی سردار 396
- حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی نہ ہنسیں 397
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم مبارک کو چوری کرنے کا ناپاک منصوبہ 400
- جنت البقیع: جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ مدفون ہیں 401

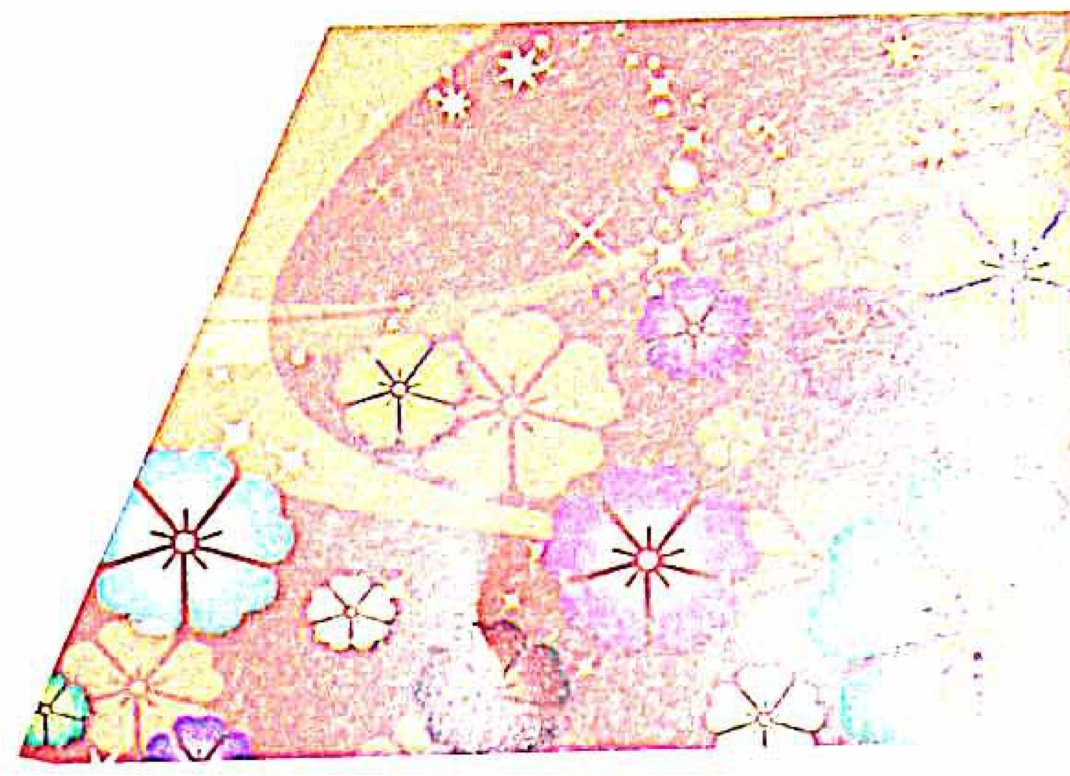

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- نور سے مزین بچہ 404
- آمد رسول اللہ ﷺ کی برکت سے قحط دور ہو گیا 405
- دو سال حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہنے کے بعد حضور ﷺ کی مکہ مکرمہ آمد 406
- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک 408

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

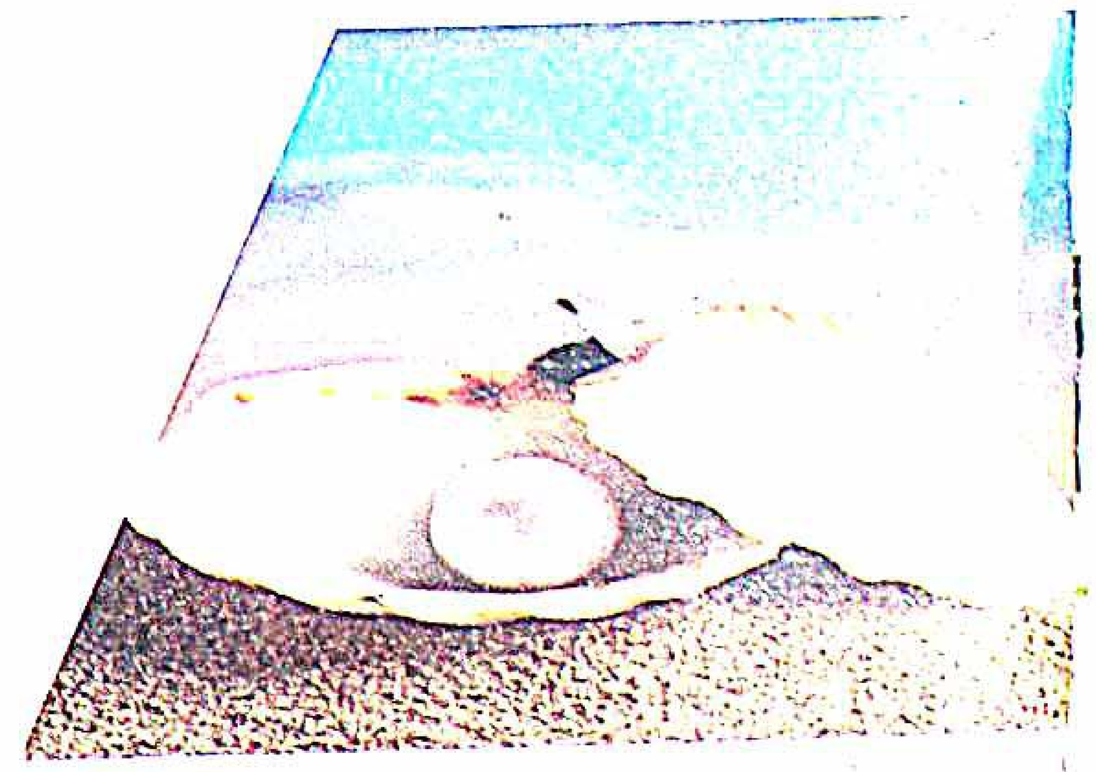

- کربلا کے قافلے کی قیادت 410
- دمشق میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک 411
- کچھ لوگ مر کے بھی آج تک زندہ ہیں 412
- مصر میں موجود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مزار کا آنکھوں دیکھا حال 433
- باب الساعات کا آنکھوں دیکھا حال 436

تذکرہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

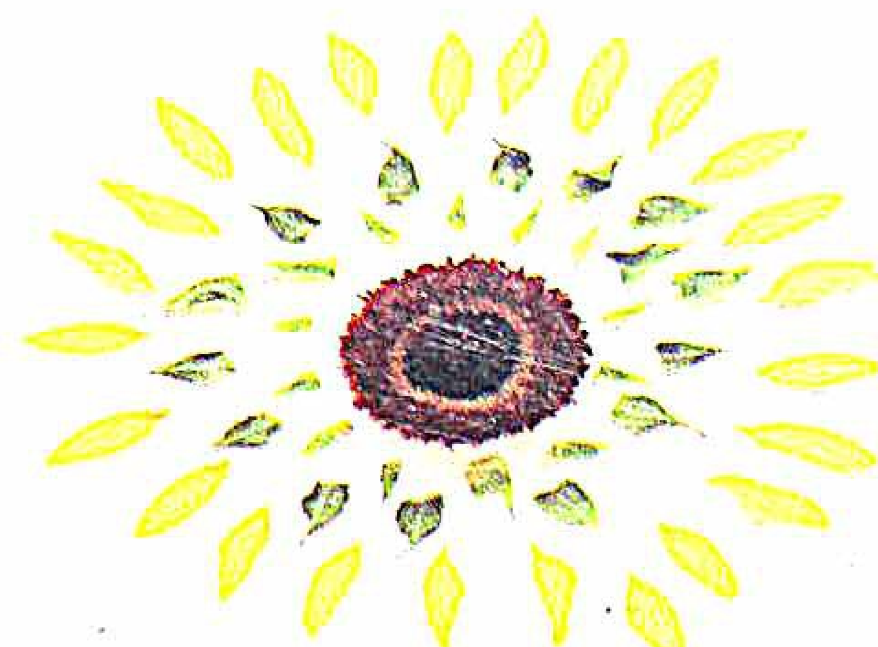

- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا احادیث روایت کرنا 438
- ام حرام رضی اللہ عنہا کے مکان میں حضور ﷺ کا خواب 438
- پہلے اسلامی سندری لشکر کیلئے جنت کا وجوب 439

تذکرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد

- حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی 452
- حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مقام مدفن 452

تذکرہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

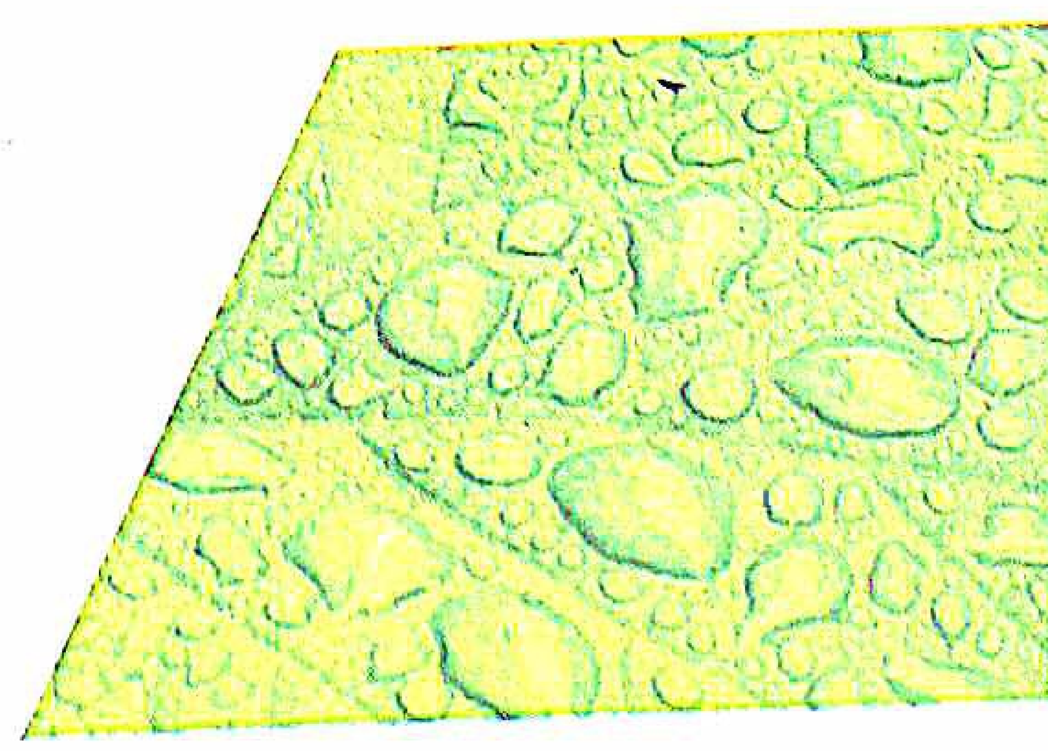

- جنت کی خوشخبری پانے والی خاتون 454
- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری 455
- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نماز میں غش کھا کر گر جانا 456

تذکرہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی 458

Marfat.com

حصہ دوم

تبرکات امہات المومنین و بنات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 300
ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 332
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 335
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 348
ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 352
ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 353
ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا 360
ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 363
ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 365
ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 370
ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 373
ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 377
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 381
حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 383
حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 385
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 387
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 389
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 403
حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 410
حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا 438
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد 452
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی بکر 454
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمیس 458
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 460

Marfat.com

MAKTABA-E-ARSALAN

أُمّهاتُ المؤمنين

زوجاتُ سيّدِ المرسلين صلى الله عليه وآله وسلم

مُحمّد صلى الله عليه وآله وسلم

إبراهيم صلى الله عليه وآله وسلم

نبی کریم ﷺ کی زوجات تمام مومنوں کی ماؤں کا آپ ﷺ سے نسبی رشتہ

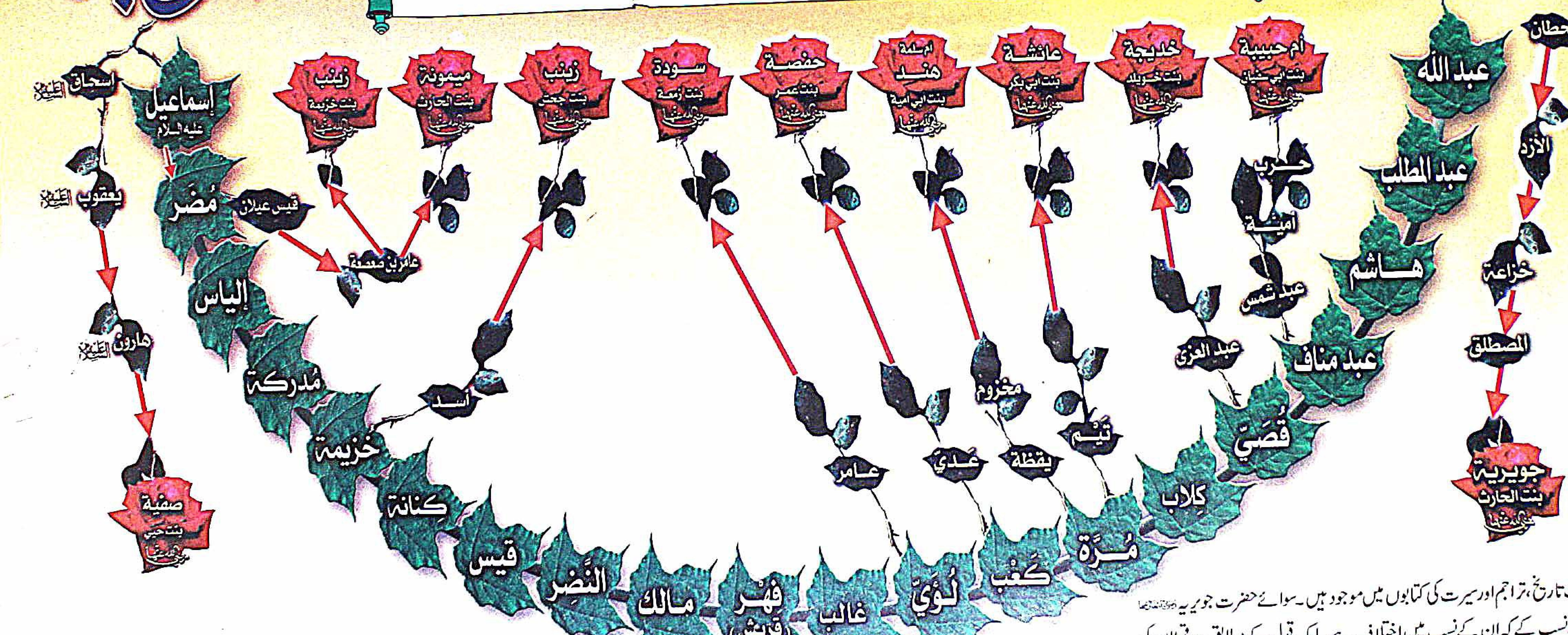

یہ سارے انساب تاریخ، تراجم اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ سوائے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے نسب کے کہ ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق وہ قحطان کی اولاد میں سے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ قمعہ بن الیاس بن مضر کی اولاد میں سے ہیں اکثر نسب بیان کرنے والوں کا رجحان پہلے قول کی طرف ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ — نبی کریم ﷺ کے والد — سلسلہ نسب بغیر واسطہ کے — سلسلہ نسب کثیر واسطوں کے ساتھ

Marfat.com

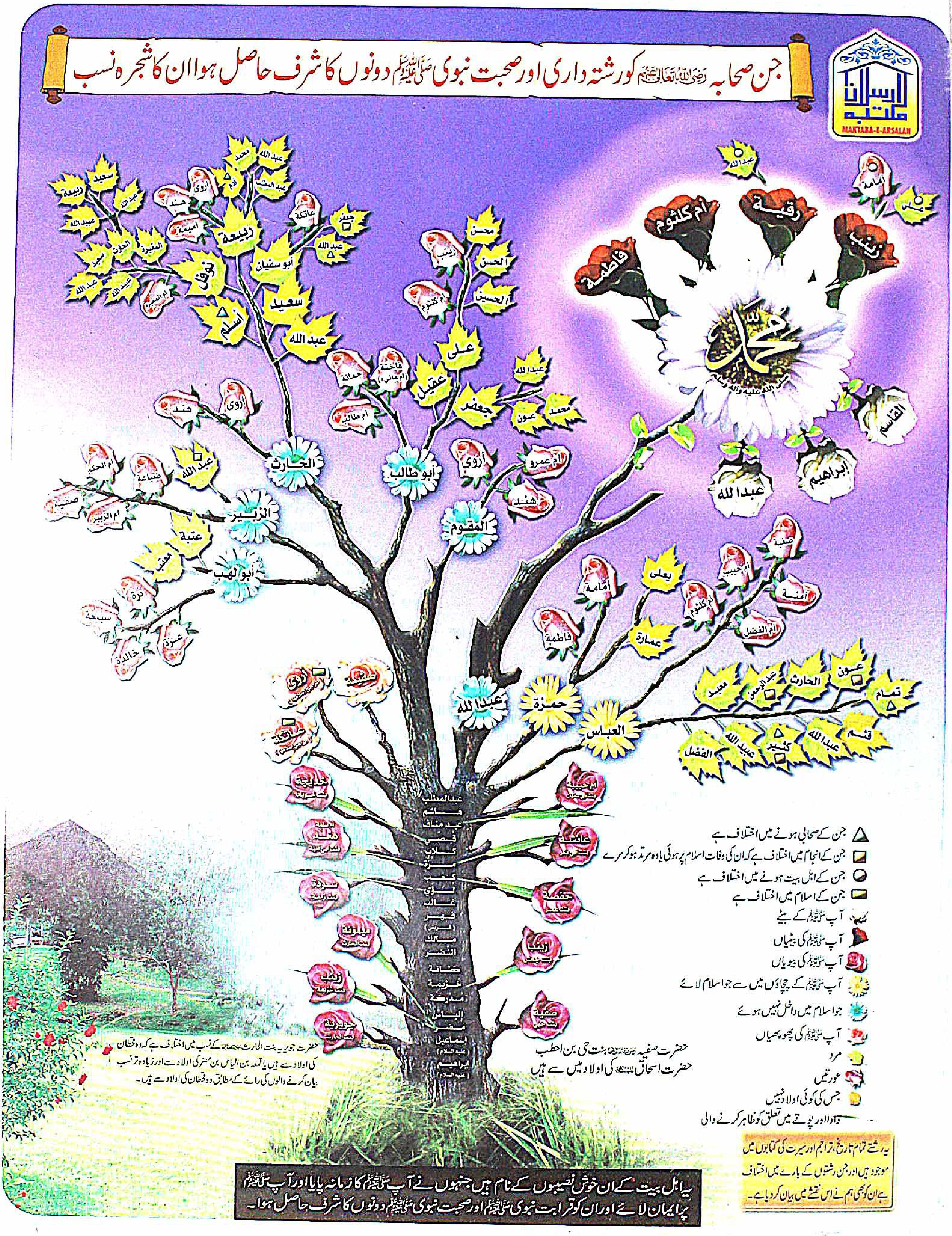
جن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رشتہ داری اور صحبت نبوی ﷺ دونوں کا شرف حاصل ہوا ان کا شجرہ نسب
مکتبہ ارسلان
MAKTABA-E-ARSALAN
محمد ﷺ
فاطمة
ام کلثوم
رقية
زينب
القاسم
ابراهيم
عبد الله
أمامة
علي
عبد الله
عبد المطلب
العباس
حمزة
أبو طالب
المقوم
الحارث
الزبير
أبو لهب
عقيل
جعفر
علي
الحسن
الحسين
محسن
زينب
ام كلثوم
عبد الله
عون
محمد
ربيعة
نوفل
أبو سفيان
سعيد
عبد الله
أسلم
أروى
هند
عتبة
معتب
الفضل
عبد الله
عبيد الله
قثم
كثير
تمام
عون
الحارث
معبد
يعلى
عمارة
فاطمة
أمامة
ام كلثوم
ام حبيب
آمنة
صفية
ام الفضل
هاشم
عبد مناف
قصي
كلاب
مرة
كعب
لؤي
غالب
فهر
مالك
النضر
كنانة
خزيمة
مدركة
الياس
مضر
اسماعيل (عليه السلام)
ابراهيم (عليه السلام)
جويرية
زينب
صفية
جن کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے
جن کے انجام میں اختلاف ہے کہ ان کی وفات اسلام پر ہوئی یا وہ مرتد ہو کر مرے
جن کے اہل بیت ہونے میں اختلاف ہے
جن کے اسلام میں اختلاف ہے
آپ ﷺ کے بیٹے
آپ ﷺ کی بیٹیاں
آپ ﷺ کی بیویاں
آپ ﷺ کے چچاؤں میں سے جو اسلام لائے
جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے
آپ ﷺ کی پھوپھیاں
مرد
عورتیں
جس کی کوئی اولاد نہیں
دادا اور پوتے میں تعلق کو ظاہر کرنے والی
حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے نسب میں اختلاف ہے کہ وہ قحطان کی اولاد سے ہیں یا قمعہ بن الیاس بن مضر کی اولاد سے اور زیادہ تر نسب بیان کرنے والوں کی رائے کے مطابق وہ قحطان کی اولاد سے ہیں۔
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی بن اخطب حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں
یہ رشتے تمام تاریخ، تراجم اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں اور جن رشتوں کے بارے میں اختلاف ہے ان کو بھی ہم نے اس نقشے میں بیان کر دیا ہے۔
یہ اہل بیت کے ان خوش نصیبوں کے نام ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ان کو قرابت نبوی ﷺ اور صحبت نبوی ﷺ دونوں کا شرف حاصل ہوا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کی سب سے پہلی بیوی ہیں جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نانی تھیں۔ ان کے والد کا نام خویلد، دادا کا نام اسد، والدہ کا نام فاطمہ اور نانی کا نام زائدہ تھا۔ نسباً قریشیہ تھیں۔ 40 سال کی عمر میں حضور اکرم ﷺ سے شادی کی۔ اس وقت جناب رسالت مآب ﷺ کی عمر مبارک 25 سال تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت

ترمذی اور ابن حبان نے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنتی عورتوں کی سردار چار ہیں:

سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ مَرْیَمُ ثُمَّ فَاطِمَۃُ ثُمَّ خَدِیْجَۃُ ثُمَّ آسِیَا

مریم، فاطمہ، خدیجہ اور آسیہ

جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

اَفْضَلُ نِسَاءِ الْجَنَّۃِ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِیَۃُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ

جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد پھر فاطمہ بنت محمد پھر مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

جیسا کہ نسائی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ جِبْرِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ خَدِیْجَۃُ، قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِأُ خَدِیْجَۃَ السَّلَامَ. فَقَالَتْ: اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّلَامُ، وَعَلٰی جِبْرِیْلَ السَّلَامُ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی پاک ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام بھیجتا ہے اور جبرائیل پر سلام اور آپ (نبی) پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: اللہ ہی سلام ہے یعنی سلامتی والا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حضور ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال تجارت کیلئے شام کا سفر

رحمت دو عالم ﷺ پچیس سال کی عمر میں دوبارہ شام تشریف لے گئے۔ اس سفر کی ضرورت یوں پیش آئی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام جانے کے لئے تیار ہوا، ابو طالب یوں بھی قلیل مال تھے مگر ان دنوں کچھ زیادہ ہی ہاتھ تنگ تھا۔ اس لئے رحمت دو عالم ﷺ سے کہنے لگے کہ بھتیجے! میں تنگدست آدمی ہوں، خصوصاً یہ دور شدید مشکل کا ہے۔ مسلسل کئی سال سے میری مالی حالت دگرگوں ہے۔ کسی طرف سے امداد وتعاون کی بھی امید نہیں اور آمدن کا بھی کوئی معقول ذریعہ نہیں ہے۔ اتفاق سے تمہاری قوم کے کچھ افراد بغرض تجارت شام جانے کے لئے تیار ہیں۔ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت خویلد کا معمول ہے کہ جب قافلہ روانہ ہوتا ہے تو وہ بھی کسی نہ کسی آدمی کو تجارتی سامان دے کر بھیجتی ہیں اور اس کام کے عوض معقول معاوضہ ادا کرتی ہیں۔ اگر تم آمادہ ہو تو ان سے بات کی جائے، وہ کسی اور کو بھیجنے کی بنسبت تمہیں بھیجنا زیادہ پسند کرے گی کیونکہ اس کو تمہاری طہارت اور پاکیزگی کا اچھی طرح علم ہے۔ بھتیجے! اگرچہ تمہیں شام بھیجتے ہوئے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہودی تمہیں کوئی گزند نہ پہنچائیں مگر کیا کروں میں مجبور ہوں۔

رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہوسکتا ہے وہ خود ہی اس سلسلے میں رابطہ قائم کرے۔

مگر ابو طالب کو خطرہ تھا کہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی اور کو اس کام کے لئے نہ منتخب کرلیں اس لئے خود ہی جاکر ان سے بات چیت کی اور انہیں بتایا کہ بغرضِ تجارت بھیجنے کے لئے اگر کسی آدمی کی تلاش ہو تو میرا بھتیجا اس کام کیلئے آمادہ ہے البتہ میں نے سنا ہے کہ اس سے پہلے فلاں آدمی کو اس کام کے عوض صرف دو اونٹ دیئے گئے تھے اگر محمد (ﷺ) کو چار دینے کا وعدہ کیا جائے تو میں اسے بھیج دوں گا۔

حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور کیا چاہیے تھا، حضرت محمد ﷺ جیسا امین ان کے لئے تجارت کرنے پر رضامند تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ابو طالب! یہ مطالبہ تو آپ نے ایک قریبی اور پسندیدہ شخصیت کیلئے کیا ہے، حالانکہ آپ اگر کسی ناپسندیدہ اجنبی کیلئے بھی یہ مطالبہ کرتے تو میں پھر بھی آپ کی بات نہ ٹالتی۔ معاملہ طے ہوگیا اور جب نبی کریم ﷺ قافلے کے ہمراہ روانہ ہونے لگے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا ایک غلام میسرہ بھی خدمت گذاری کیلئے ساتھ کردیا تاکہ آپ ﷺ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ (السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص: 150 / طبقات ابن سعد ج 1 ص: 83)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹوں کی سستی، چستی میں بدل گئی

سفر کے دوران ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹ تھک کر سست ہوگئے اور قافلے کی رفتار کا ساتھ دینے کے قابل نہ رہے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ قافلے کے اگلے حصے میں تھے۔ میسرہ نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو مطلع کیا کہ دو اونٹ ناکارہ ہوتے جارہے ہیں اور خطرہ ہے کہ کہیں پیچھے نہ رہ جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے پیچھے آکر سست ہوجانے والے اونٹوں کی ٹانگوں پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کی سستی یکلخت کافور ہوگئی اور وہ تمام اونٹوں سے زیادہ تیز رفتار ہوگئے۔ (السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص: 150 / الآثار المحمدیہ ص: 120)

Marfat.com

نسطورا راہب کا آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا

مشہور نصرانی راہب نسطورا کے گرجے کے پاس جب اس قافلے نے پڑاؤ کیا تو ہادی عالم ﷺ ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے، نسطورا نے آپ ﷺ کو وہاں بیٹھے دیکھا تو میسرہ کو بلایا۔ چونکہ میسرہ اس راستے پر اکثر سفر کرتا تھا۔ اس لئے نسطورا اس سے متعارف تھا۔ میسرہ اس کے پاس گیا تو نسطورا راہب نے پوچھا: وہ درخت کے نیچے جو شخص بیٹھے ہیں وہ کون ہیں؟

میسرہ نے جواب دیا: خاندانِ قریش کے ایک فرد ہیں۔

نسطورا راہب: کیا ان کی آنکھوں میں سرخی رہتی ہے؟

میسرہ نے جواب دیا: ہاں! ہمہ وقت۔

نسطورا راہب: بلاشبہ یہ وہی ہیں۔ آخر الانبیاء ﷺ، ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتا رکھا ہے کہ ایک دن اس درخت کے نیچے ایک نبی آکر بیٹھیں گے کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب یہ نبوت سے سرفراز ہوں گے۔

پھر نسطورا آپ ﷺ کے پاس آیا اور قدم بوس ہوا، پھر مہر نبوت کو چوما اور کہا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، وہ نبی امی جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے کر گئے ہیں۔

(الزرقانی ج 1 ص: 239 / ابن سعد ج 1 ص: 101 / السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص: 148 / الزرقانی ج 1 ص: 229 بحوالہ سید الوریٰ)

نسطورا راہب کی خانقاہ: جہاں حضور اکرم ﷺ نے سفر شام میں قیام فرمایا تھا

بصریٰ کے راہب کی خانقاہ کا بیرونی منظر، اس خانقاہ کے سامنے ایک سوکھا درخت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت شام لے جاتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے یہاں قیام فرمایا۔ راتوں رات وہ درخت ہرا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر نسطورا راہب نے کہا کہ میں نے کتب سماوی میں پڑھا ہے کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کوئی نہیں اترے گا۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور ﷺ کی ایمانداری اور حیا دیکھ کر آپ ﷺ سے نکاح کی چاہت کا اظہار

بصریٰ کے بازار میں آپ ﷺ نے ساتھ لائے ہوئے سامان کو فروخت کیا اس سودے میں اتنا منافع ہوا کہ میسرہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ "میں مدت سے اپنی مالکہ کیلئے تجارتی سفر کر رہا ہوں، مگر اتنا نفع ہمیں آج تک نہیں ہوا"۔ (السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص:150)

سفرِ شام میں فرشتوں کا سایہ

اس سفر میں میسرہ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ کرامت بھی دیکھی کہ جب گرمی سخت ہو جاتی اور دھوپ کی تمازت نا قابلِ برداشت ہو جاتی، تو آپ ﷺ پر فرشتے سایہ کر دیتے۔
(الزرقانی ج 1 ص:240 / طبقات ابن سعد ج 1 ص:102)

سفرِ شام سے واپسی

اس تجارتی سفر سے نبی اکرم ﷺ کامیاب وکامران لوٹے۔ واپس آ کر میسرہ نے سفر کے دوران پیش آنے والے حیرت انگیز واقعات اپنی مالکہ کے گوش گذار کئے تو وہ بہت متاثر ہوئیں اور رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں طے شدہ معاوضے سے دوگنا پیش کیا۔
(الزرقانی ج 1 ص:240 / طبقات ابن سعد ج 1 ص:102)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف

حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک نہایت مالدار خاتون تھیں۔ ان کی مالداری کا یہ عالم تھا کہ قریش کا جو قافلہ تجارت کے لئے جایا کرتا تھا اس میں اکیلا ان کا سامان تمام قریش کے سامان کے برابر ہوا کرتا تھا۔ کردار کی نظافت و پاکیزگی کی بنا پر طاہرہ کے ساتھ مشہور تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ تمیمی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ہند اور ہالہ۔ تمیمی کی وفات کے بعد دوسری شادی عتیق بن عابد سے ہوئی۔ اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہند تھا۔
(الزرقانی ج 1 ص:242 / السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص:155)

عتیق کی وفات سے دوبارہ بیوہ ہو گئیں تو قریش کے متعدد رؤسا نے ان سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس سلسلے میں کافی جدوجہد کی، مگر وہ آمادہ نہ ہوئیں۔ دراصل اب وہ اس نبی کی منتظر تھیں جس کی پیشگوئی ایک یہودی عالم نے کی تھی۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ عرب میں قریش کی عورتوں کا ایک میلہ لگا کرتا تھا۔ اس میلے میں ایک دفعہ حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں کہ ایک یہودی نجومی آیا اور عورتوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے قریشی عورتو! عنقریب یہاں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اس کی منکوحہ بن سکے تو اسے چاہئے کہ اس سلسلے میں ضرور کوشش کرے۔

باقی عورتوں نے تو اس کی بات کو کچھ اہمیت نہ دی، الٹا اسے برا بھلا کہا۔ لیکن حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ پھر جب میسرہ کی زبانی انہیں سفر شام کے دوران پیش آنے والے محیر العقول حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے کہا:

اِنْ کَانَ مَاقَالَ الْیَھُوْدِیُّ حَقًّا ، مَاذَاکَ اِلَّا ھٰذَا

اگر یہودی کی بات سچی ہے تو وہ شخص یہی ہیں۔
(الزرقانی ج 1 ص 242 / السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص 155)

حضور اکرم ﷺ سے شادی کا پیغام

اگرچہ رسم دنیا یہی ہے کہ شادی کا پیغام لڑکے والوں کی طرف سے بھیجا جاتا ہے، لیکن چونکہ حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ نبی منتظر یہی ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس سعادت کے حصول میں تاخیر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور خود ہی کوششیں شروع کر دیں۔ سب سے پہلے انہوں نے رحمت دو عالم ﷺ کی ذاتی رائے معلوم کرنے کا اہتمام کیا اور اس غرض سے نفیسہ کو رحمت دو عالم ﷺ کے پاس بھیجا۔ نفیسہ نے رحمت دو عالم ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟

رحمت عالم ﷺ نے جواب دیا: شادی کیلئے جس قدر مال کی ضرورت ہوتی ہے وہ فی الحال میرے پاس نہیں ہے۔

نفیسہ نے کہا: لیکن اگر ایسی صورت نکل آئے۔ اگر آپ کو پیسے کی ضرورت ہی نہ پڑے اور شادی بھی ایسی عورت سے ہو جو حسن و جمال، دولت و مال اور عزت و شرافت کے اعتبار سے نمایاں حیثیت رکھتی ہو تو کیا آپ تیار ہو جائیں گے۔

رحمت دو عالم ﷺ نے پوچھا: کس عورت کی بات کر رہی ہو؟

نفیسہ نے بتایا: خدیجہ بنت خویلد کی۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا؟ رحمت دو عالم ﷺ کو یقین ہی نہ آیا۔

بات ہی سخت تعجب کی تھی۔ جس عورت نے رؤسائے قریش کے رشتے ٹھکرا دیئے ہوں وہ ایک ایسے انسان کی رفیقۂ حیات بننے پر آمادہ ہو جائے جس کے پاس شادی کے اخراجات کیلئے بھی معقول رقم نہ ہو۔ بہرحال اس سوال وجواب سے نفیسہ کو اتنا پتہ چل گیا کہ نبی اکرم ﷺ انکار نہیں کریں گے۔

جب انہوں نے جا کر حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کی آمادگی کے بارے میں بتایا تو حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہتر سمجھا کہ اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ براہِ راست گفتگو کر لی جائے تاکہ بات پکی ہو جائے۔

چنانچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بلوا کر خود بات چیت کی اور انہیں بتایا کہ میں سابقہ رشتہ داری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور آپ کی عزت و عظمت، حسن اخلاق اور راست بازی کو دیکھتے ہوئے آپ کی رفیقۂ حیات بننا چاہتی ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے رضامندی ظاہر کی تو حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: پھر اپنے چچا کو بھیج دیجئے۔

نبی اکرم ﷺ نے ابو طالب کو بتایا، تو وہ حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔

حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں آپ کے بھتیجے کی رفاقت چاہتی ہوں، میرے چچا عمرو بن اسد سے کہئے کہ وہ محمد (ﷺ) کے ساتھ میری شادی کر دیں۔ عمرو رضامند ہو گیا تو ابو طالب چند رؤسا و معززین کو ساتھ لے کر گئے اور دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا۔

ایک عظیم خطبۂ نکاح

نکاح کا خطبہ ابو طالب نے پڑھا۔ یہ ایک بہترین خطبہ تھا، جس میں انہوں نے حمد و ثناء کے بعد نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ محمد بن عبداللہ ہے، جو اگرچہ مال میں کم ہے، لیکن عظمت و شرافت اور فضیلت و دانائی کے اعتبار سے جس شخص کے ساتھ بھی اس کا موازنہ کیا جائے، یہ اس سے برتر و اعلیٰ ثابت ہوگا۔ مال و دولت کا کیا ہے، یہ تو ایک چلتی پھرتی اور ڈھلتی چھاؤں ہے۔ آج ہے کل نہیں ...... یہ محمد بن عبداللہ، خدیجہ بنت خویلد سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کل مہر معجّل اور مؤجل میرے ذمہ ہے اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب اس کی بڑی شان و شوکت ہونے والی ہے۔
(زرقانی ج 1 ص:242، 241 / السیرۃ الحلبیہ ج 1 / الآثار المحمدیہ ج 1 ص 120،123)

المختصر یہ کہ پانچ سو درہم مہر پر نکاح ہو گیا۔ پھر اونٹ ذبح کر کے دعوت ولیمہ کی گئی، اور حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیزوں نے دف وغیرہ بجا کر اس پرمسرت تقریب کی خوشیوں کو دوبالا کر دیا۔ شادی کے وقت نبی اکرم ہادی عالم ﷺ کی عمر 25 سال تھی اور حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک عظیم کامیابی سے سرفراز ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں مکہ والوں کی عورتیں ایک خوشی کے موقع پر جمع ہوئیں ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں۔ اچانک وہیں ایک شخص ظاہر ہوگیا جس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکہ کی عورتو! تمہارے شہر میں ایک نبی ہوگا جسے احمد کہیں گے تم میں جو عورت ان سے نکاح کر سکے ضرور کرے۔ یہ بات سن کر دوسری عورتوں نے بھول بھلیوں میں ڈال دی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گرہ باندھ لی اور اس پر عمل کر کے کامیاب ہوئیں۔

اسلام کے فروغ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال بھی لگا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی خدمت گذاری اور دلداری میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور اپنے مال کو بھی اسلام اور داعی اسلام ﷺ کی ضروریات کیلئے اس طرح پیش کر دیا تھا جیسے اس مال میں خود کو ملکیت کا حق ہی نہ رہا۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جو خطاب فرمایا ہے:

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى (93:8)

اور تم کو اللہ نے بے مال والا پایا پس غنی کر دیا۔

اس کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں اَیْ بِمَالِ خَدِیْجَۃَ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال کے ذریعہ غنی کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جو مال تھا وہ آپ ہی کا سمجھتی تھیں۔ ان کے مال خرچ کرنے کے احسان کا آپ ﷺ کے دل پر بہت اثر تھا۔ ایک مرتبہ ان کے اس احسان کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَاَعْطَتْنِیْ مَالَھَا فَاَنْفَقْتُہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

یعنی انہوں نے اپنا مال مجھے دیا جسے میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں فروخت کئے جا رہے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو اپنے مال سے خرید کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ ان کو غلامی سے چھڑا کر اسلام کے کاموں میں لگا دینے کا ذریعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی بنیں۔

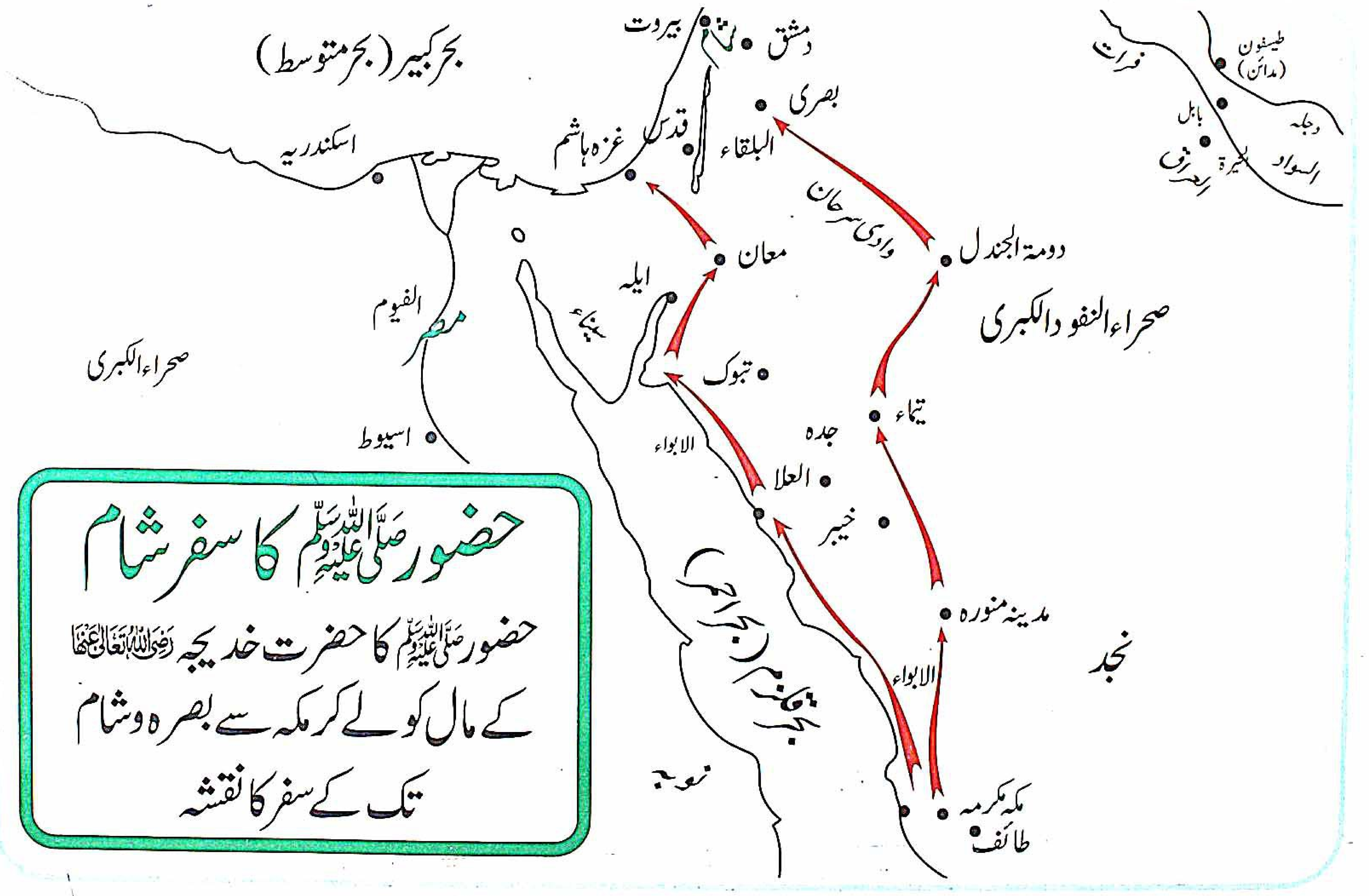

حضور ﷺ کا سفر شام

حضور ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال کو لے کر مکہ سے بصرہ و شام تک کے سفر کا نقشہ

Marfat.com

نسطورا راہب کی خانقاہ: جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شام میں قیام فرمایا تھا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس راہب کی خانقاہ میں قیام فرمایا اسکا مین دروازہ

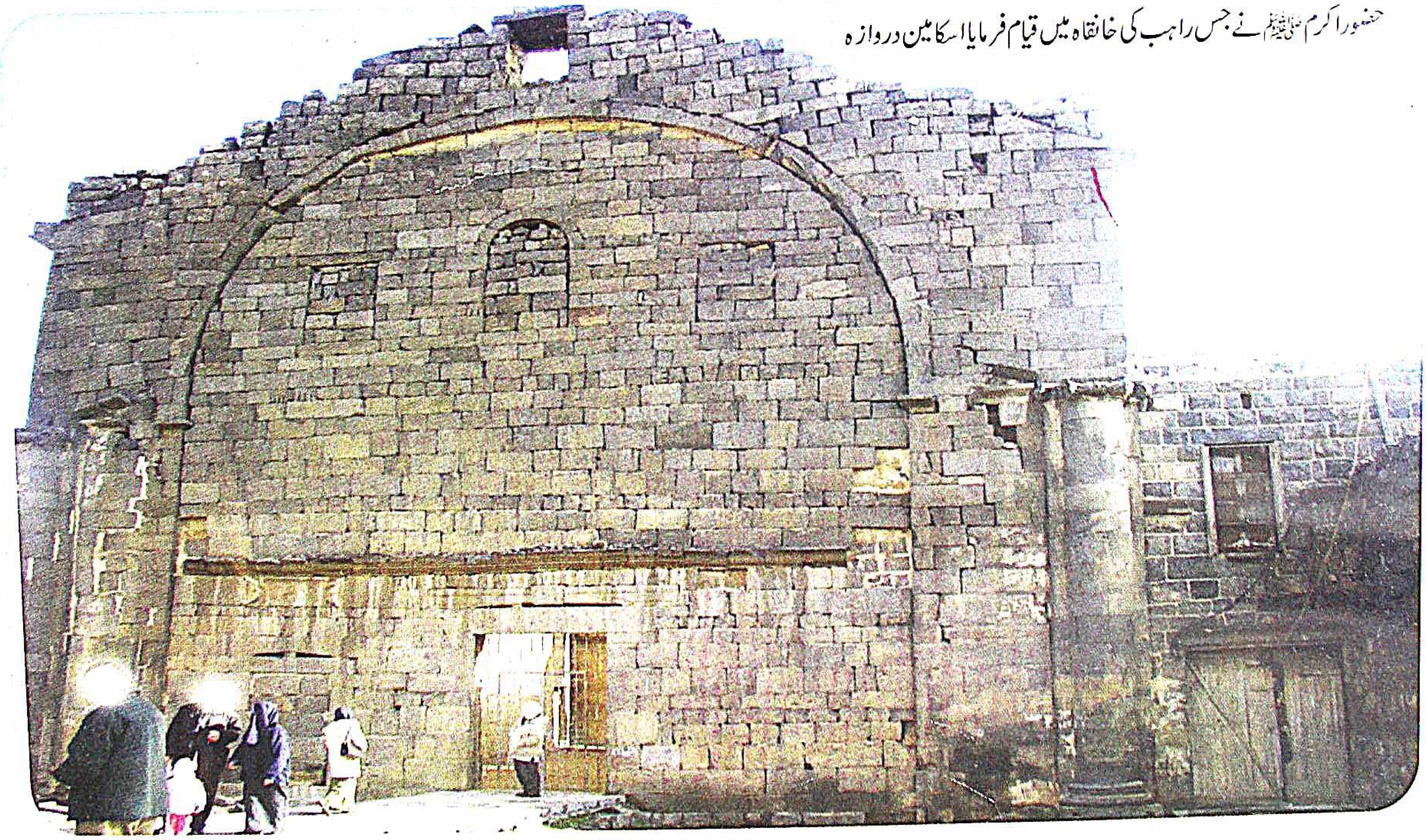

Marfat.com

نسطورا راہب کی خانقاہ کی مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر

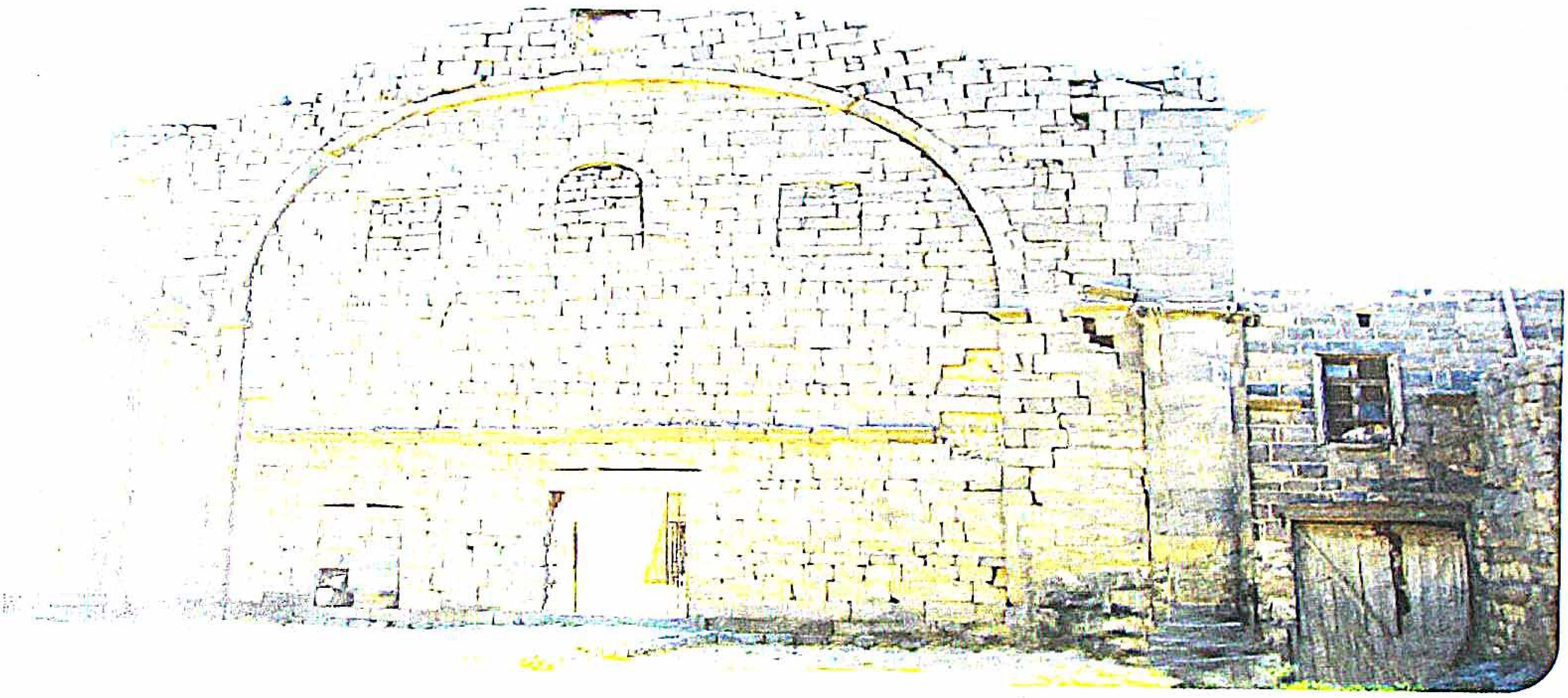

Marfat.com

نسطورا راہب کی خانقاہ کے صحن کے مناظر

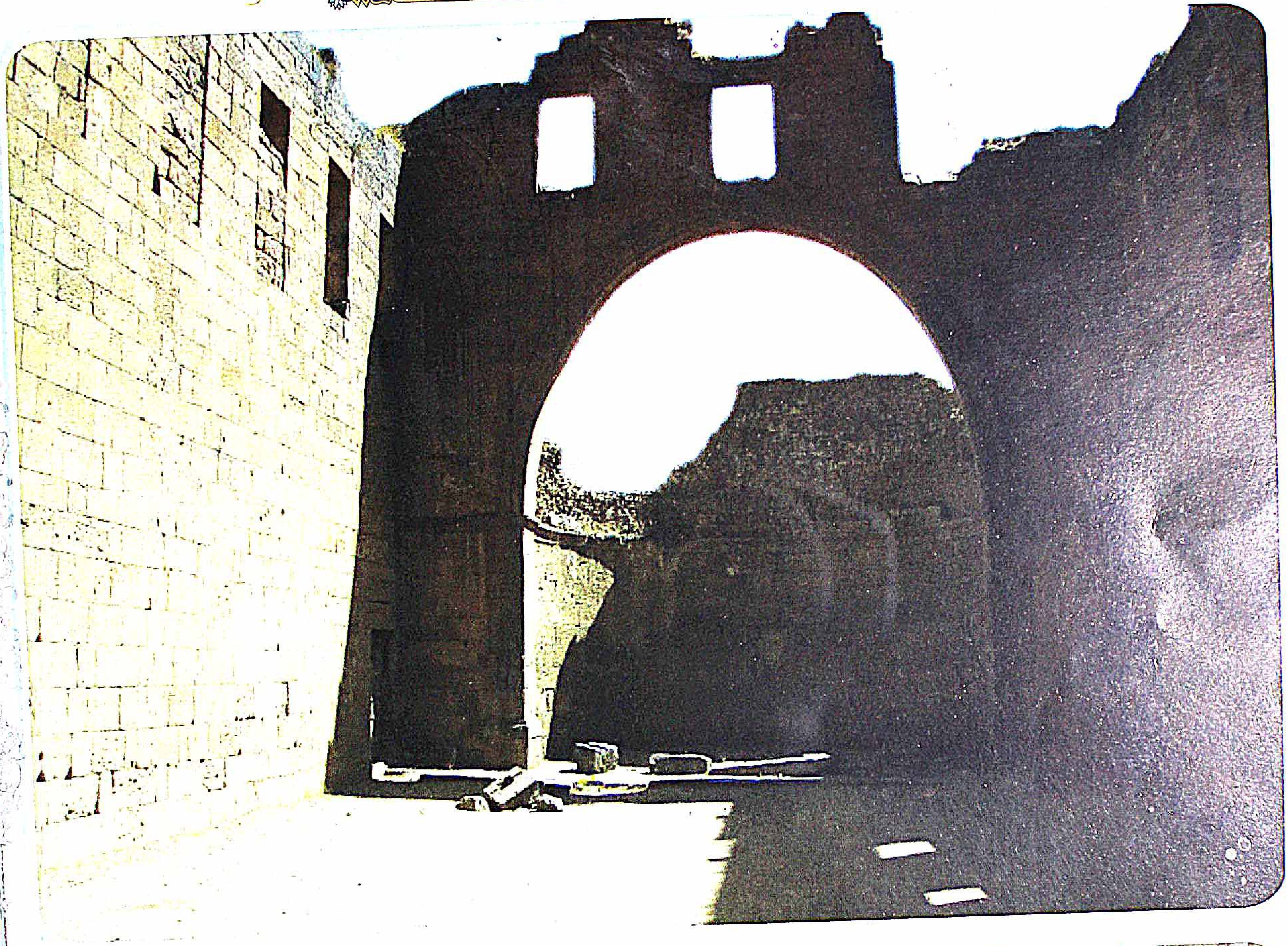

Marfat.com

بحیرہ راہب کی خانقاہ کا بیرونی منظر

خانقاہ کا دروازہ

Marfat.com

بحیرہ راہب کی خانقاہ میں وہ جگہ جہاں حضور اکرم ﷺ نے قیام فرمایا

Marfat.com

وہ جگہ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی

خانقاہ کی دیوار پر لگا ہوا کتبہ۔ اس کتبہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔

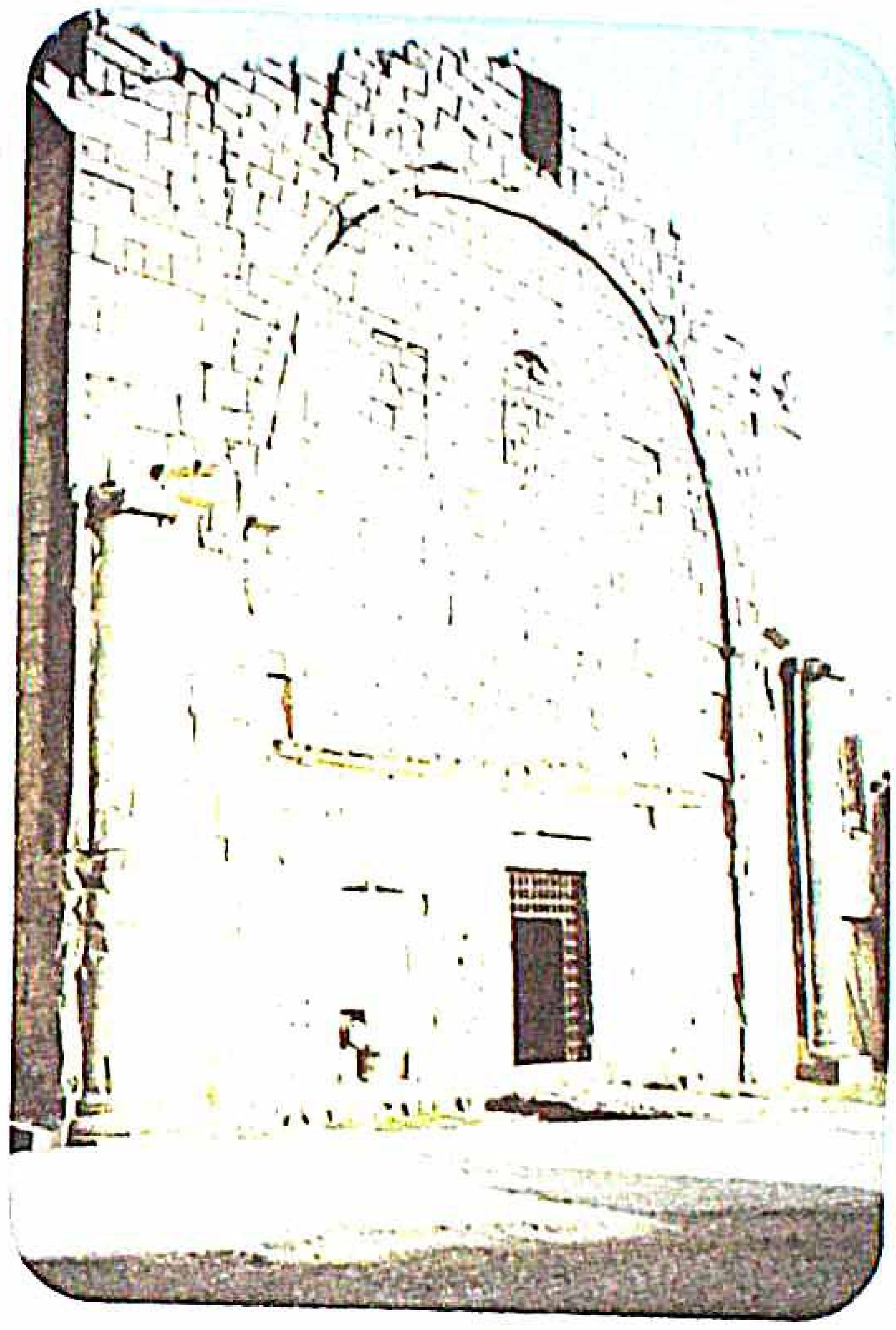

بحیرہ راہب کی خانقاہ کی بیرونی دیوار

خانقاہ کے فرش پر موجود اونٹنی کے قدموں کے نشانات

Marfat.com

غار حرا: جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا لے کر جاتی تھیں

جب نبی اکرم ﷺ کی عمر اقدس 40 برس کے قریب پہنچ گئی تو مقدماتِ نبوت کا ظہور شروع ہوگیا، تا کہ آپ ﷺ ذہنی طور پر پہلے سے اس بارگراں کو اٹھانے کیلئے تیار ہوجائیں۔ تمہید نبوت کا آغاز رویائے صادقہ (سچے خوابوں) سے ہوا۔ اس دور میں آپ ﷺ کو جو بھی خواب نظر آتا، عالم بیداری میں اس کی تعبیر کا مشاہدہ ہوجاتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ ہیں آپکے ہر خواب کی تعبیر صبح درخشاں کی طرح نمودار ہوجاتی۔ علاوہ ازیں جب آپ ﷺ گھاٹیوں اور صحرا میں تنہا محوخرام ہوتے تو ہر شجر وحجر آپ ﷺ کو سلام کا نذرانہ پیش کرتا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

اس زمانہ میں آپ ﷺ کی طبیعت پر مخلوق سے انقطاع اور خالق کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونے کا غلبہ تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ شہروں اور آبادیوں سے دور کوہ وصحراء کی خلوتوں میں حسن ازل کی تلاش میں سرگرداں رہتے۔ رفتہ رفتہ آپ ﷺ نے غار حرا کو اپنی تنہائیوں کا راز دار بنالیا۔ کھانے پینے کی ضروری اشیاء ساتھ لے لیتے اور کئی کئی دن اس مقدس غار میں گذار دیتے۔ کبھی کبھی تو پورا مہینہ وہیں بسر کرتے اور انتظار ومراقبہ کی لذتوں سے سرشار ہوتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کیلئے کھانے پینے کا سامان تیار کرکے دے دیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ غار حرا میں کئی کئی رات رہتے تھے۔ خور دونوش کا سامان ختم ہوجاتا تو آپ ﷺ تشریف لاتے اور سامان لے کر واپس چلے جاتے تھے۔ بالآخر ایک دن عرصہ انتظار ختم ہوا اور 21 رمضان المبارک بروز پیر کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلیل القدر قاصد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام رب العالمین کے ازلی وابدی پیغام کی پہلی قسط لے کر نازل ہوئے۔

اور رحمت دوعالم ﷺ سے کہا:

اِقْرَاء........ پڑھیے

آپ ﷺ نے فرمایا: مَااَنَا بِقَارِیٍٔ.. میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے چمٹا کر اچھی طرح بھینچا پھر کہا: اِقْرَاْ

آپ ﷺ نے فرمایا: مَااَنَا بِقَارِیٍٔ

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو دوبارہ سینے سے لگایا اور کہا: اِقْرَاْ اِقْرَاْ

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: مَااَنَا بِقَارِیٍٔ

پھر جب تیسری مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

تو آپ ﷺ کی زبان پر یہی مقدس کلمات رواں ہوگئے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ہ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ہ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

یہ تو رحمت عالم ﷺ کا جگر گردہ تھا کہ آپ اس باجبروت کلام کو برداشت کرگئے جو اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو اس کے پرخچے اڑ جاتے۔ تاہم اتنا اثر ضرور ہوا کہ آپ ﷺ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اسی عالم میں گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ (مجھے کچھ اوڑھاؤ، مجھے کچھ اوڑھاؤ) چنانچہ آپ ﷺ کو گرم کپڑے اوڑھا دیئے گئے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو پورا واقعہ سنایا اور فرمایا:

لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ

میری تو جان پر بن گئی تھی۔

عورتیں کچی طبیعت کی ہوتی ہیں اور مرد کو گھبرایا ہوا دیکھ کر اس سے زیادہ گھبرا جاتی ہیں لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ذرا نہ گھبرائیں اور تسلی دیتے ہوئے خوب جم کر فرمایا:

کَلَّا وَاللّٰہِ لَایُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ

خدا کی قسم! ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی جان کو مصیبت میں ڈال کر آپ کو رسوا کرے۔ (آپ کی صفات بڑی اچھی ہیں۔ ایسی صفات والا رسوا نہیں کیا جاتا) آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مہمان نوازی آپ کی خاص صفت ہے۔ آپ بے بس وبے کس آدمی کا خرچ برداشت کرتے ہیں اور عاجز محتاج کی مدد کرتے ہیں اور مصائب کے وقت حق کی مدد کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ورقہ بن نوفل کے ہاں آمد

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا کہ اے بھائی! سنو یہ کیا کہتے ہیں۔ ورقہ بن نوفل بوڑھے آدمی تھے، بینائی جاتی رہی تھی، عیسائیت اختیار کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کو پوری کیفیت سے آگاہ فرمایا تو انہوں نے کہا:

ھٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُوْسٰی یَالَیْتَنِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُوْسٰی یَالَیْتَنِیْ فِیْھَا اَکُوْنُ حَیًّا اِذَا یُخْرِجُکَ قَوْمُکَ

یہ تو وہی راز دار فرشتہ جبرائیل (علیہ السلام) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت نوجوان ہوتا (جب آپ کی دعوت دین کا ظہور ہوگا) کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔

رحمت دوعالم ﷺ نے حیرت سے پوچھا: اَوَمُخْرِجِیَّ ھُمْ کیا یہ لوگ مجھے یہاں سے نکال دیں گے۔

ورقہ نے کہا: نَعَمْ! جو پیامبر بھی اس طرح کا پیغام لے کر آیا، لوگ اس کے دشمن ہوگئے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ (صحیح بخاری کتاب بدالوحی ج1 ص:2/صحیح مسلم ج1 ص:88)

افسوس حضرت ورقہ کی یہ تمنا پوری نہ ہوسکی اور آپ تھوڑے ہی عرصے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

ورقہ بن نوفل کا تعارف اور ان کا ایمان لانا

ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے، نبی اکرم ﷺ کی ولادت سے پہلے شرک وبت پرستی میں مبتلا تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ان کا پسندیدہ بت اوندھے منہ گر پڑا اور بار بار اٹھانے کے باوجود کھڑا نہ ہوسکا۔ (حوالہ سیدالوریٰ ص:104)

اپنے معبود کی یہ درگت بنتے دیکھ کر بت پرستی سے متنفر ہوگئے اور عیسائی مذہب اختیار کرکے قدیمی کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق ہوگئے۔ انہی کتابوں کے مطالعہ کے دوران ان پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ عنقریب ایک عظیم الشان نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ وہ اس نبی کے لئے سراپا انتظار تھے اور اپنے اشعار میں اکثر اس کا اظہار کرتے رہتے تھے۔

جب نبی اکرم ﷺ نے نزول جبرائیل علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا تو انہیں یقین ہوگیا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کا مدتوں سے انتظار تھا۔ اس لئے فوراً ایمان لے آئے اور وفات کے بعد سیدھے جنت میں داخل ہوگئے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُہٗ فِیْ بُطْنَانِ الْجَنَّۃِ عَلَیْہِ سُنْدُسٌ

میں نے اسکو وسط جنت میں دیکھا، اس نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج3 ص:9)

Marfat.com

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی آمد کی تصدیق

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ میں بیہقی کے حوالہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے نبوت کے بالکل ابتدائی دور میں یہ بھی عرض کیا کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ جب فرشتہ آپ کے پاس آئے تو آپ مجھے اطلاع فرمادیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہو سکتا ہے۔ عرض کیا اب آئے تو بتلایئے گا۔

چنانچہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ ہیں جبرائیل۔

انہوں نے عرض کیا: اس وقت آپ کو نظر آرہے ہیں؟

فرمایا: ہاں!

عرض کیا: آپ اٹھ کر میری داہنی طرف بیٹھ جائیں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر ان کی داہنی طرف بیٹھ گئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اس وقت بھی آپ کو جبرائیل علیہ السلام نظر آرہے ہیں؟

فرمایا: ہاں! نظر آرہے ہیں۔

عرض کیا آپ میری گود میں بیٹھ جائیں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ ﷺ ان کی گود میں بیٹھ گئے تو

دریافت کیا: کیا اب بھی آپ ﷺ کو جبرائیل علیہ السلام نظر آرہے ہیں؟

فرمایا: ہاں! نظر آرہے ہیں؟

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ ہٹا کر سر کھولا اور دریافت کیا: کیا آپ ﷺ کو اب بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر آرہے ہیں۔

فرمایا: اب تو نظر نہیں آتے۔

یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یقین جانئے یہ فرشتہ ہی ہے، آپ ثابت قدم رہیں اور نبوت کی خوشخبری قبول فرمائیں۔ (اگر یہ شیطان ہوتا تو میرا سر دیکھ کر غائب نہ ہوجاتا چونکہ فرشتہ ہی ہے اس لئے شرما گیا) اس واقعہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دانشمندی کا پتہ چلتا ہے۔

انقطاع وحی

پہلی وحی کے بعد کچھ مدت کے لئے سلسلہ وحی منقطع ہوگیا تو آپ ﷺ بیحد پریشان ہوگئے۔ اتنے پریشان کہ آپ کو اپنی زندگی ایک قسم کا بوجھ محسوس ہونے لگتی، جب طبیعت زیادہ پریشان ہوجاتی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نمودار ہوجاتے اور کہتے:

یَامُحَمَّدُ ! اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا

اے محمد ﷺ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

یہ سن کر وقتی طور پر دل بے چین کو قرار آجاتا اور آپ ﷺ پرسکون ہوجاتے، لیکن کچھ وقت گذرنے کے بعد پھر وہی کیفیت طاری ہوجاتی۔ جب آپ ﷺ کی بے تابی و بے قراری حد سے بڑھ گئی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پیام الٰہی کی دوسری قسط لے کر نازل ہوئے

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ہ قُمْ فَاَنْذِرْ ہ

اس کے بعد وحی کا تسلسل قائم ہوگیا۔

(صحیح بخاری، کتاب التعبیر ج 2 ص: 1023 بحوالہ سیدالورٰی)

غار حرا کے پہاڑ کا منظر جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے لئے کھانا لے کر جاتی تھیں

Marfat.com

غارِ حرا کا فضائی منظر

غار حرا کا محلِ وقوع

غار حرا دامن میں کچھ پھیلاؤ رکھتا ہے، پھر اس کے بعد قریباً سیدھا اوپر کو اٹھتا چلا گیا ہے تاہم اس کی چوٹی نوکیلی نہیں۔ سارا پہاڑ چٹیل یعنی پتھر ہی پتھر ہے۔ اسے جبل نور بھی کہتے ہیں۔

جبل نور مکہ مکرمہ کے مشرق میں تقریباً ساڑھے چار کلومیٹر دور ہے۔ سطح سمندر سے اس کی تقریباً 2 ہزار فٹ ہے۔ یہ مکہ سے طائف جانے والی سڑک سے قریباً 200 میٹر ہٹ کر ہے۔ پہاڑ کے دامن میں نصف کلومیٹر تک راستہ ہموار ہے اور آگے چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ اوپر چڑھنے کا راستہ مشرقی سمت سے ہے اور چکر کھاتے ہوئے اوپر جاتا ہے۔ جبل حرا اور جبل ثبیر ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہیں، تاہم کوہِ حرا نسبتاً زیادہ بلند ہے۔ کوہِ حرا کی چوٹی پر ایک سیاہ رنگ کی جھنڈی نصب ہے۔

یہ غار پہاڑ کی چوٹی پر نہیں بلکہ اس تک پہنچنے کے لئے ساٹھ ستر میٹر نیچے مغرب کی سمت جانا پڑتا ہے۔ نشیب میں اتر کر راستہ پھر بلندی کی طرف جاتا ہے جہاں غارِ حرا ہے۔ غار سے چند قدم پہلے چٹانی تختوں نے راستہ تقریباً بند کر رکھا ہے۔ یہاں پہاڑ 85 درجے کا زاویہ بناتا ہے اور دبلا پتلا آدمی بھی بغیر گھسٹتے ہوئے آگے غار میں نہیں جا سکتا۔ غار پہاڑ کے اندر نہیں بلکہ اس کے پہلو میں تقریباً خیمے کی شکل میں اور ذرا باہر کو ہٹ کر ہے۔ کم و بیش نصف میٹر موٹے، پونے دو میٹر تک چوڑے اور تین چار میٹر لمبے چٹانی تختے پہاڑ کے ساتھ اس طرح ٹکے ہوئے ہیں کہ متساوی الساقین مثلث جیسے منہ والا غار بن گیا ہے، جس کا ہر ضلع اڑھائی میٹر لمبا اور قاعدہ قریباً ایک میٹر ہے۔ غار کی لمبائی دو سوا دو میٹر ہے اور اس کی اونچائی آگے کو بتدریج کم ہوتی گئی ہے۔ پچھلے حصے کی طرح سامنے کا حصہ بھی کھلا ہے۔ غار کا رخ ایسا ہے کہ سارے دن میں سورج اندر نہیں جھانک سکتا، چنانچہ دہانے سے اندر کو تاریکی ہے جس کے حجاب کو چیر کر آنکھ آگے نہیں دیکھ سکتی۔ (آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر جلد 3)

Marfat.com

جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا لے کر جاتی تھیں

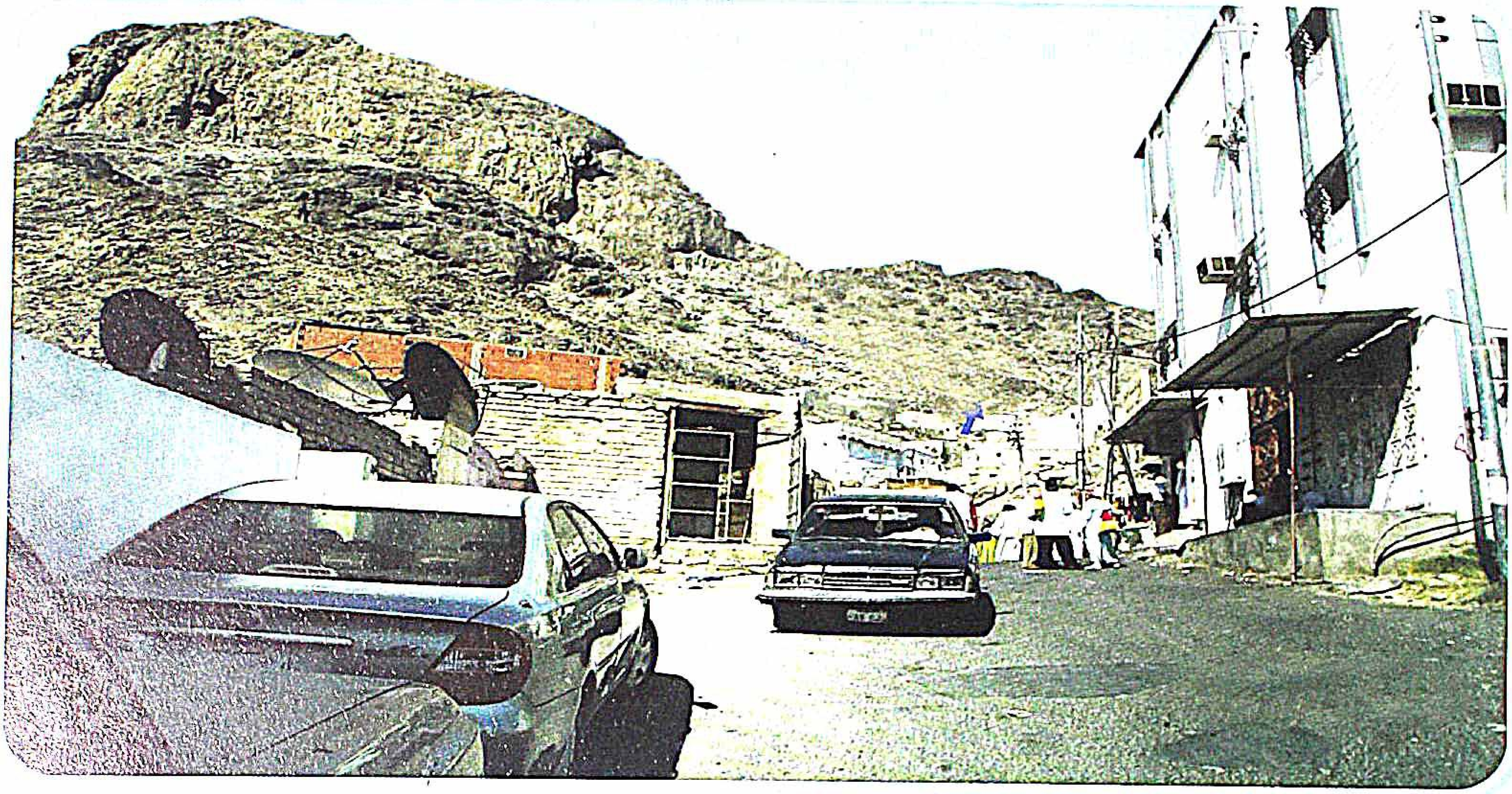

مکہ معظمہ سے کوئی ساڑھے چار کلومیٹر کے فاصلے پر ریتیلے میدان کے بیچ میں اور ٹیلوں سے الگ تھلگ جبل نور اکیلا کھڑا ہے، سطح سمندر سے تقریباً دو ہزار فٹ بلند ہے، اس کی شکل گول برج کی [illegible]

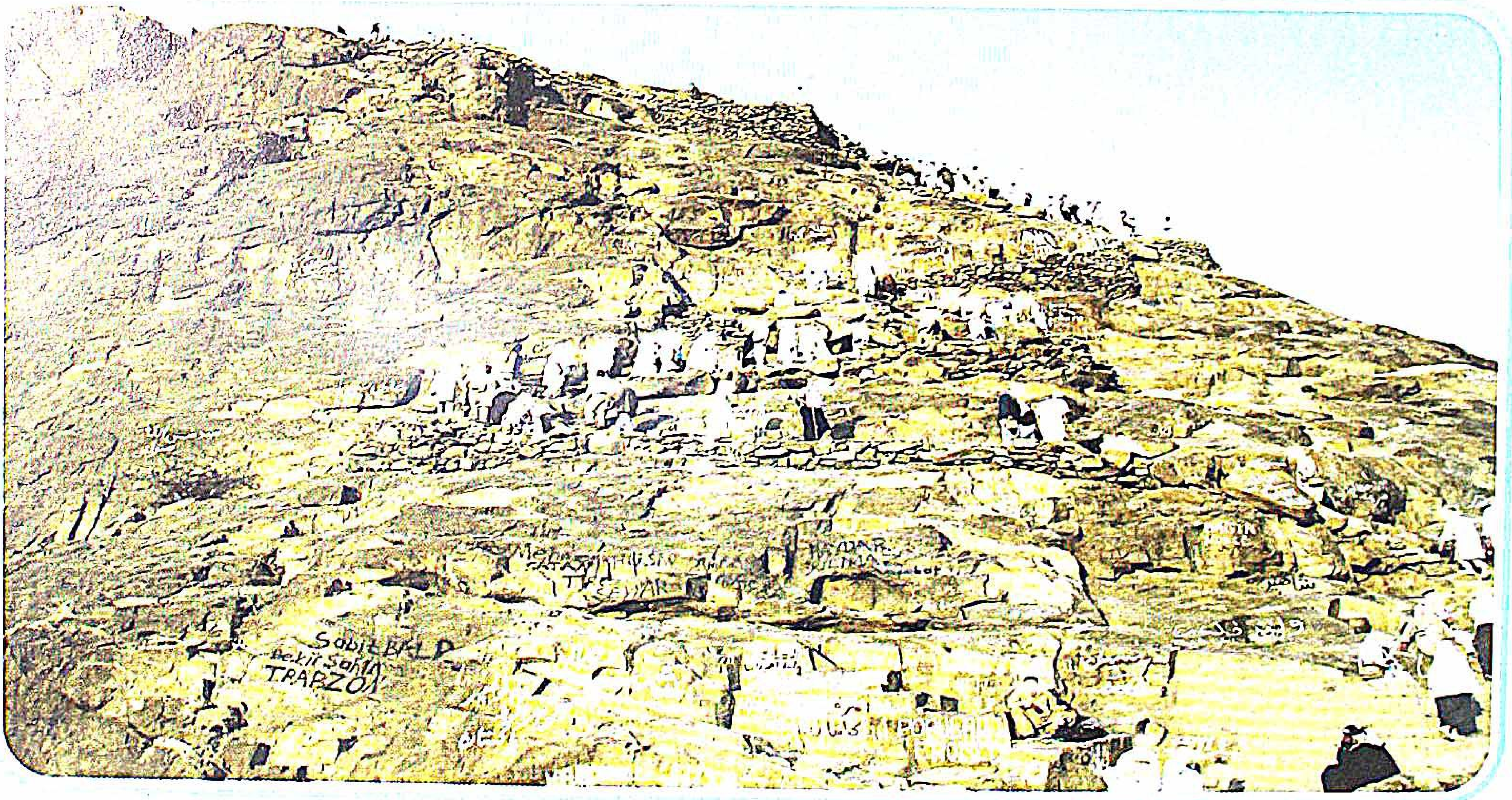

جبل نور کی چکردار چڑھائی کو زائرین کے ذوق وشوق نے کثرت استعمال سے پتھریلی پگڈنڈی بنادی ہے۔ بعض جگہ پتھر زینے کی طرح جمے ہوئے ہیں کچھ ڈھلوان اور دشوار گزرگاہیں ہیں جہاں ضعیفوں کو عصا کا سہارا لینا پڑتا ہے یا قدم بہت احتیاط سے رکھتے ہیں۔

Marfat.com

غار حرا کے دو خوبصورت روحانی منظر

Marfat.com

غار حرا اور اطراف کی دور سے لی گئی تصویر

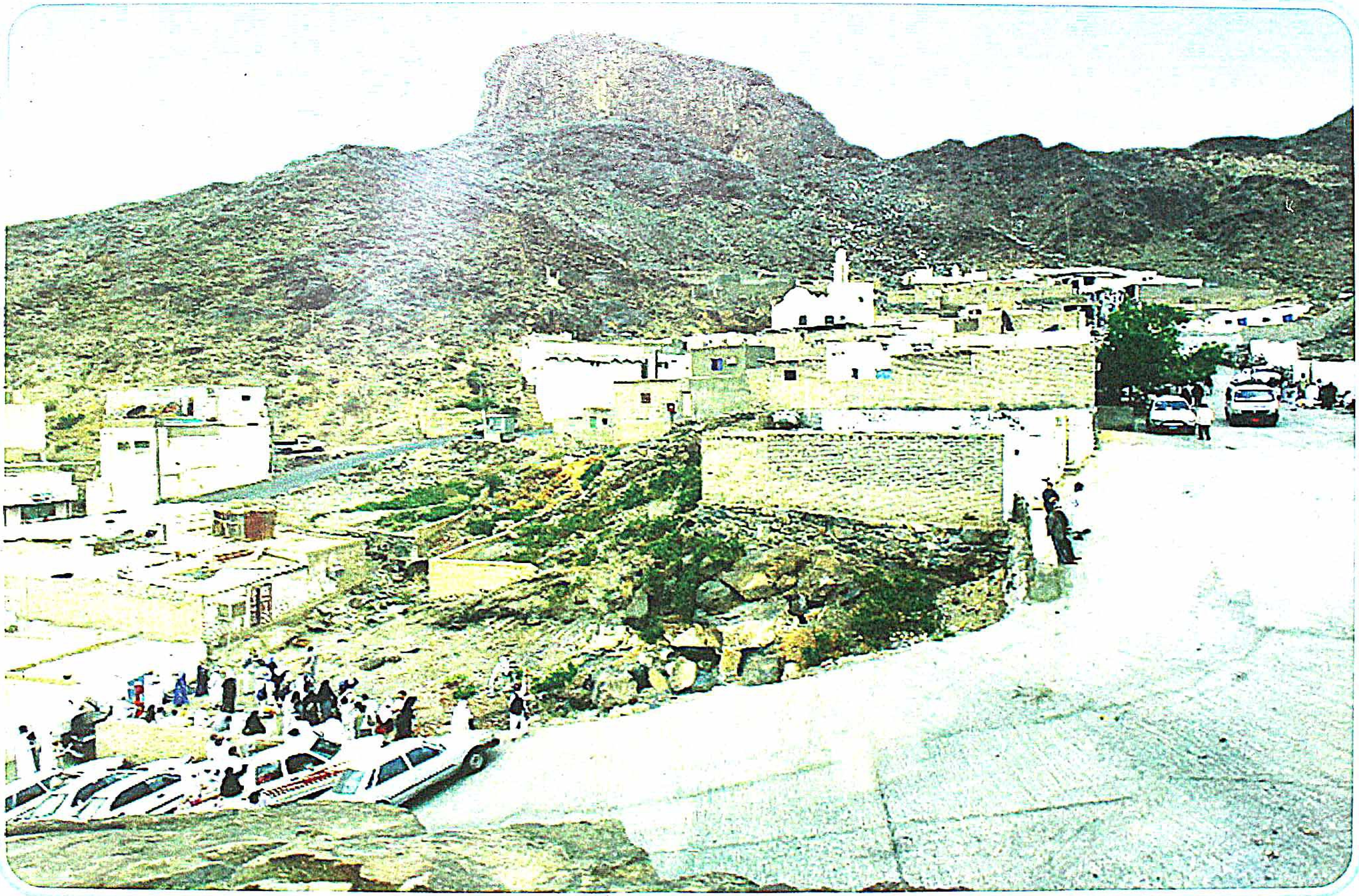

پہاڑوں کے درمیان جبل نور کی انفرادیت نمایاں ہے۔ حج کے ایام میں زائرین اس کی کثرت سے زیارت کرتے ہیں کیونکہ اب صرف غار حرا اور غار ثور اصلی حالت میں صدیوں سے محفوظ ہیں۔ جبل ثور کی چڑھائی دشوار گذار ہے البتہ حرا پر چڑھنا نسبتاً آسان ہے۔

Marfat.com

غار حرا جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی

غار والے حصے کا بالائی منظر، چٹانوں کی چھت دیکھی جا سکتی ہے۔ سامنے کوہِ ثبیر ہے، جبل نور زیادہ بلند ہے اطراف میں پہاڑیاں ہی پہاڑیاں ہیں۔

Marfat.com

غار حرا کی مختلف تصاویر

غار حرا جہاں خاتم الانبیاء ﷺ کو نبوت کا تحفہ دیا گیا

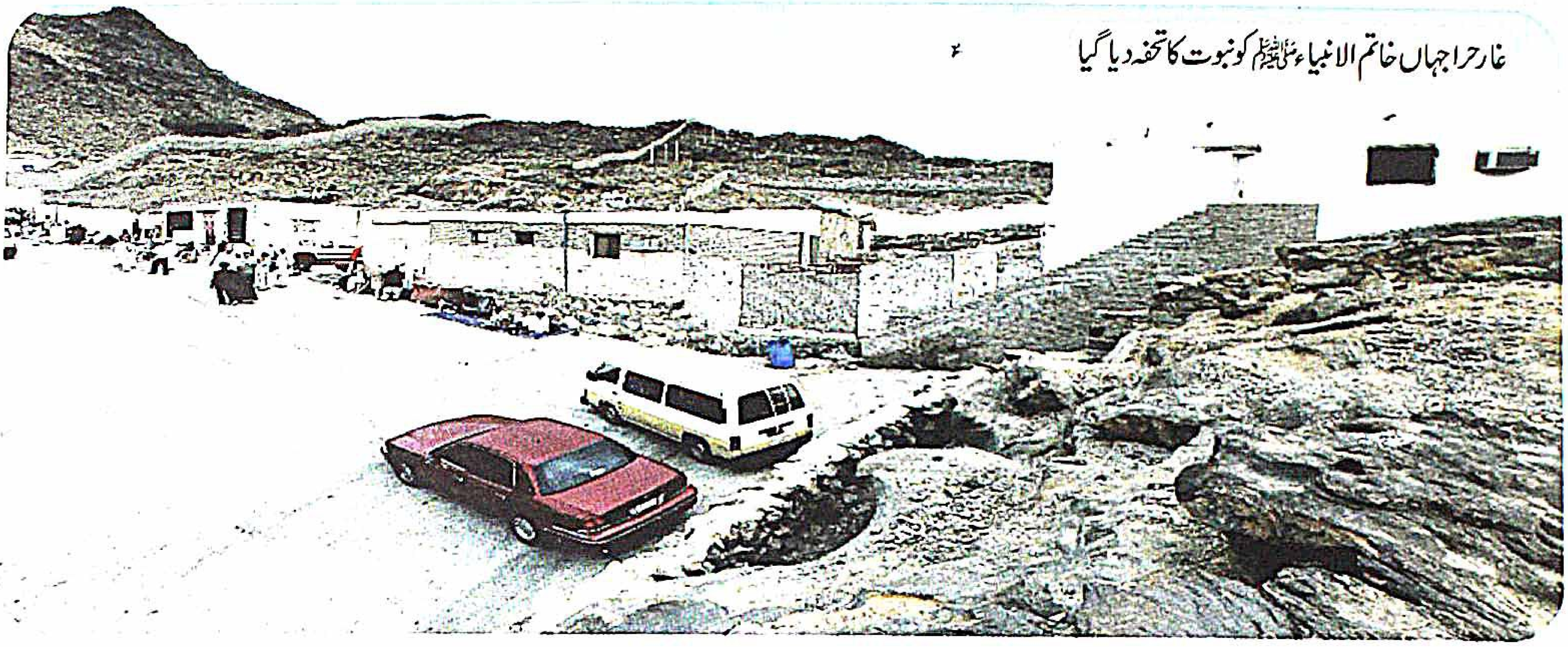

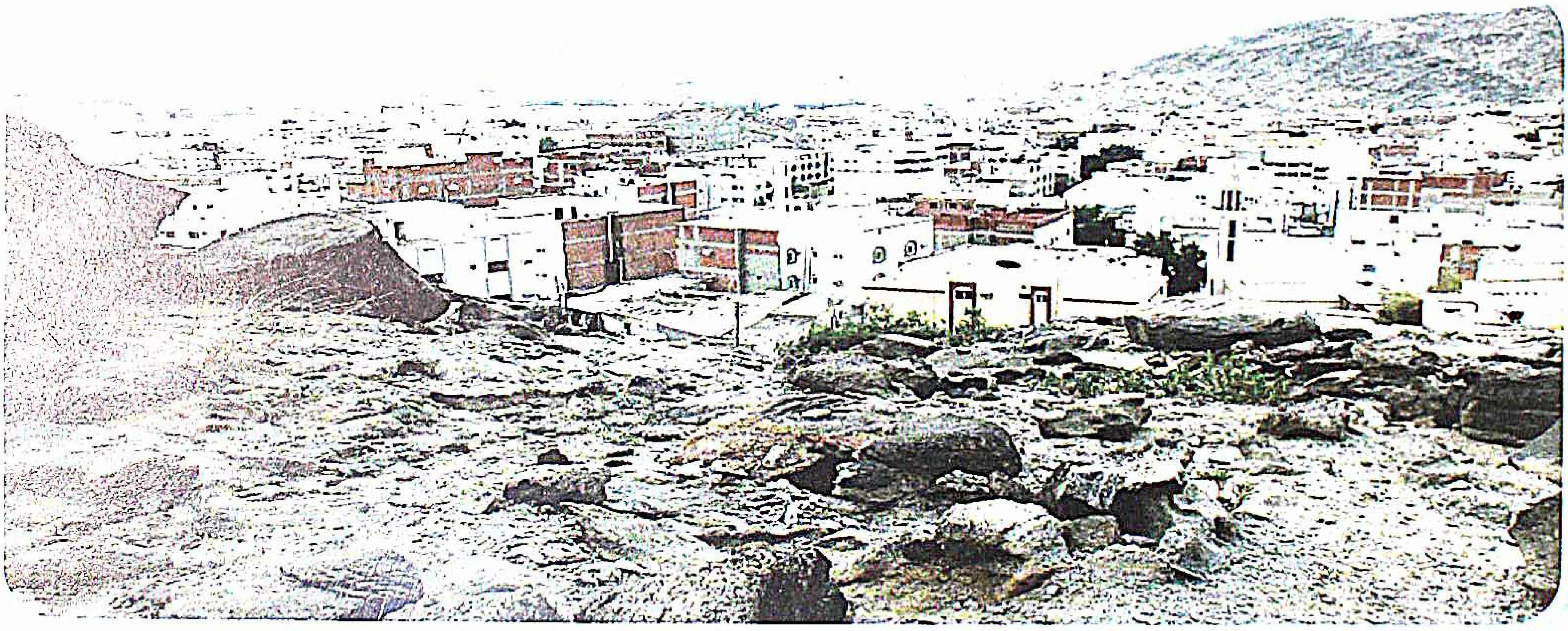

غار حرا کی قدیم تصویر جب کہ دو بڑی سلیں قدرتی طور پر خیمہ کی شکل اختیار کر گئی ہیں

Marfat.com

نبوت ملنے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبول اسلام

اسلام میں طہارت وعبادت کو کس قدر اہمیت حاصل ہے؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا گیا۔

چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ تمام جن وانس کی طرف رسول ہیں۔ اس لئے انہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی دعوت دیجئے۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو وہاں سے شفاف پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کے روبرو اس چشمے سے وضو کیا پھر آپ ﷺ سے کہا کہ آپ بھی وضو کیجئے۔ چنانچہ نبی آخر الزماں ﷺ نے بھی اسی طرح وضو کیا۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور رحمت دو عالم ﷺ سے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو جایئے۔ چنانچہ دونوں نے مل کر دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام واپس چلے گئے۔

نبی اکرم ﷺ نے گھر آ کر حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہیں بیحد مسرت حاصل ہوئی اور خواہش ظاہر کی کہ مجھے بھی وضو اور نماز کا طریقہ بتایئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر انہوں نے بھی وضو کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

نماز سے فراغت کے بعد بیساختہ بول اٹھیں:

اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بلا شبہ اللہ کے رسول ہیں۔

(تاریخ ابن جریر ج2ص:210/ زرقانی ج1ص:283)

نبوت مل جانے کے بعد جب آنحضرت ﷺ نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو مشرکین مکہ آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے اور طرح طرح سے آپ ﷺ کو ستانا شروع کر دیا۔ ساری قوم آپ ﷺ کی دشمن اور عزیز واقربا بھی مخالف۔ ایسے مصیبت کے زمانہ میں آپ ﷺ کے غمخوار صرف آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اور اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ و رسول ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اور رسول اللہ ﷺ کے دین کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی مصیبت ہلکی کر دی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب دعوتِ اسلام دینے پر آپ ﷺ کو الٹا جواب دیا جاتا اور آپ ﷺ کو جھٹلایا جاتا تو اس سے آپ ﷺ کو رنج پہنچتا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس رنج کو دور فرما دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو وہ آپ ﷺ کی ہمت مضبوط کر دیتی تھیں اور رنج ہلکا کر دیتی تھیں۔ آپ ﷺ کی تصدیق بھی کرتیں اور لوگوں کی مخالفت کو آپ ﷺ کے سامنے بے جان بنا کر بیان کرتی تھیں۔

سیرت ابن ہشام میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق لکھا ہے:

وکانت لہٗ وزیر صدق علی الاسلام

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کیلئے حضور ﷺ کے لئے مخلص وزیر کی حیثیت رکھتی تھیں۔

ہر وہ مصیبت جو حضور اقدس ﷺ کو دعوت اسلام میں پیش آتی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوری طرح اس میں آپ ﷺ کی شریک غم ہوتیں اور آپ کے ساتھ خود بھی تکلیفیں سہتی تھیں، آپ ﷺ کی ہمت بندھانے اور بلند ہمتی کے ساتھ ہر آڑے وقت میں آپ ﷺ کا ساتھ دینے میں ان کو خاص فضیلت حاصل ہے۔ (حوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

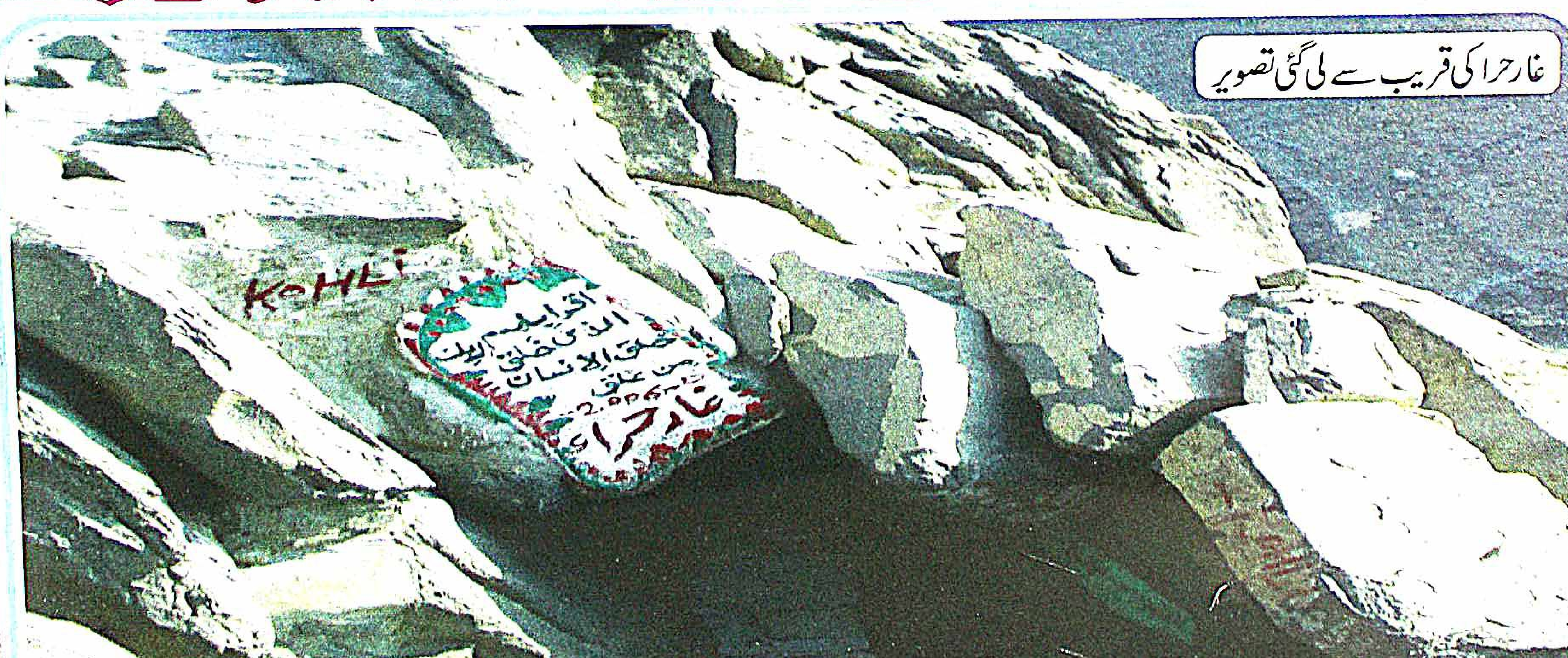

غار حرا کی قریب سے لی گئی تصویر

Marfat.com

غارِ حرا والے راستے پر
حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اللہ کا سلام

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لے کر جا رہی تھیں۔ ابھی پہنچنے بھی نہ پائی تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آ رہی ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں تو ان کو اللہ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے اور ان کو جنت کا ایسا مکان مل جانے کی خوشخبری سنا دیجئے جو موتیوں کا ہوگا جس میں نہ ذرا شور شغب ہوگا اور نہ ذرا تکلیف ہوگی۔

لمعات میں لکھا ہے کہ یہ کھانا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غار حرا میں لے جا رہی تھیں اور نبوت مل جانے کے بعد کی بات ہے کیوں کہ نبوت کے بعد بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غار حرا میں آنا جانا رہا ہے۔ (امت مسلمہ کی مائیں)

تنگ راستے سے گذرنے کے بعد ایک چھوٹا سا صحن ہے اس کے صحن سے شہر مکہ اور حرم شریف کے مینار دکھائی دیتے ہیں۔ صحن کے ایک کنارے پر قدرتی طور پر دو بڑی چٹانیں ۸ کے ہندسے کی شکل میں مل گئی ہیں، یہی غارِ حرا کا دہانہ ہے۔

غار حرا کا اندرونی منظر

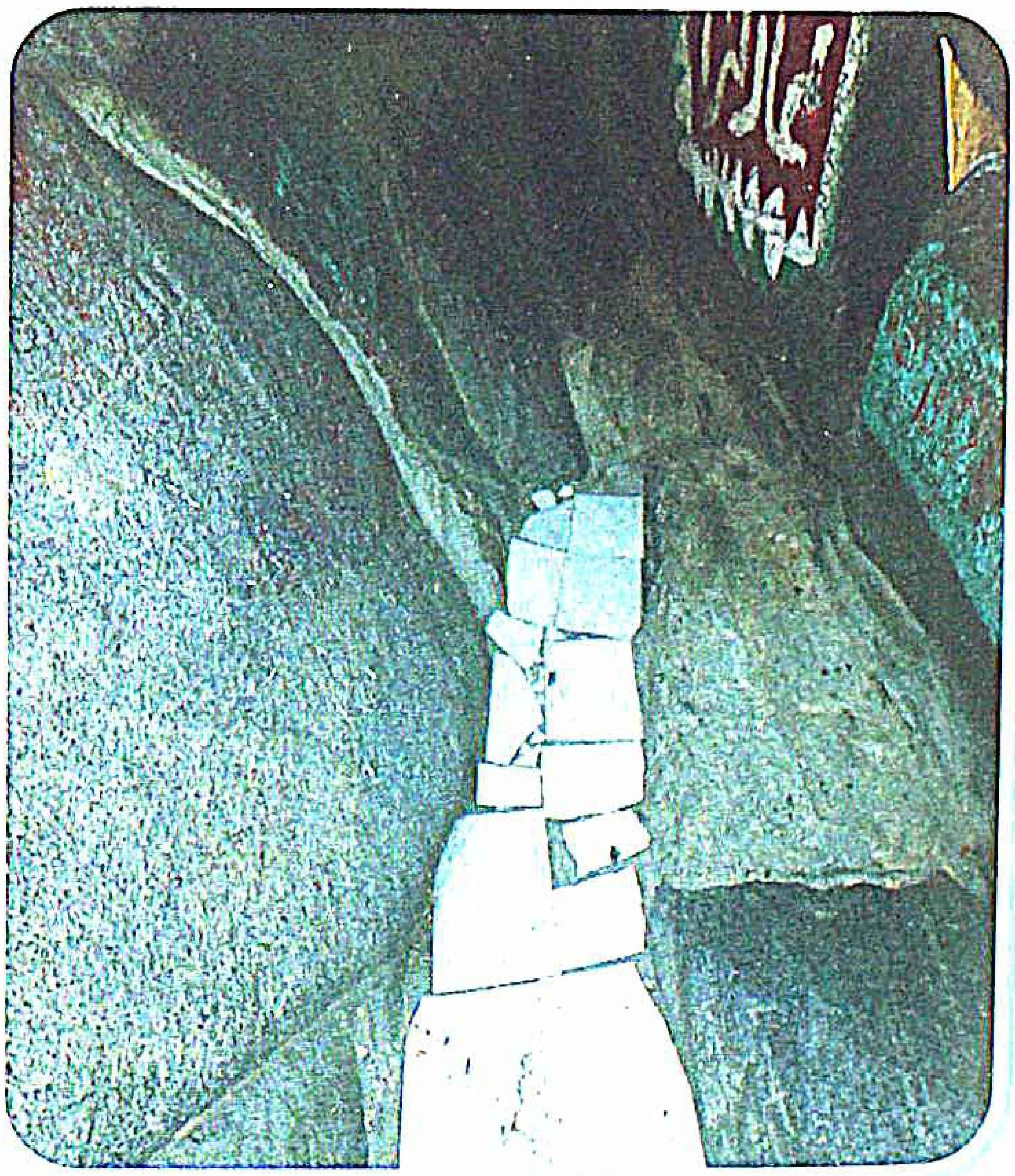

غار حرا کی اندرونی وسعت، اونچائی اس قدر ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جاسکتی ہے

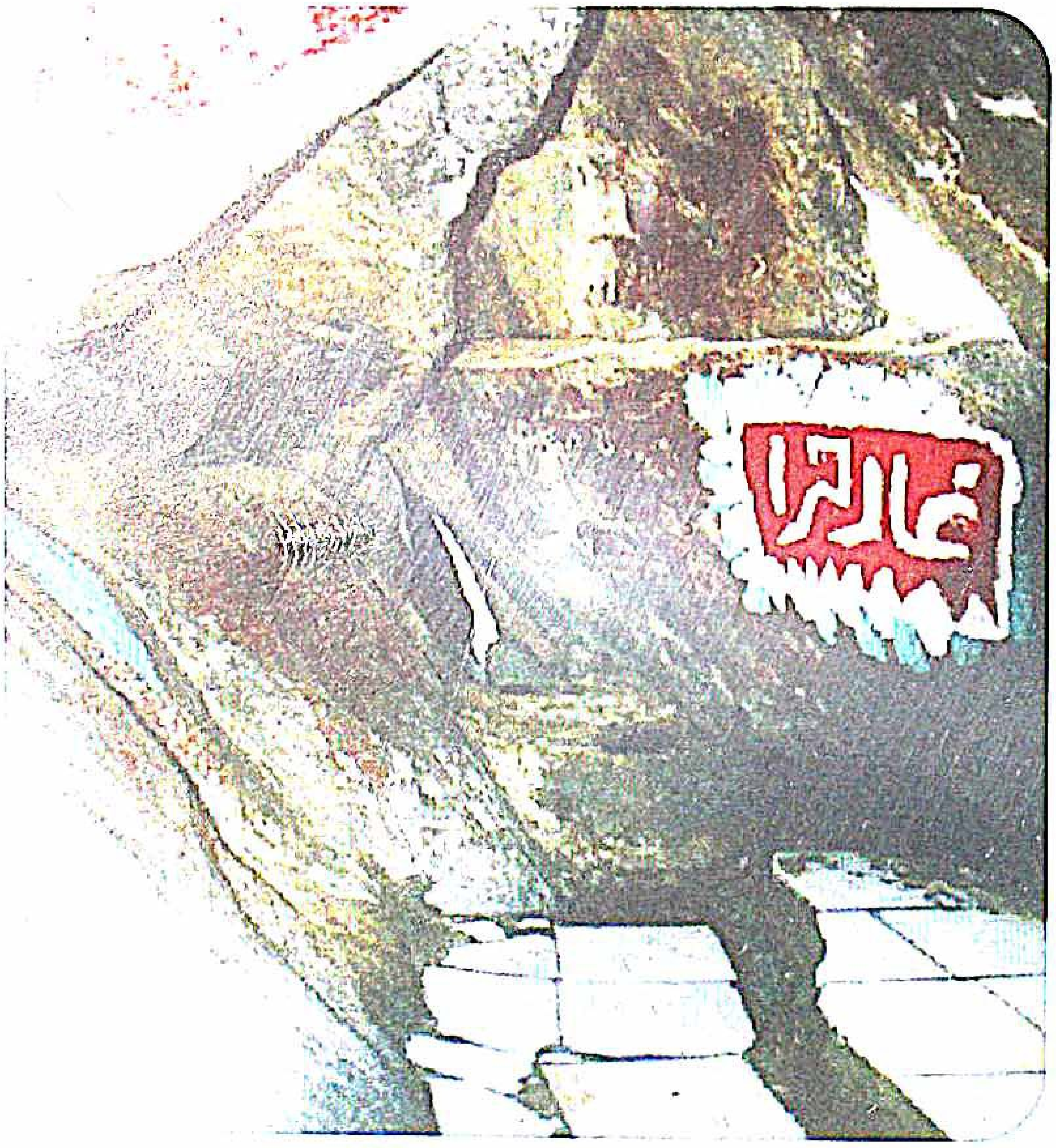

چکر دار پگڈنڈیوں کی چڑھائی سے بالکل اوپر پہنچ جانے کے بعد غار نیچے دکھائی دیتا ہے۔ ایک بڑی پھسلن والی چٹان سے بیٹھ کر چند گز نیچے اترنا پڑتا ہے، جہاں چٹانوں کے درمیان راستہ اتنا تنگ ہے کہ دونوں طرف چٹانوں سے جسم مس ہوتا ہے، اسے بابِ غار کہتے ہیں۔

Marfat.com

فضائل خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاکیزگی اخلاق کی وجہ سے اسلام سے پہلے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آکر انہوں نے جواپنی دانش وعقلمندی اور خدمت گذاری سے فضائل حاصل کئے ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

1 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی بھی بیوی پر مجھے اتنا رشک نہیں جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتا تھا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس رشک کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اکثر یاد فرمایا کرتے تھے اور اکثر یہ بھی ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تو اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت بھجواتے تھے۔ ایسے موقع پر بعض مرتبہ میں نے کہا کہ آپ کو ان کا ایسا خیال ہے جیسے دنیا وآخرت میں ان کے علاوہ آپ کی اور کوئی بیوی ہی نہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ایسی اچھی تھیں ایسی اچھی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔ سبحان اللہ وفاداری اور یادگاری کی یہ مثال کہاں ملے گی کہ صاحب محبت کے وفات پاجانے پر اس کے دوستوں سے وہ برتاؤ رکھا جائے جیسے وہ خود زندگی میں اپنے دوستوں سے رکھتا ہو اور اس پر خوش ہوتا ہو۔ (بخاری ومسلم 12)

2 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) ہیں۔

3 ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاکر گھر سے باہر نہیں جایا کرتے تھے جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ نہ فرمالیتے تھے۔ ایک مرتبہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا تو مجھے عورتوں والی غیرت سوار ہوئی۔ میں نے عرض کیا: ایک بڑھیا کو آپ یاد کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے۔ اس کے بعد میں نے یہ طے کرلیا کہ کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برائی سے یاد نہ کروں گی۔

4 جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوا۔

5 الاستیعاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کے رب کا سلام پہنچا دیجئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا دیا۔

اس کے جواب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

اَللّٰهُ السَّلَامُ وَمِنْهُ السَّلَامُ وَعَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ

یعنی اللہ کے سلام کا جواب کیا دوں وہ تو خود سلام ہے اور اسی سے سلامتی ملتی ہے۔ سلام لانے والے جبرائیل پر سلام ہو۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شعب ابی طالب میں رہنا

ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا بائیکاٹ کیا جائے۔ نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے، نہ ان سے بات کرے، نہ خرید وفروخت کرے، نہ ان کو اپنے گھر آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہ کردیں۔ یہ معاہدہ زبانی باتوں ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ تحریری معاہدہ لکھ کر کعبہ محترم پر لٹکا دیا گیا تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے۔

اس معاہدہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب تین سال تک دو پہاڑیوں کے درمیان ایک گھاٹی میں رہے۔ ان تین برسوں میں ان کو فاقوں پر فاقے گذرے۔ مرد وعورت سب ہی بھوک سے بے تاب ہو کر روتے اور چیختے چلاتے تھے جس کی وجہ سے ان کے والدین کو اور بھی زیادہ دکھ ہوتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی اولاد سب ہی اس گھاٹی میں رہے اور دعوت دین کے لئے فاقے جھیلے اور مصیبت کے دن کاٹے۔ آخر تین سال کے بعد معاہدہ والی تحریر کو دیمک کھا گئی تب ان حضرات کو اس گھاٹی سے نکلنا نصیب ہوا۔

بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب میں جو لوگ کافر تھے وہ بھی حمیت قومی کی وجہ سے اس مصیبت میں شریک ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیلئے حوالے کردینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ (البدایہ وغیرہ)

شعب ابی طالب گھاٹی کا محل وقوع

شعب ابی طالب مکہ کے مشرقی مضافات میں ایک لمبی اور تنگ گھاٹی تھی۔ اسے پہاڑی سلسلہ نے شہر سے جدا کر رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں بنی ہاشم کے سربراہ ابو طالب تھے اس لئے یہ گھاٹی ''شعب ابی طالب'' کہلانے لگی۔ آج کل مکہ کی آبادی پھیلتے پھیلتے ان گھاٹیوں کو درمیان میں لے چکی ہے۔ اب شعب ابی طالب بازار ''سوق اللیل'' کے مقابل ایک بستی ہے جو اطراف کی تین گھاٹیوں کے درمیان ہے، اسے محلّہ ہاشمی بھی کہتے ہیں۔ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دار خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مولد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شعب میں واقع ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو نازوں کی پلی اور مال ودولت کے درمیان فراغت کی زندگی گزار رہی تھیں معاشی مقاطعہ کے تین سال اس گھاٹی میں شوہر نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے جھیلا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولادیں

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد صرف ان ہی سے پیدا ہوئی اور کسی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔ صرف ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مؤرخین اور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار لڑکیاں ہوئیں اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر سیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

آپ کے لڑکے کتنے تھے اس میں اختلاف ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب بچپن میں ہی وفات پاگئے اور عرب میں اس زمانہ میں تاریخ کا خاص اہتمام نہ تھا اسلئے یہ امر پوری طرح ایسا محفوظ نہ رہ سکا جس میں اختلاف نہ ہوتا۔

اکثر علماء کی تحقیق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے پیدا ہوئے دو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔ دو لڑکے اور چار لڑکیاں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو دو لڑکے پیدا ہوئے ان میں سب سے پہلے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہی کے نام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم مشہور ہوئی۔ نبوت سے پہلے مکہ ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ اس وقت پاؤں چلنے لگے تھے، ڈیڑھ دو سال زندہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے ان کا نام عبداللہ تھا۔ انہوں نے بھی بہت کم عمر پائی اور بچپن ہی میں وفات پاگئے۔ ان کی پیدائش نبوت کے بعد ہوئی تھی، اس لئے ان کا لقب طیب بھی پڑا اور طاہر بھی۔ (دونوں کے معنی پاکیزہ کے ہیں)۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھنا

عفیف کندی کا بیان ہے کہ میں حج کے موقع پر عباس بن عبدالمطلب کے پاس آیا وہ تاجر آدمی تھے۔ مجھے ان سے خرید وفروخت کا معاملہ کرنا تھا، اچانک نظر پڑی کہ ایک شخص خیمہ سے نکل کر کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے لگا۔ پھر ایک عورت نکلی اور ان کے پاس آئی وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگی اور ایک لڑکا بھی نکل آیا وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے کہا اے عباس! یہ کون سا دین ہے؟ ہم تو آج تک اس سے واقف نہیں ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) یہ نوجوان محمد بن عبداللہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے اسے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہتا ہے کہ قیصر وکسریٰ کے خزانے اس کے ہاتھوں فتح ہوں گے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لاچکی ہے اور یہ لڑکا اس نوجوان کا چچیرا بھائی علی بن ابی طالب ہے جو اس پر ایمان لاچکا ہے۔ عفیف کہتے کاش میں اسی روز مسلمان ہوجاتا تو (بالغ مسلمانوں) میں دوسرا مسلمان شمار ہوتا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور شوق نماز

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں پنج وقتہ نماز فرض نہ ہوئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تب یہ نمازیں فرض ہوئیں۔ البتہ مطلق نماز پڑھنا ضروری تھا جسے وہ نبی ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب مطلق نماز فرض ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ایک جگہ اپنی ایڑی ماری جس سے چشمہ اُبل پڑا پھر دونوں نے اس میں وضو کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو رکعتیں پڑھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرح ان کے سامنے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پوشیدہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (البدایہ/صرح بہ فی البدایہ)

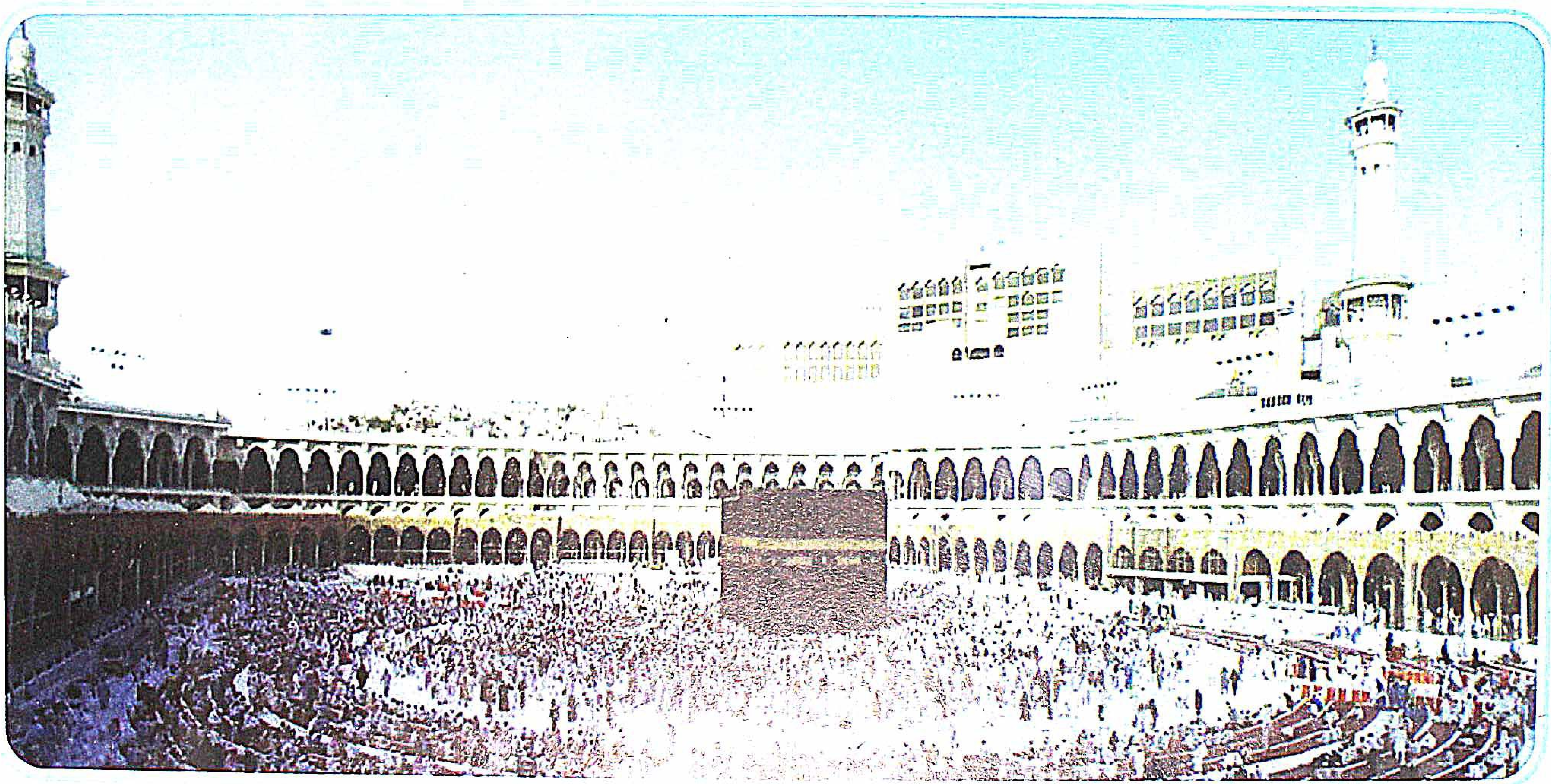

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر ہماری تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شادی کے بعد سے ہجرت تک اس میں مقیم رہے۔ یہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں (زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن) کی ولادت ہوئی۔ اسی مکان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کا سفر شروع ہوا، جس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ بہت سے مسلمان مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر چکے تھے۔ قریش کو یہ کب گوارا تھا کہ اسلام کا درخت پھولے پھلے، ان کو یہ خبریں بھی مل رہی تھیں کہ مدینہ منورہ میں اسلام خوب پھیل رہا ہے اس لئے انہوں نے اب آخری حربے کے طور پر طے کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کر دیا جائے ورنہ وہ بھی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں گے۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کیلئے انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقیم تھے۔ وہ باہر اس انتظار میں بیٹھ گئے کہ جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلیں گے ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ ادھر آسمانوں پر کچھ اور فیصلہ ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منصوبے سے آگاہ فرما دیا اور ہجرت مدینہ کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کی جو امانتیں تھیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں تاکہ وہ لوگوں کو واپس کر دیں اور ان کو اپنے بستر پر سلا دیا اور محاصرہ کرنے والوں پر ایک مٹھی مٹی پھینکی جو معجزانہ طور پر تمام محاصرین کی آنکھوں میں پہنچی اور وہ آنکھیں ملنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سے نکل کر چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یٰسین کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

اور ہم نے ایک دیوار ان کے آگے اور ایک دیوار ان کے پیچھے کھڑی کر دی ہے اور اوپر سے ان کو ڈھانک دیا ہے لہٰذا اب وہ دیکھ نہیں سکتے۔ (سورہ یٰسین:9)

اس مکان کا محل وقوع حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے متصل تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خرید کر وہاں ایک مسجد تعمیر کرادی تھی اور اپنے والد ابوسفیان کے مکان سے ایک دروازہ مسجد کی طرف کھلوا دیا۔ تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں اس مسجد کی تعمیر و ترمیم ہوتی رہی بالآخر 1369ھ میں سید عباس قطان نے اس جگہ پر لڑکیوں کا مدرسہ تعمیر کرادیا۔ پھر 1385ھ میں مسجد حرام کی توسیع ہوئی تو اس کو بھی بیرونی صحن میں شامل کر دیا گیا۔

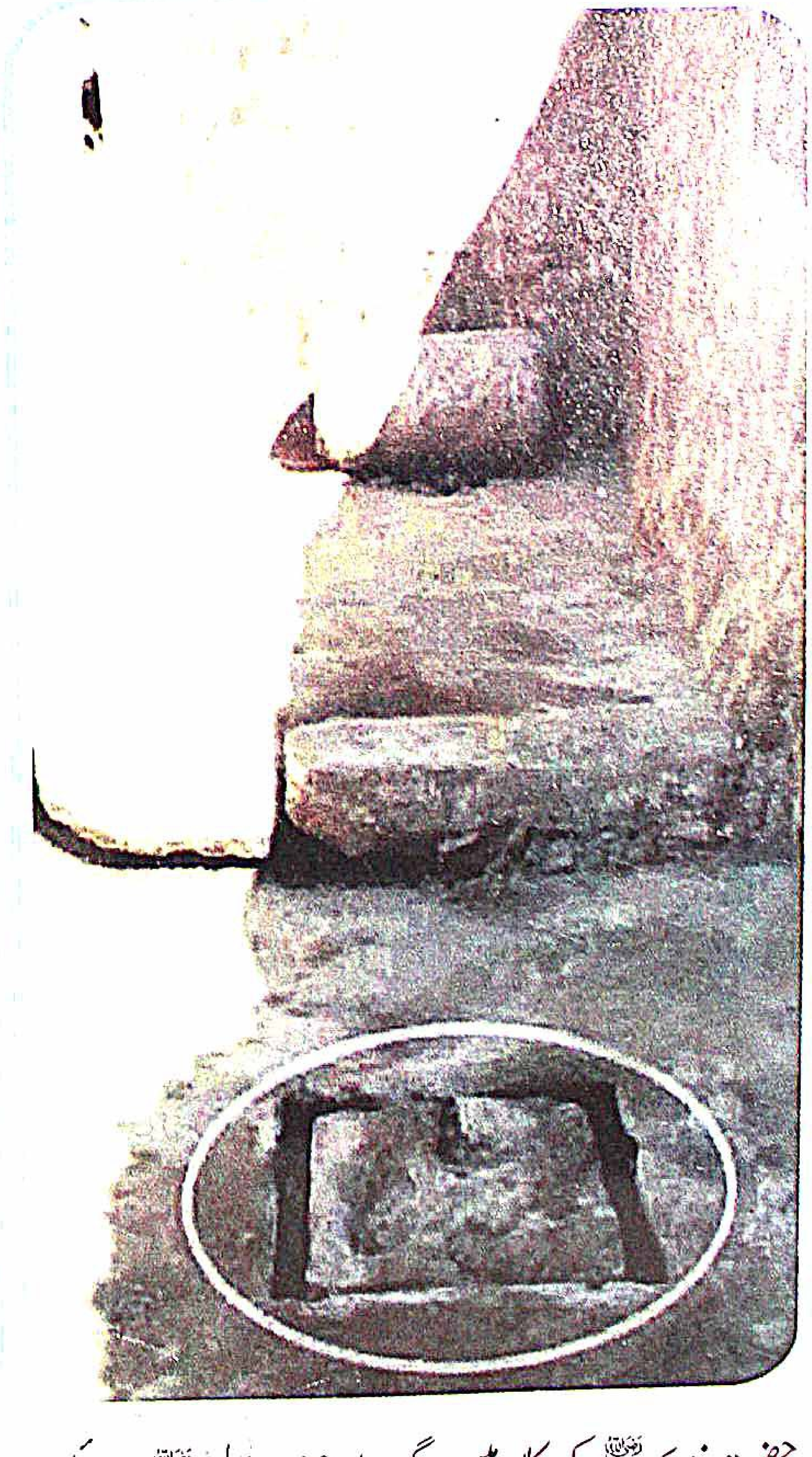

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں وہ جگہ جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں

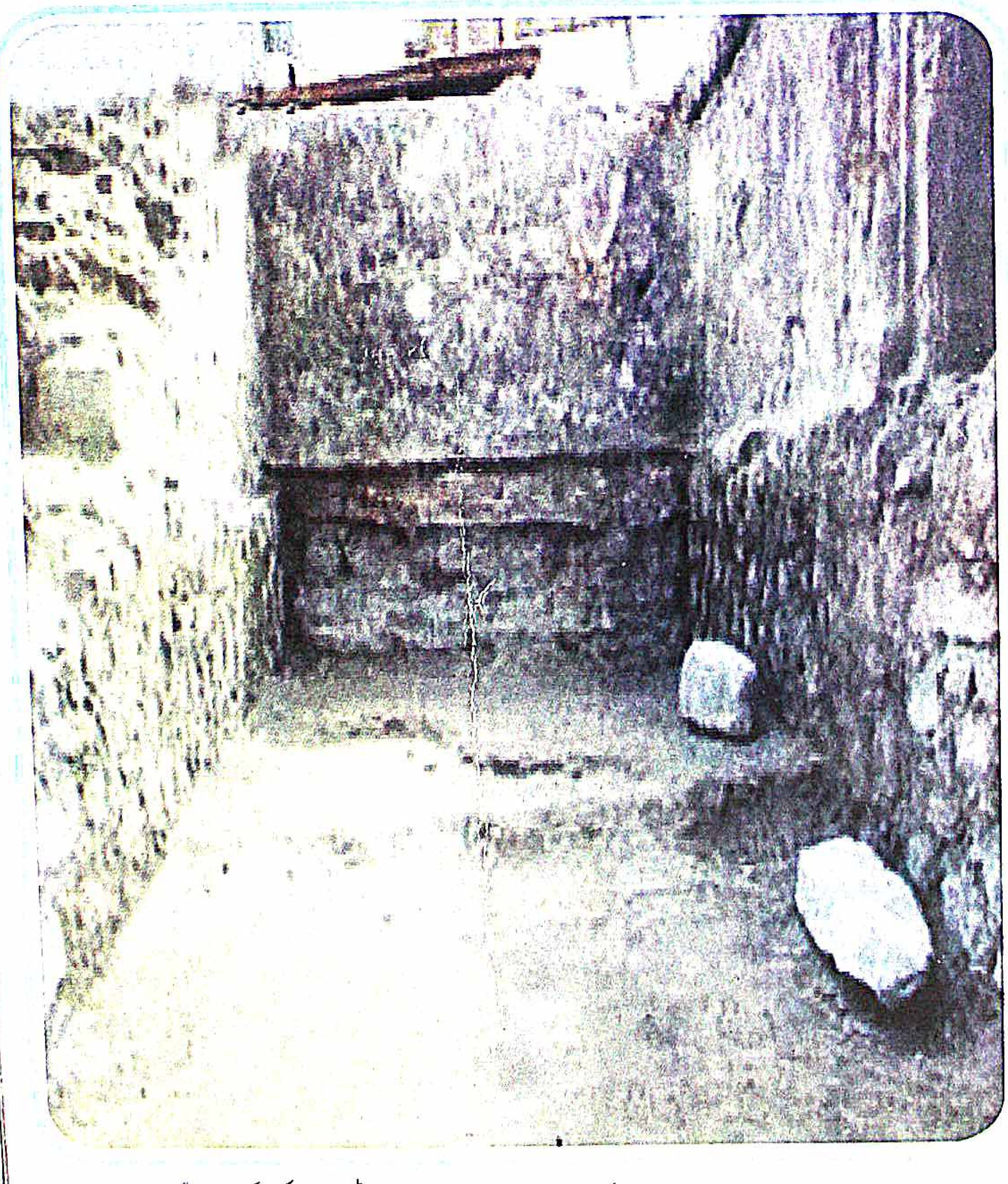

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ

۱۲۴۲۹۰

Marfat.com

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کا احوال

مکہ مکرمہ کی اہم جگہوں میں ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکان بھی تھا۔ حضور ﷺ کی اولاد اطہار میں سوائے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سبھی یہاں پیدا ہوئے، پرورش پائی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال بھی اسی مکان میں ہوا۔

اسی مکان میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی حاضری ہوا کرتی تھی۔ ہجرت کے موقع پر یہ مکان بھی عقیل بن ابی طالب نے لے لیا۔ اس مکان میں تین مشہور مقامات بتائے گئے ہیں۔

1 مولد الفاطمہ رضی اللہ عنہا 2 قبۃ الوحی

3 المختبئی (جہاں حضور ﷺ چھپ کر بیٹھے اس کا نام المختبئی ہے۔)

محب طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد حرام کے بعد تمام مکانات سے اعلیٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے۔

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکان ”درب الحجر“ میں واقع تھا، نبی کریم ﷺ کی ساری اولاد انہی کے بطن اطہر سے اسی گھر میں پیدا ہوئی۔ صرف حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اسی مکان میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی پرورش پائی تھی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال بھی اسی مکان میں ہوا تھا۔

سڑک سے مکان نشیب میں تھا چند سیڑھیاں اتر کر ایک تنگ راستہ جاتا تھا اس کے بعد ایک چھوٹا سا کمرہ جو 15 فٹ لمبا اور 9 فٹ چوڑا تھا۔ اس میں بچے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس کے دائیں جانب دو سیڑھیاں چڑھ کر ایک دروازہ تھا۔ اس دروازے سے آگے چھوٹا سا راستہ تھا جس میں تین دروازے تھے۔ بائیں طرف والا کمرہ صرف ساڑھے چار فٹ لمبا تھا جہاں نبی کریم ﷺ عبادت فرمایا کرتے تھے۔ یہ گھر مسجد حرام کی توسیع میں مسجد حرام کے صحن میں شامل کر دیا گیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں موجود قبۃ الوحی

اس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اس کمرے کے اندر دائیں طرف ایک گہری جگہ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس جگہ نبی کریم ﷺ وضو فرمایا کرتے تھے اور یہیں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

سعی کا ساتواں چکر مروہ کی پہاڑی پر مکمل کرنے کے بعد اگر باب المروہ سے باہر نکلیں تو کچھ عرصہ پہلے تک بائیں ہاتھ پر موجود سوق اللیل نامی بازار جو کہ شارع الصاعہ پر واقع ہے وہاں ایک مشہور گلی موجود تھی جس کے دونوں اطراف سناروں کی دکانیں تھیں، اسی گلی میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں موجود کمروں کا خاکہ

اس مکان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تجارت کا کاروبار سرانجام دیتی تھیں

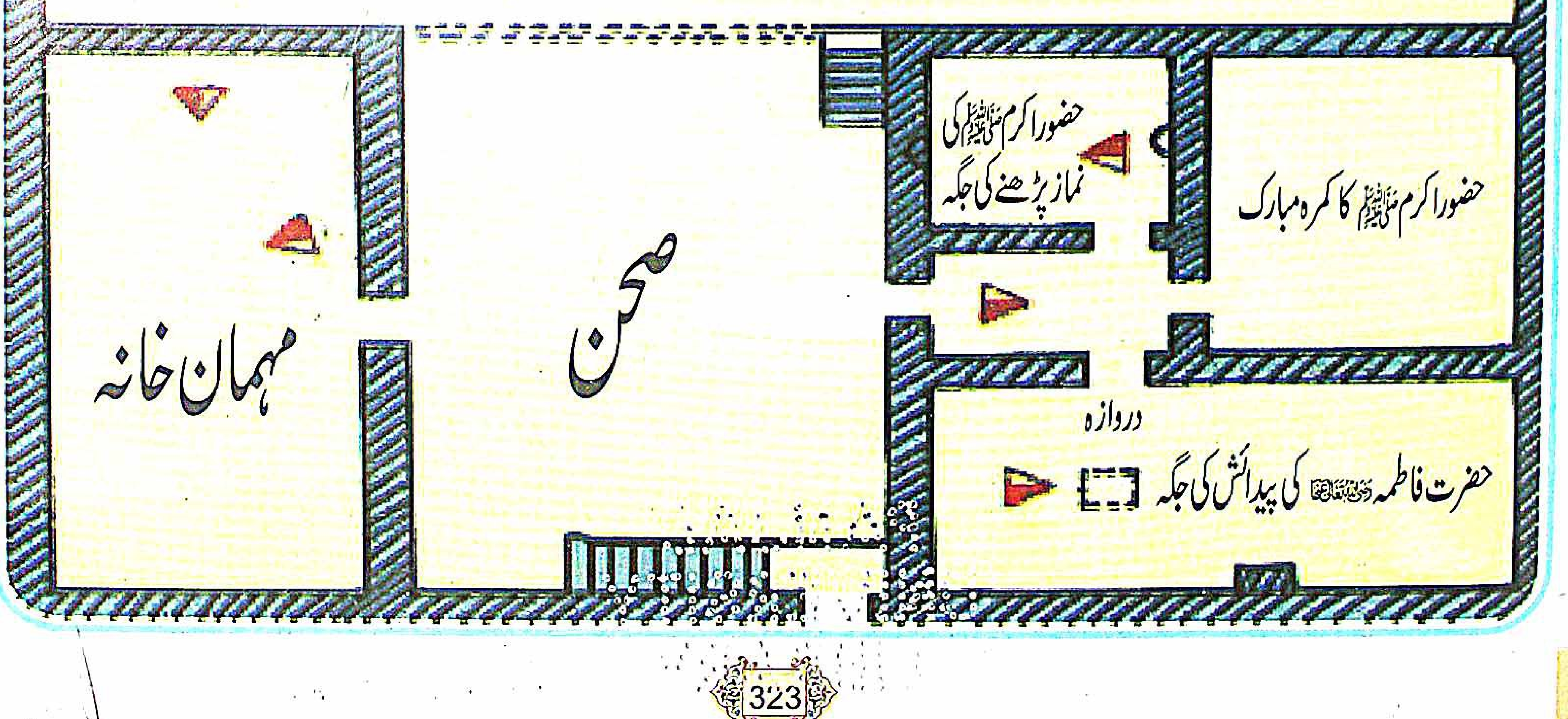

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کا فضائی منظر

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کا فضائی منظر جس میں رسول ﷺ شادی کے بعد ہجرت تک کوئی 28 سال مقیم رہے

زیارت مکان ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن جبیر اندلسی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ آج میں نے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی زیارت کی۔ اسی جگہ قبہ وحی اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مولد شریف ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان کسی قدر لمبا ہے۔ جائے ولادت چھوٹے سے حوض کی صورت ہے۔ اس کے بیچ میں سیاہ رنگ کا پتھر لگا ہوا ہے۔ اسی مکان میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولد مبارک ہیں۔ ان مولدوں کا نشان دیوار سے ملا ہوا ہے اور دو سیاہی مائل پتھر برابر لگے ہوئے ہیں ان نشانات پر ہم نے چشم ورخسار کو خوب ملا۔ اسی مکان میں وہ جگہ ہے جہاں آنحضرت ﷺ پوشیدہ ہوئے تھے۔ وہ مقام قبہ کی شکل پر ہے اور اس میں غار سا دیوار کے اندر ہے اور دیوار میں سے ایک پتھر باہر نکلا ہوا غار کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ کہتے ہیں جب آنحضرت ﷺ یہاں چھپے تو اس پتھر نے آپ ﷺ کو چھپا لیا تھا۔ ان تمام مولدوں پر لکڑے کے چھوٹے چھوٹے قبہ رکھے ہوئے ہیں۔ جب کوئی زیارت کو جاتا ہے قبہ علیحدہ کر کے بخوبی زیارت کرا دیتے ہیں۔ (حوالہ سفر نامہ ابن جبیر اندلسی)

مکہ میں موجود حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان جہاں حضور ﷺ شادی کے بعد ہجرت مدینہ تک مقیم رہے۔ یہی وہ مکان ہے جہاں آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔

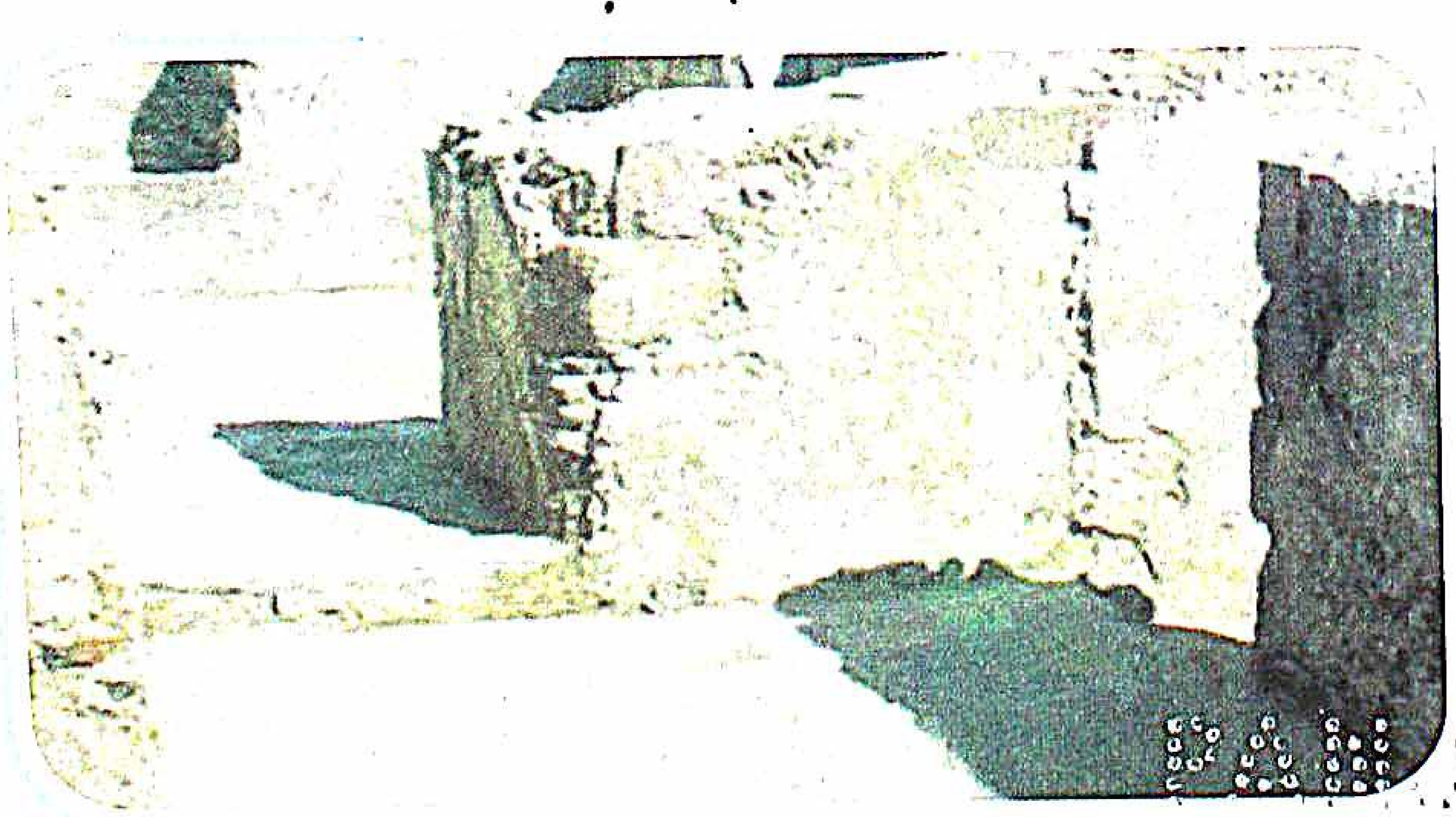

حجرہ مبارک جس میں رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رہتے تھے

دار خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں عبادت کے حجرہ میں مصلیٰ نبوی ﷺ

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دو مختلف مناظر

سکونتی حصہ کا فضائی منظر

○ وہ حجرہ جس میں لوگوں سے ملاقات ہوتی اور مکی زندگی میں نمازیں پڑھی جاتی تھیں

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات اور مزار مبارک

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ہجری نبوی میں ماہ رمضان المبارک مکہ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر 65 سال کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کچھ کم وبیش 25 سال رہیں۔ 15 سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے اور 10 برس نبوت مل جانے کے بعد۔ جس وقت ان کی وفات ہوئی نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ کفن دے کر حجون میں دفن کی گئیں، جسے اب جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔ (الاصابہ)

جنت المعلیٰ جہاں حضرت خدیجہ ... مدفون ہیں

جنت المعلیٰ کو مکہ مکرمہ میں وہی حیثیت حاصل ہے جو مدینہ منورہ میں جنت البقیع کو۔ اس قبرستان کے ایک حصہ میں خاندان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ یہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہلیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی والدہ خاتون جنت مدفون ہیں۔ جنت المعلیٰ میں پہلا مسلمان جنازہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دفن ہوا۔ یہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم اور عبداللہ بن عمر اور اسماء بنت ابوبکر، عبداللہ بن زبیر اور خاندان رسالت کے کچھ دیگر افراد محو استراحت ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کسی قبر پر کوئی نشان نہیں رکھا گیا۔ اور اس کے علاوہ 6 ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مشہور اولیاء حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مدفون ہیں۔

جنت المعلیٰ کی فضیلت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اقبر فی هذه المقبرة بعث امنا یوم القیامه

جو شخص مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا وہ قیامت کو امن سے اٹھے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین قبرستان مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مقدس قبرستان کے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے اور ہر ایک ستر ہزار کی سفارش کرے گا۔

ابا نصر ابن النجار کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ جنت المعلیٰ سے کسی مدفون آدمی کو نکالا جا رہا ہے اور کسی دوسری جگہ لے جایا جا رہا ہے۔ انہوں نے نکالنے والے سے پوچھا اسے کیوں نکالا جا رہا ہے؟ جواب ملا یہ قبرستان تو پاکیزہ لوگوں کی جگہ ہے، یہ شخص دین کا دشمن ہے اس لئے یہ جگہ اس کے لئے نہیں۔

جنت المعلیٰ کا قبرستان

جنت المعلیٰ جاہلیت کے زمانے سے آج تک اہل مکہ کا قبرستان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب، چچا ابو طالب، اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسرے تمام اعزہ یہیں دفن ہوئے ہوں گے اور بہت سے صحابہ کرام اور بعد کے صلحاء وفقہا اور محدثین کی قبریں بھی یہیں ہوں گی۔ لیکن ان کی جگہوں کا تعین قطعی ناممکن ہے۔ پہلے یہاں بہت سی پختہ قبروں پر بڑے شاندار قبے بنے ہوئے تھے جو اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف منسوب کیے جاتے تھے اور لوگ ان پر طرح طرح کے نذرانے پیش کرتے تھے۔ بعد میں ان تمام قبوں کو گرا دیا گیا اور پختہ قبروں کو مسمار کر دیا گیا۔

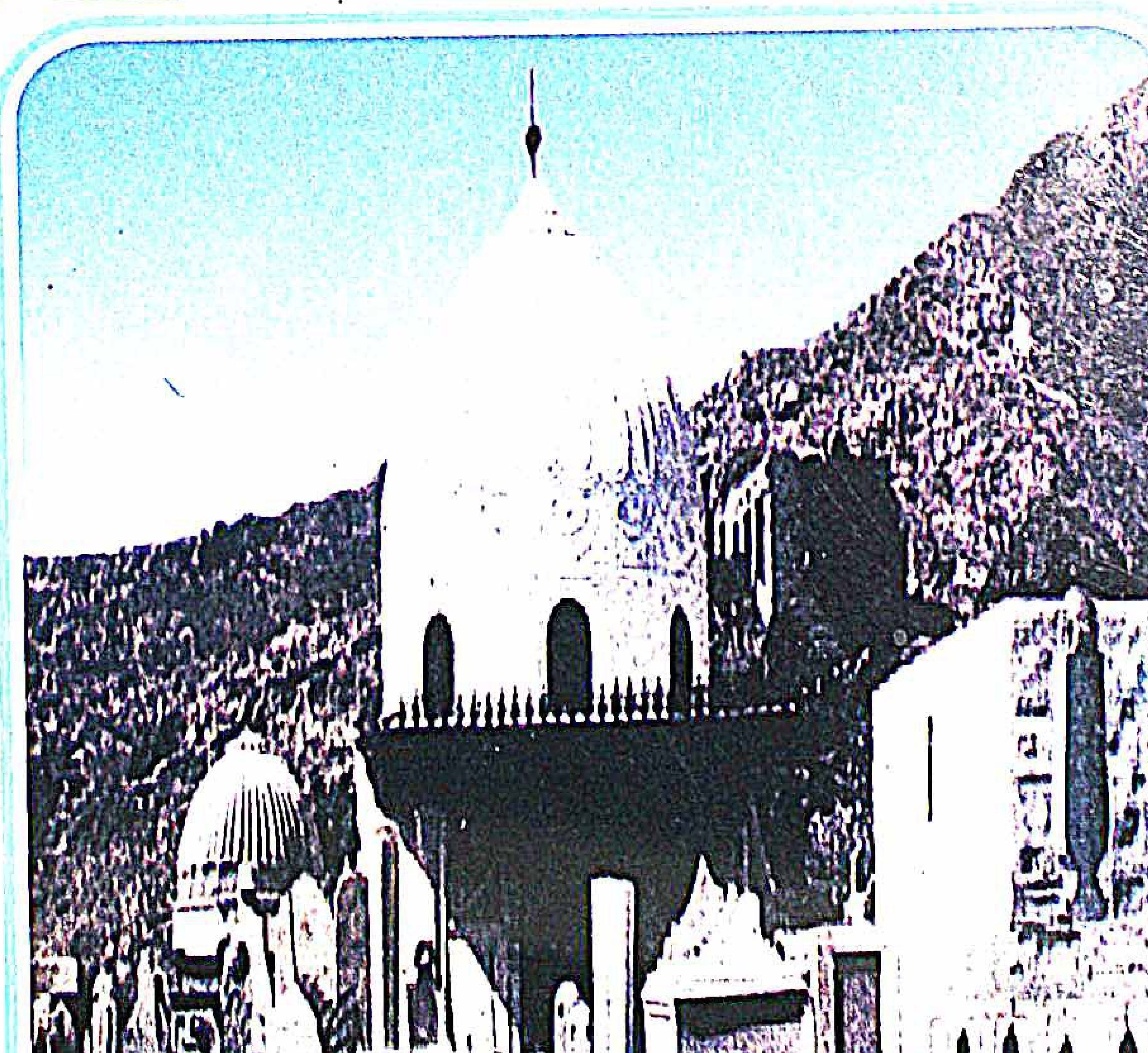

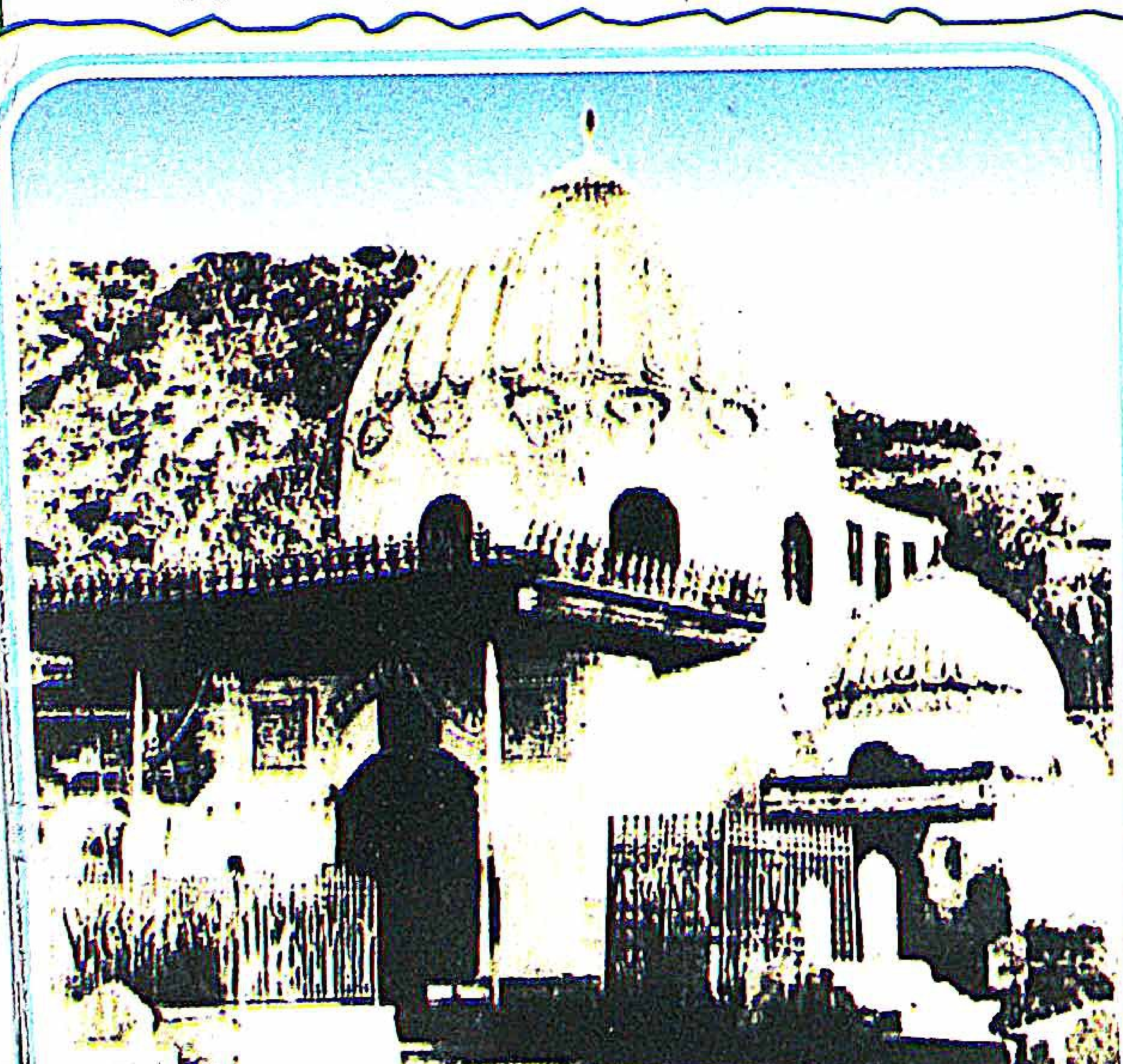

جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک پر بنا ہوا ترک دور کا مزار جسے اب گرا دیا گیا ہے۔ (تصویر: بشکریہ شاہ مصباح الدین شکیل صاحب مدظلہ)

Marfat.com

چھ مقدس قبریں

یہ مقدس قبریں وہ ہیں جنہیں حضور سید عالم شافع محشر ﷺ کے جسم انور کو بوسہ دینے کا شرف ملا ہے۔ حضور ﷺ ان قبروں میں خود اترے ہیں۔

پہلی قبر: حضور سید عالم ﷺ کی قبر مبارک ہے جس میں خود رحمت کائنات ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

دوسری قبر: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اس میں خود آقائے نامدار اترے تھے یہ قبر انور مکہ مکرمہ جنت المعلیٰ میں ہے۔ (خلاصۃ الوفا ص:293)

تیسری قبر: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادہ کی ہے جو سید کونین ﷺ کے زیر تربیت تھے۔ (خلاصۃ الوفا ص:293)

چوتھی قبر: حضرت عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ انہیں ذوالبجادین بھی کہتے ہیں۔ (خلاصۃ الوفا ص:293)

حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ابھی بچے ہی تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ چچا نے پرورش کی جوان ہوئے تو چچا نے مال دے کر الگ کر دیا۔ حقانیت اسلام سے آگاہی ہوئی، فتح مکہ کے بعد چچا سے مسلمان ہونے کی اجازت چاہی۔ چچا ناراض ہوگئے اور کہا کہ اسلام قبول کرنے کی صورت میں تجھ سے مال ودولت چھین لیے جائیں گے۔ یہ سنتا تھا کہ تمام مال دے دیا حتیٰ کہ بدن کے کپڑے بھی اتار دیئے اور ماں سے کہا اماں دربار نبوی میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، ستر پوشی کیلئے کپڑا دے دو۔ ماں نے ایک کمبل دیا، سیدھے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ مسجد نبوی میں بیٹھ گئے۔ حضور سید عالم ﷺ تشریف لائے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کون ہو؟

حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میرا نام عبدالعزیٰ ہے، فقیر ہوں، مسافر ہوں، عاشق جمال اور طالب ہدایت ہو کر حاضر ہوا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام عبداللہ ہے، ذوالبجادین لقب ہے۔ تم مسجد میں قریب ہی ٹھہرا کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں شامل ہوگئے۔ ایک مرتبہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ اونچی آواز سے تلاوت فرما رہے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ فرمایا۔ حضور سید عالم ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ تو اللہ اور اس کے رسول کے لئے سب کچھ چھوڑ کر آگیا ہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر یہ عرض کرتے ہیں حضور دعا فرمائیے میں بھی شہید ہو جاؤں۔

فرمایا: جاؤ کسی درخت کا چھلکا لاؤ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چھلکا لے آئے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے بازو پر باندھ کر فرمایا: ابھی میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں۔

عرض کی: حضور ﷺ میں تو شہادت کی تمنا رکھتا ہوں۔

فرمایا: جب تم جنگ کی نیت سے نکلو گے تو بخار کے ساتھ موت آئے گی تو بھی شہید ہی ہوگے۔ چنانچہ غزوہ تبوک میں بخار سے انتقال ہوا۔

قابل رشک نظارہ

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کے دفن کا منظر عجیب تھا۔ رات کا وقت تھا حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چراغ تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ کے جسدِ انور کو قبر میں اتار رہے تھے۔ خود حضور اکرم ﷺ قبر میں اترے۔ قبر شریف پر اپنے ہاتھ سے اینٹیں رکھیں پھر یہ دعا فرمائی: اے الٰہی آج کی شام تک میں اس سے خوش رہا تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے کاش اس قبر میں مَیں رکھا جاتا۔

(رحمۃ للعالمین ﷺ ج1 ص:183, 184)

پانچویں قبر: ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام رومان کی ہے۔

چھٹی قبر: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی ہے۔ (خلاصۃ الوفا ص293/راحت القلوب ص:180, 179)

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com

جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کا تاریخی قبرستان

مکہ مکرمہ کا مشہور اور تاریخی قبرستان ''جنت المعلیٰ'' کہلاتا ہے، یہ اب مکہ کی آبادی میں گھرا ہوا ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اجداد و زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صاحبزادے قاسم، طاہر اور طیب کی آخری آرام گاہیں ہیں۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یہیں آسودہ خواب ہیں جن میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ قبرستان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے درمیان سے سڑک نکالی گئی ہے۔ یہی سڑک آگے کی طرف منیٰ کو چلی جاتی ہے۔

جنت المعلیٰ میں موجود حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کے مناظر

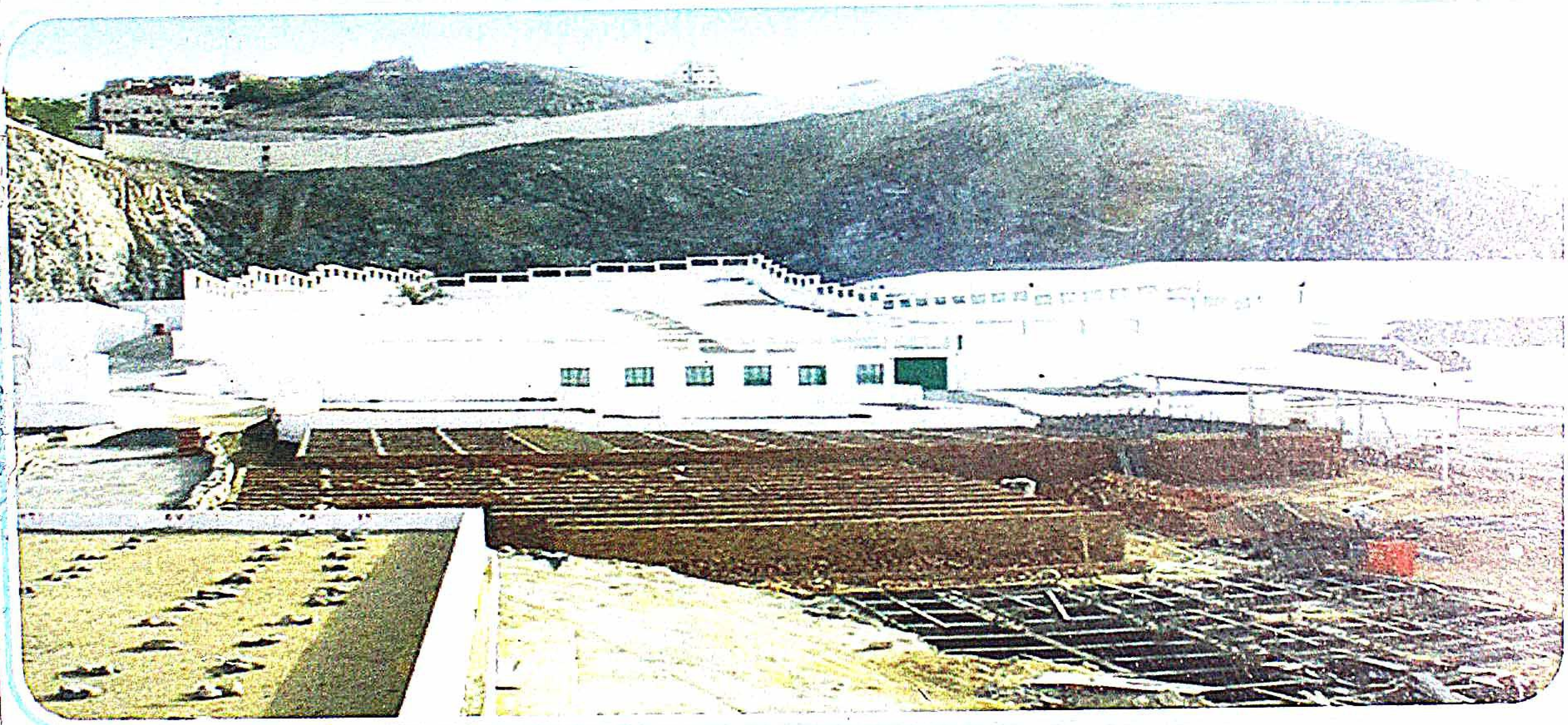

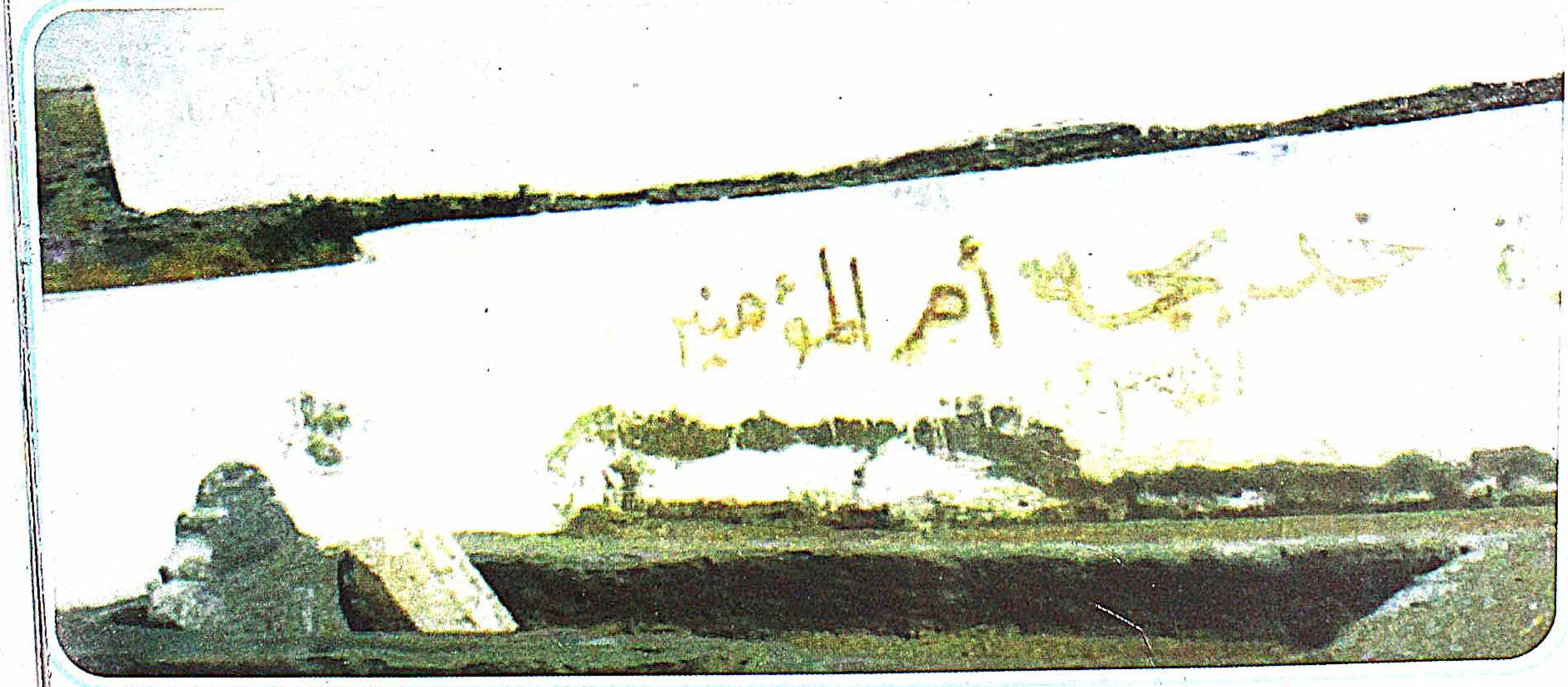

Marfat.com

جنت المعلیٰ: جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

بیت اللہ سے 2 میل کے فاصلہ پر جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کا قدیم قبرستان واقع ہے۔ یہاں حضور نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب اور چچا ابو طالب دفن ہیں۔ یہاں پر سرداران قریش کی قبروں پر گنبد بنے ہوئے تھے۔ 1803ء میں سعود بن عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کرلیا تو جنت المعلیٰ کے گنبد، پختہ قبریں اور مولد نبی ﷺ، مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کے انہدام کا حکم دیا کہ خلاف شرع ہیں۔ ترکوں نے 1232 ہجری (1817ء) میں دوبارہ تسلط حاصل کیا تو گنبد بنوادیں۔ جب سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے حجاز واپس لے لیا تو ترکی تعمیریں پھر منہدم کروادیں، اب ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔

اس کے سامنے بلند پہاڑی حصہ حجون کہلاتا ہے۔ فتح مکہ کے وقت حضور اکرم ﷺ یہاں ٹھہرے تھے، قبرستان کے درمیان سے سڑک نکالی گئی ہے۔ شمال میں ایک احاطہ ہے جس کے اطراف جالی دار دیوار ہے۔ لوح مزار تو ہیں لیکن اس پر کچھ لکھا نہیں ہے، قریب میں کچھ پتھر قبر کے نشان کے طور پر لگے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادوں میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں مدفون ہیں۔

اسی قبرستان میں کہیں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تبع تابعین رحمہم اللہ ابدی نیند سو رہے ہیں۔ قبریں کچھ مدت کے بعد سطح زمین کے برابر کردی جاتی ہیں۔ یہاں تدفین کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ کسی قبر پر لوح مزار لگانے کی اجازت نہیں البتہ نشان کے پتھر دکھائی دیتے ہیں۔ (حوالہ ارض نشانات نبوی ﷺ)

زیر نظر تصویر میں جو چوکور احاطہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کی نشاندہی کیلئے بنا ہوا ہے

Marfat.com

جنت المعلیٰ کے دو مختلف مناظر

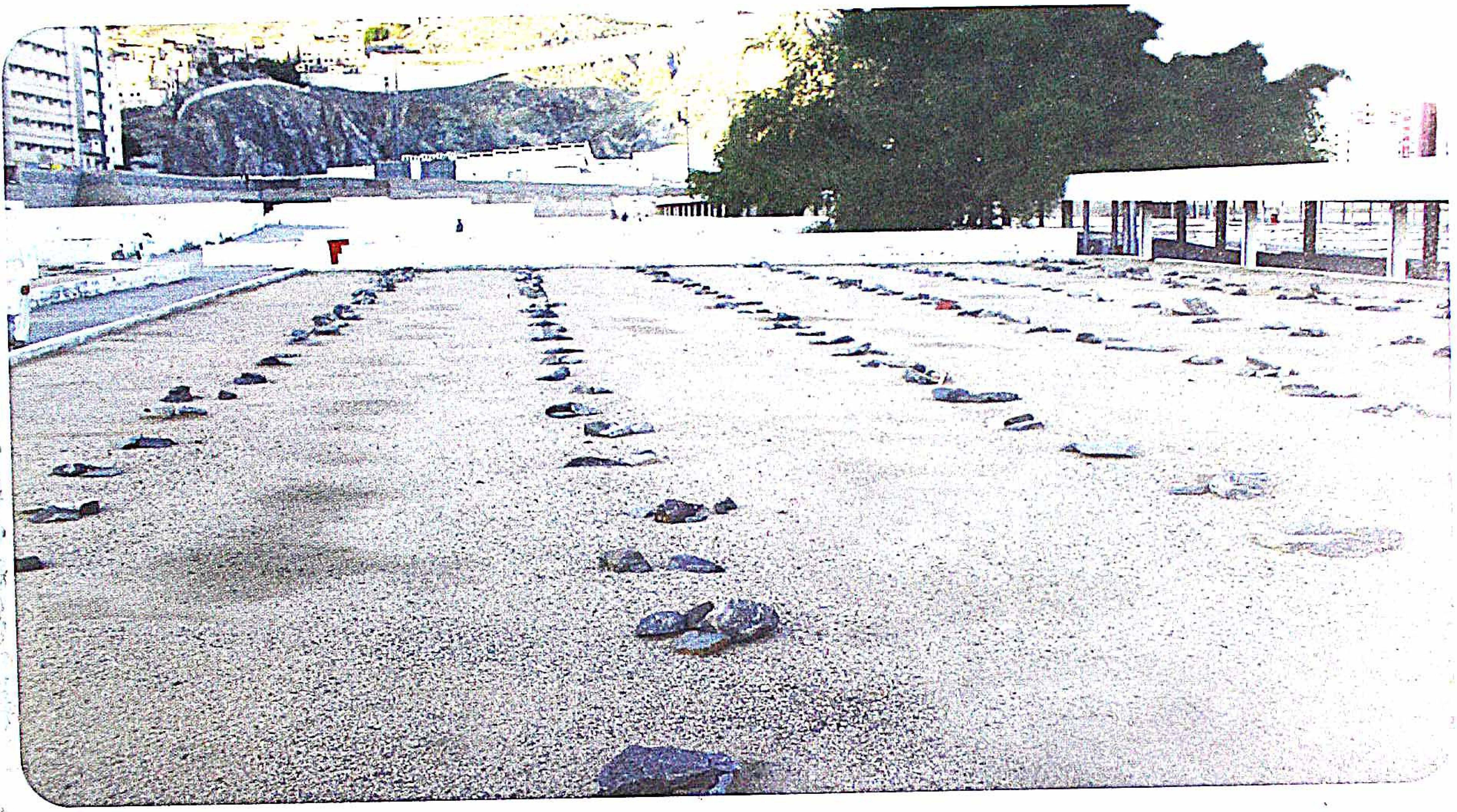

مکہ مکرمہ کے تاریخی قبرستان ''جنت المعلیٰ'' میں سنت کے مطابق بنی ہوئی قبریں، تمام مسلمانوں کو اپنے علاقوں کے قبرستان اسی مسنون طریقے کے مطابق بنانے چاہئیں۔ یہاں آکر اہل قبور کیلئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنا چاہیے۔

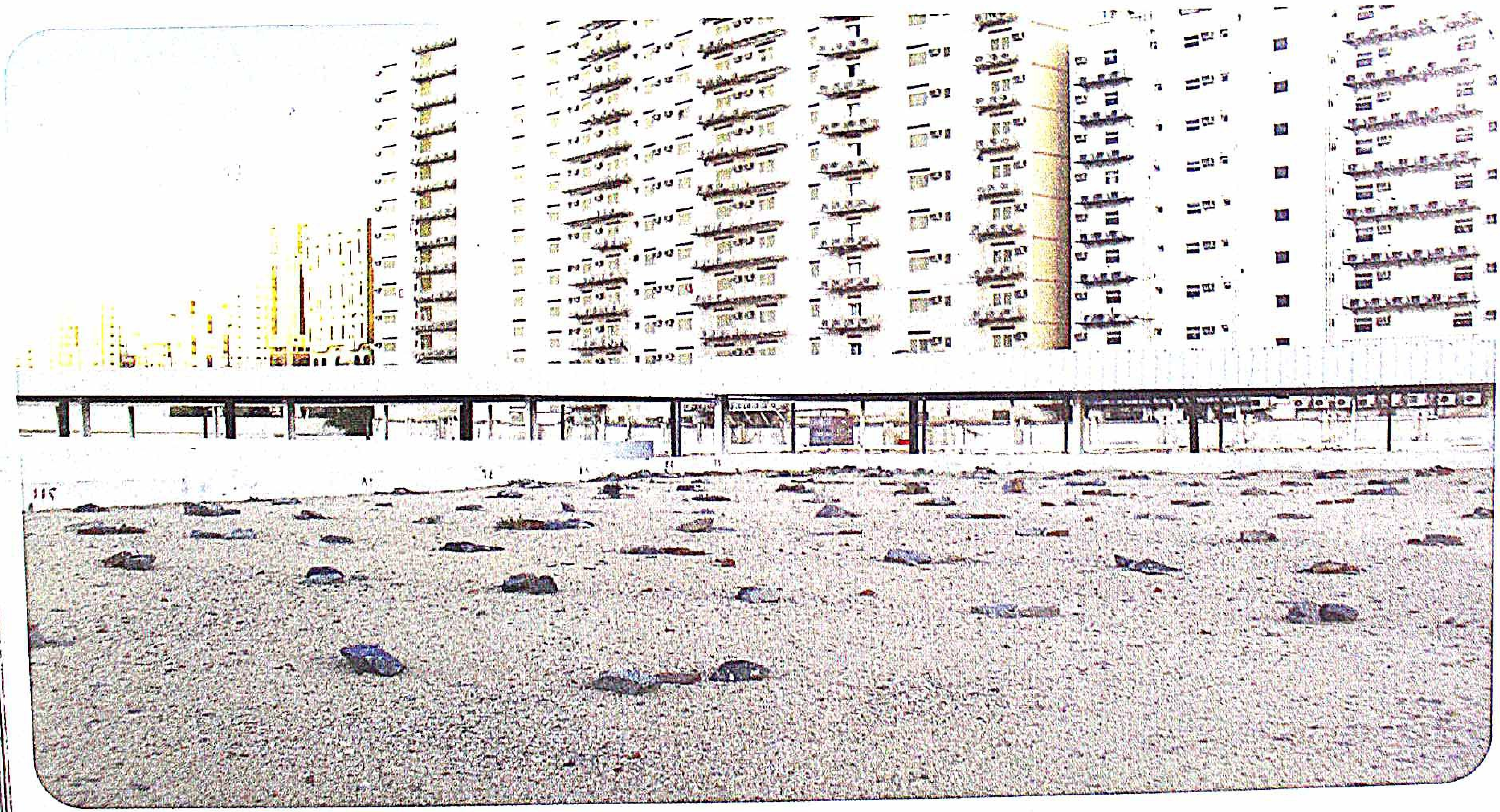

جنت المعلیٰ: جہاں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں

Marfat.com

جنت المعلیٰ کا داخلی دروازہ اس قبرستان میں سینکڑوں صحابہؓ مدفون ہیں

Marfat.com

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام شموس تھا۔ پہلے ان کا نکاح ان کے چچیرے بھائی حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی سابقین اولین میں سے تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکین مکہ کی اذیتوں سے تنگ آ کر جو مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے ان میں یہ دونوں میاں بیوی بھی تھے۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح

حبشہ سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ میں حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ اب اگر اپنے قبیلہ میں واپس جاتی ہیں تو قبیلہ اور خاندان کے لوگوں سے اندیشہ ہے کہ شرک پر مجبور کر کے طرح طرح کی ایذاء پہنچائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بے سہارا عورت کو سہارا عطا کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفات پا چکی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی طبع انور پریشان رہتی۔ ایک دن حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حکیم نے عرض کی حضور آپ ﷺ کو پریشان دیکھتی ہوں۔ فرمایا ہاں گھر کا نظم وضبط، بچوں کی نگرانی کا مسئلہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت حد تک وابستہ تھا۔ عرض کیا اجازت دیں تو آپ ﷺ کا پیغام حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیں، ان کے پہلے شوہر حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو چکے تھے، حضور اکرم ﷺ نے اجازت دے دی۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیغام دیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً قبول فرما لیا۔ اس خبر کے مشہور ہونے پر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت صدمہ ہوا اور سر پر خاک ڈالی کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیغام نکاح منظور کیوں کر لیا۔ جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس حرکت پر سخت نادم ہوئے۔ (زرقانی ص 227، ج2/ سیرۃ المصطفیٰ ص:422 ج3)

ظریف الطبع شخصیت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں ظریف الطبع تھیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری ایام خلافت میں وصال فرمایا اور شوال 54ھ میں جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

ایک مرتبہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی گردن پر قدم رکھا ہے، یہ خواب اپنے پہلے شوہر حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے تعبیر میں کہا تو میرے مرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں آئے گی۔ (مدارج النبوۃ ص:802، ج2)

ہجرت

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ تین سال تک مکہ معظمہ میں رہے، پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور دونوں حضرات اپنے اہل وعیال کو مکہ ہی میں چھوڑ گئے جن میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔

مدینہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو اونٹ دے کر بھیجا تا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ ان کو لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کنبہ کو ان کے ساتھ لے گئے جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔

قد وقامت

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قد مبارک لانبا تھا۔ جسم بھاری تھا، حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ کیساتھ تھیں۔ جسم بھاری ہونے کی وجہ سے ان کو اجازت دے دی تھی کہ مزدلفہ سے اور لوگوں سے قبل روانہ ہو جائیں تا کہ اژدہام سے تکلیف نہ ہو۔

عبادت اور آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق البدایہ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وکانت ذات عبادۃ وورع وزھادۃ

عبادت اور تقویٰ اور زہد والی تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ اس پر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سختی سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کو بھی نہ گئیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج وعمرہ دونوں کر چکی ہوں اب اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔

ازواج مطہرات کے ساتھ محشر میں اٹھنے کی تمنا

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا تھا جس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اپنی زندگی میں (جب کہ نو بیویاں بیک وقت آپ ﷺ کے نکاح میں تھی) آٹھ بیویوں کے پاس باری باری سے رات گذارا کرتے تھے۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دو راتیں باقی ازواج کو ایک ایک رات دیا کرتے تھے۔

نزول حجاب

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو بہت چاہتے تھے کہ عورتوں کیلئے پردہ کا حکم نازل ہو جائے۔ خصوصاً آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پردہ کے بہت ہی خواہاں تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ (وحی کے بغیر) اس حکم کو جاری نہ فرما رہے تھے اور آپ کی بیویاں (دیگر صحابیات کی طرح) رات کے وقت قضائے حاجت کے لئے جنگل جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رات کو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی مقصد کے لئے نکلیں راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قد لانبا تھا لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو پہچان لیا۔ اگرچہ وہ کپڑوں میں اچھی طرح لپٹی تھیں، پھر بھی قد کی وجہ سے پہچان ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دے دی اے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہم تمہیں پہچان گئے اور مقصد اس کہنے کا یہ تھا کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرما دی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے جو انہوں نے کتاب الوضو میں ذکر کی ہے۔

وفات

صاحب الاستیعاب لکھتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے انہوں نے 54ھ میں وفات پائی اور واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔

Marfat.com

جنت البقیع جہاں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

مدینہ منورہ میں ایک قبرستان ہے جو جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قبرستان مسجد نبوی سے مشرق کی سمت واقع ہے اور معمولی رفتار سے زیادہ زیادہ پانچ منٹ کا راستہ ہے۔ پہلے بقیع جانے والے کو بہت سی گلیوں سے گزرنا پڑتا تھا، مگر اب حکومت نے مسجد نبوی اور بقیع کے درمیان سیدھی، کھلی اور پختہ سڑک بنادی ہے جس سے بقیع آنا، جانا بہت آسان ہوگیا ہے۔ یہ قبرستان بھی جاہلیت کے زمانہ سے اہل مدینہ کا قبرستان چلا آرہا ہے۔ ترکوں کے دور میں یہاں بھی بہت سی پختہ قبریں اور ان پر خوبصورت قبے بنے ہوئے تھے۔

جنت البقیع میں مدفون صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام مبارک

1. حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2. حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3. حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
4. حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
5. حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
7. حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
8. حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
9. حضرت امام نافع شیخ القراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
10. حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
11. حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ
12. سیدۃ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
13. سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
14. سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
15. حضرت سلیمان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
16. حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
17. حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
18. ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
19. ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
20. ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا
21. ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
22. ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
23. ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
24. ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
25. ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
26. ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
27. سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
28. سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
29. سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
30. امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ
31. امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ
32. امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
33. سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
34. سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
35. سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نوٹ: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار دمشق میں بھی ہے، اسی طرح اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار بھی دمشق کے قبرستان میں ہے۔ اب آپ حقیقتاً کہاں دفن ہیں یہ اللہ ہی کے علم میں ہے۔

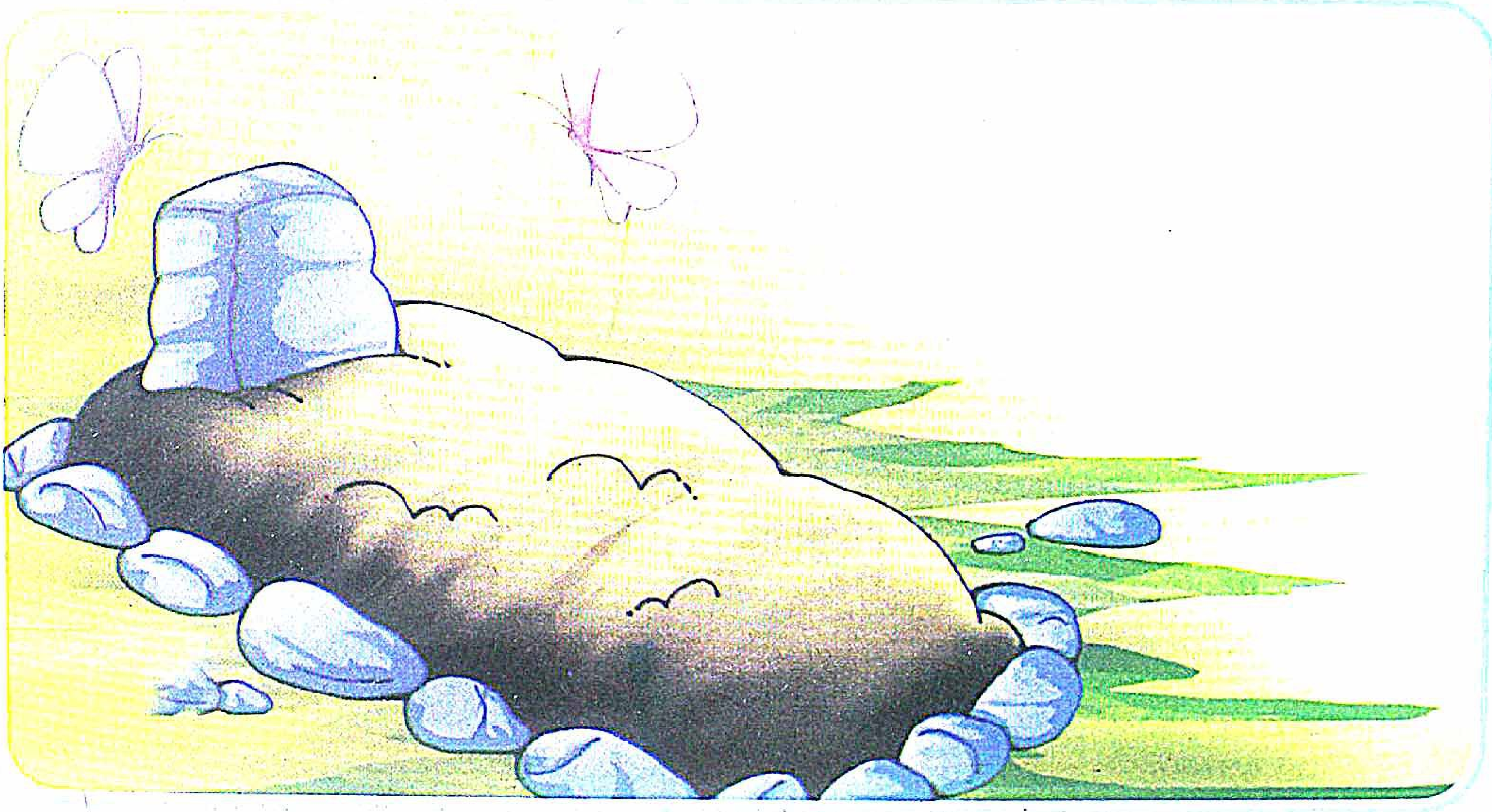

Marfat.com

جنت البقیع میں موجود امہات المومنین کی قبور مبارک

150 صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقامات ومزارات کی زیارت کیجئے

محترم قارئین اگر آپ 150 صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات، مقامات ومزارات کا دیدار کرنا چاہتے ہیں تو احقر کی کتاب

تبرکات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تصویری البم

خریدنا نہ بھولیں۔ یہ البم بھی 500 بڑے سائز کے صفحات پر امپورٹڈ پیپر پر 4 رنگہ تصاویر کے ساتھ 25 دسمبر تک انشاء اللہ مارکیٹ میں دستیاب ہوگا۔

150 اولیاء اللہ کے مقامات ومزارت کی زیارت کیجئے

محترم قارئین اگر آپ گھر بیٹھے لاکھوں روپے خرچ کئے بغیر 150 معروف اولیاء اللہ (مثلاً حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ) کے مزارات کی زیارت کرنا چاہتے ہیں تو احقر کی کتاب

تبرکات اولیاء کا تصویری البم

کا ضرور مطالعہ کریں۔ جس میں ان اولیاء کے مقامات کے ساتھ ساتھ 150 اولیاء کے حالات کو انتہائی دلچسپ انداز میں لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب انشاء اللہ 15 مارچ 2011 تک مارکیٹ میں دستیاب ہوگی۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ اگر کسی بھائی کے پاس انبیاء وصحابہ اور اولیاء اللہ کے مقامات و مزارات کی تصاویر ہوں تو وہ پہلی فرصت میں رابطہ کریں تاکہ ان کتب کے اگلے ایڈیشن میں ہم ان البم کو مزید تصاویر کے ساتھ بہتر سے بہتر بنا کر قارئین کے سامنے پیش کرسکیں۔ یقیناً اس مہم میں آپ کا ساتھ ہمارے لئے باعث فخر ہوگا اور آخرت میں ان مقدس ہستیوں کے قربت کا ذریعہ بنے گا۔

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ آپ ﷺ کی محبوبہ ہیں۔ ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ فقہی معلومات میں بھی ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ اور دوسری عبادتوں و ریاضتوں میں بھی آپ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں۔ 57ھ یا 58ھ میں بمقام مدینہ منورہ دنیائے فانی سے عالم آخرت کی طرف ان کی رحلت ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (اکمال ص:612)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا حضور اکرم ﷺ کو نکاح ثانی کا مشورہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور اکرم ﷺ کافی عرصے تک مغموم رہے۔ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا جو مشہور صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو اس عالم میں دیکھ کر عقدِ ثانی کی تحریک کی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہاں؟

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ کے لئے کنواری بھی موجود ہے اور بیوہ بھی۔

حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: تو خولہ نے کہا کنواری تو اس شخص کی دُختر ہے جو اس وقت اللہ کی ساری مخلوق سے آپ کو پیارا ہے، یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ۔ اور بیوہ وہ ہے جو آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کو تسلیم کر کے ایمان لاچکی ہے اور اس کا نام سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں سے کہو۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں اور اُمِ رومان رضی اللہ عنہا والدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اظہار مدعا کیا تو دونوں راضی اور خوش ہوگئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کا عقد ہوگیا۔

(پاک بیبیاں اور صحابیات بحوالہ ابوداؤد کتاب الادب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کی زوجہ کا شرف حاصل کرنا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تین رات مسلسل مجھے ایک ریشمی کپڑے پر تمہاری تصویر دکھائی جاتی رہی۔ جسے جبرائیل (علیہ السلام) لے کر آتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ہے آپ کی بیوی۔ اے عائشہ! آج جو میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو تم اسی تصویر کے مطابق ہو۔ فرشتہ جب تمہاری تصویر لے کر آتا رہا تو میں نے کہا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے یہ رشتہ ہوکر رہے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص 566)

دوسری روایت میں یہ لفظ بھی ہیں:

هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

یہ تمہاری بیوی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(مشکوٰۃ شریف ص 566)

ماہ شوال میں نکاح اور رخصتی کی وجہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا اور رخصتی بھی ماہِ شوال میں ہوئی۔ اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس مہینہ میں شادی کی تقریب کو زیادہ پسند کرتی تھیں اور فرماتی تھیں: میرا نکاح بھی اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی اور مجھ سے زیادہ خوش قسمت شوہر کے نزدیک کوئی نہیں۔

دراصل کسی زمانہ میں شوال ہی کے مہینہ میں طاعون کا دورہ پڑا تھا اس لئے لوگ اس مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا اس مہینے میں نکاح کرنا اور رخصت کرنا گویا عرب کی اوہام پرستی کو دور کرنا تھا۔

(طبقات ابن سعد ص:43 ج:8 / نزہۃ المجالس ص:143 ج:2)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصی فضیلتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ نے مجھے ایسی نعمتوں سے نوازا ہے جو میرے ہی حصہ میں آئی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا وصال شریف میرے گھر ہی میں ہوا اور میری ہی نوبت میں۔ یعنی جس روز حضور اکرم ﷺ نے میرے گھر رہنا تھا اسی روز آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔ (حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے لئے دن مقرر فرمار کھے تھے کہ فلاں دن فلاں کے گھر اور فلاں دن فلاں کے گھر رہوں گا۔) اور حضور ﷺ کا جب وصال ہوا تو آپ ﷺ میرے سینے اور گردن سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اور سب سے بڑی نعمت جس سے اللہ نے مجھے مخصوص فرمایا وہ یہ ہے کہ وصال کے وقت میرا العاب دہن (تھوک) اور حضور اکرم ﷺ کا لعاب دہن شریف جمع فرمادیا اور وہ اس طرح کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور حضور اکرم ﷺ نے میرے جسم سے تکیہ لگایا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا میں نے سمجھا کہ حضور ﷺ کو مسواک کرنا پسند ہے چنانچہ میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ کے لئے مسواک لوں؟ حضور اکرم ﷺ نے سر انور سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے مسواک لے کر حضور ﷺ کو دی، حضور اکرم ﷺ نے منہ مبارک میں ڈالی تو وہ سخت تھی، میں نے پوچھا کیا میں اسے نرم کردوں؟

فرمایا: ہاں

میں نے مسواک اپنے منہ سے چبا کر اسے نرم کر کے حضور ﷺ کو دی اور آپ ﷺ نے لے کر اپنے منہ میں ڈال لی، اس طرح میری تھوک اور حضور ﷺ کا لعاب دہن شریف جمع ہوگئے۔ (مشکوٰۃ شریف ص 539)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم ﷺ سے خفگی کی نشانی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب کبھی تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو میں جان لیتا ہوں اور جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو بھی جان لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ کس طرح؟ فرمایا تم جب راضی اور خوش ہوتی ہو تو قسم کھاتے وقت یوں کہتی ہو لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ مجھے محمد کے رب کی قسم! اور جب کبھی خفا ہوتی ہو تو قسم یوں کھاتی ہو لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ مجھے ابراہیم کے رب کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بے شک یارسول اللہ بات ایسی ہی ہے، لیکن اِنَّمَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ یارسول اللہ میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں نا! محبت تو آپ کی بدستور میرے دل میں رہتی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص:272)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے، چنانچہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تم کو سلام کہتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

(بخاری ج:1 ص:532)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں وحی کا اترنا

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا میری کسی دوسری بیوی کے کپڑوں میں مجھ پر وحی نہیں اتری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک لحاف میں سوئے رہتے تھے اور آپ ﷺ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحی نازل ہوتی تھی۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرہ کی چھت پر سوراخ کرنے پر بارش کا برسنا

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں بارش نہیں ہوئی اور لوگ شدید قحط میں مبتلا ہو کر بلبلا اٹھے جب لوگ قحط کی شکایت لے کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے حجرہ میں جہاں حضور انور ﷺ کی قبر انور ہے اس حجرہ مبارکہ کی چھت میں ایک سوراخ کر دو تا کہ حجرۂ منورہ سے آسمان نظر آنے لگے۔ چنانچہ جیسے ہی لوگوں نے چھت میں سوراخ بنایا فوراً ہی بارش شروع ہوگئی اور اطراف مدینہ منورہ کی زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور اس سال گھاس اور جانوروں کا چارہ بھی اس قدر زیادہ ہوا کہ کثرتِ خوراک سے اونٹ فربہ ہو گئے اور چربی کی زیادتی سے ان کے بدن پھول گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی 10 فضیلتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے دس چیزوں کے ذریعہ فضیلت ہے وہ دس چیزیں یہ ہیں:

1. حضرت جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لے کر (نکاح سے پہلے) آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔
2. میرے سوا حضور اکرم ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔
3. نہ کوئی ایسی عورت میرے علاوہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئی جس کے ماں باپ دونوں نے ہجرت کی ہو۔
4. اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔
5. سید دو عالم ﷺ کے پاس وحی اس حال میں آجاتی تھی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ لحاف میں لیٹی ہوتی تھی۔
6. میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے (ساتھ بیٹھ کر کپڑا باندھ کر) غسل کرتے تھے۔
7. آپ ﷺ نماز (تہجد) پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سامنے لیٹی رہتی۔
8. آپ ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ میری گردن اور گود کے درمیان تھے اور میری باری کا دن تھا۔
9. آپ ﷺ میرے ہی گھر میں مدفون ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی خصوصیات میں یہ بھی ذکر کیا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اور میں رسول کریم ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب بیوی تھی اور جس وقت آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے پاس میرے اور فرشتوں کے علاوہ کوئی اور موجود نہ تھا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ مرد بہت کامل ہوئے اور عورتوں میں بس مریم بنت عمران (والدہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) اور آسیہ فرعون کی بیوی کامل ہوئیں اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

ایک مرتبہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ذریعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلایا، انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا و علیہ السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سبز ریشم کے کپڑے میں آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت لے کر آئے اور عرض کیا یہ آپ کی بیوی ہیں دنیا اور آخرت میں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا احادیث کا بھرپور علم رکھنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں 9 سال گذارے اور ان 9 سال میں خوب علم حاصل کیا۔ آنحضرت ﷺ کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے سوالات کر کے علم بڑھاتی رہیں اور آپ ﷺ خود بھی ان کو علوم سے بہرہ ور فرمانے کا خیال فرماتے رہے۔

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم سب کے علم سے بڑھا رہے گا۔ حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خاص شاگرد تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں معلومات حاصل کیا کرتے تھے۔

مسائل کا حل کرنے میں آپ رضی اللہ عنہا کا مقام

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی کسی حدیث پاک سمجھنے اور کسی دوسرے مسئلہ کے سمجھنے میں اگر کوئی مشکل پیش آتی تو ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حل دریافت کرتے تو آپ اس مشکل کو حل فرما دیتیں کیوں کہ آپ بہت بڑی عالمہ تھیں۔ (مشکوٰۃ ص 566)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کثرت عبادت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں جب بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے گذرتا تھا ان کو سلام کر کے جاتا تھا۔ ایک دن میں نکلا تو وہ کھڑی (نفلی) نماز میں تسبیح پڑھ رہی تھیں اور یہ آیت دہرا رہی تھیں

فمن اللہ علینا و وقانا عذاب السموم

اور دعا بھی کر رہی تھیں اور رو بھی رہی تھیں۔ میں یہ دیکھ کر کھڑا رہا حتیٰ کہ اکتا گیا اور اپنے کام کے لئے بازار میں نکل گیا پھر لوٹ کر آیا تو وہ اسی طرح سے کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں۔

یہ تو آپ رضی اللہ عنہا کی دن کی حالت ہے جب رات ہوتی ہوگی تو آپ رضی اللہ عنہا کیا عبادت کرتی ہوں گی؟ ان کے قیام اللیل کو سمجھنے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ شہادت ہی کافی ہے فرمایا کہ آپ نبی کریم ﷺ کی نماز وتر کی سب سے زیادہ عالم تھیں۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول کائنات ﷺ کی عبادت شبانہ کو جاننے والی تھیں۔ اور یہ علم ان کو سونے سے نہیں ملتا تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہا بھی رات کو عبادت کرتی تھیں اور بیدار ہو کر آپ ﷺ کی عبادت شبانہ کی تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ اگر حضور اکرم ﷺ سید العابدین تھے تو آپ رضی اللہ عنہا سیدۃ المتہجدات تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر قرآنی آیات کا نزول

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جب الزام لگایا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مَنْ اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا (بخاری ص:697 ج:2)

خدا کی قسم! میں اپنی بیوی کی پاکدامنی ہی جانتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ منافقین بالکل جھوٹے اور ام المومنین بالیقین پاک ہیں، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے بدن مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ نے زمین پر آپ ﷺ کا سایہ نہیں پڑنے دیا، تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے تو خدا آپ ﷺ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے، یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اہل کو محفوظ نہ رکھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ ﷺ کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا، جو پروردگار آپ ﷺ کی نعل مبارک کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے ممکن نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔

اسی طرح بہت سے صحابہ اور بہت سی صحابیات نے قسمیں کھائیں۔ آیات نازل ہونے سے قبل ہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قلب مطمئن تھے۔ آیات کے نزول نے ان کا عزت و شرف اور زیادہ کر دیا۔

جذبہ تعاون اور فیاضی کا ایک واقعہ

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مکان ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ اسی ہزار اور دوسری روایت کے مطابق صرف اسی ہزار درہم کے عوض خرید کر پوری قیمت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دی اور ساتھ ہی یہ پیشکش بھی فرمائی کہ تاحیات آپ رضی اللہ عنہا اسی میں قیام فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب قیمت موصول ہوئی تو اسی مجلس میں بڑی فیاضی کے ساتھ سارا مال تقسیم فرما دیا، ایک درہم بھی اپنے لئے اٹھا کر نہیں رکھا۔ کسی نے کہا ایک درہم اپنے لئے بھی بچا لیا ہوتا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پہلے یاد کرا دیا ہوتا۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ ابن جوزی)

اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے صدیقی روایات کی یاد تازہ کی اور نبی کریم ﷺ کی اس بیوی نے نبوی طرز عمل کے مطابق ایک درہم بھی گھر میں نہ رکھا۔

Marfat.com

مسجد نبوی میں موجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

تعمیر مسجد نبوی کے بعد حضور سید عالم ﷺ نے اپنی دو ازواج مطہرات سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے حجرات کی تعمیر کروائی۔ اس وقت انہیں دو حجروں کی ضرورت تھی، بعد میں حسب ضرورت تعمیر بڑھتی چلی گئی۔ حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان مسجد شریف کے پڑوس میں تھا۔ جب آپ ﷺ کو ضرورت پیش آتی وہ نذر کر دیتے۔ ایک وقت آنے پر سارا مکان پیش کر دیا۔ یہ حجرات مقدس سادگی کی مثال تھے۔ اکثر حجرے کھجور کی شاخوں کے تھے، بعض کچی اینٹوں کے تھے، دروازوں پر کمبل ٹاٹ کے پردے ہوتے تھے۔ (راحت القلوب ص:60/ خلاصۃ الوفا:173)

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب میں ذرا بڑا ہوگیا تو کھڑا ہو کر چھت کو ہاتھ لگالیا کرتا تھا۔ یہ تھی حجرات مقدسہ کی اونچائی، یہ تمام حجرات مقدسہ شرقی جانب تھے، غربی جانب کوئی حجرہ نہ تھا۔ ان مقدس حجروں میں عموماً رات کو چراغ بھی نہیں جلتے تھے۔ (بخاری شریف ص56، ج1)

حضور سید عالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے علاوہ تمام حجرے ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد نبوی شریف میں شامل کر دیئے گئے۔ ولید نے حجروں کو گرانے کا حکم بھیجا تو مدینہ منورہ میں کہرام برپا تھا۔

(خلاصۃ الوفا ص137)

ابوامامہ سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کاش وہ حجرے اسی طرح رہنے دیئے جاتے تاکہ آنے والے لوگ دیکھتے کہ شہنشاہ دوجہاں نبی اکرم ﷺ کی زندگی کس قدر سادہ زندگی تھی۔ جسے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئیں، ان کی رہائش کیسے سادہ قسم کے چھپروں میں تھی۔ (زرقانی ص370 ج1)

حجرات مقدسہ کی تعمیری ترتیب کچھ اس طرح تھی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے ساتھ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے تھے۔ شمالی جانب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرات تھے۔ یہ حجرات اس قدر مسجد سے متصل تھے کہ حضور اکرم ﷺ اعتکاف میں ہوتے تو کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال دیتے اور ازواج مطہرات گھر بیٹھے ہی سر مبارک دھو دیتیں۔ یہ حجرے چھ سات ہاتھ چوڑے دس ہاتھ لمبے تھے۔ (سیرت النبی ﷺ ص:206، ج1)

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مقدسہ بھی مسجد شریف کی شرقی جانب تھا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد شریف میں داخل ہوتے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جاتے۔ خیریت دریافت فرمانے کے بعد امہات المومنین کے ہاں تشریف لے جاتے۔

(راحت القلوب ص11/ خلاصۃ الوفا ص175)

سب سے پہلے کچا حجرہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ حضور سید عالم ﷺ کے غزوہ دومۃ الجندل جانے کے بعد اس کی تعمیر کرائی گئی۔ واپسی پر حضور سید عالم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ تعمیر کیسی ہے؟

عرض کیا: پردہ کا کام دیگی۔ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ضرورت سے زائد تعمیر بری شے ہے، مسلمان کا مال خرچ ہوتا ہے۔ (وفاء الوفا ص:327)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کا اعزاز

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ جنت کی کیاری (ریاض الجنۃ) کی مشرقی جانب متصلاً تھا، جنوب میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، شمال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مشرق میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے مکان میں ہوئی اور انہی کا حجرہ شریفہ زندگی میں بھی آپ ﷺ کیلئے آرام گاہ تھا اور وفات کے بعد بھی آرام گاہ بننے کی سعادت اسی حجرہ کے حصے میں آئی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کی توسیع میں حجروں کو گرادیا

جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کی تعمیر و توسیع کی تو حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ باقی سب حجرے مسجد شریف میں شامل کر لئے۔ اب حجرہ شریفہ سے مراد صرف وہ کمرہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رہتے تھے اور وصال کے بعد اسی حجرہ میں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔

بعد ازاں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں دفن ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر وفات کے بعد یہیں دفن ہوں گے۔

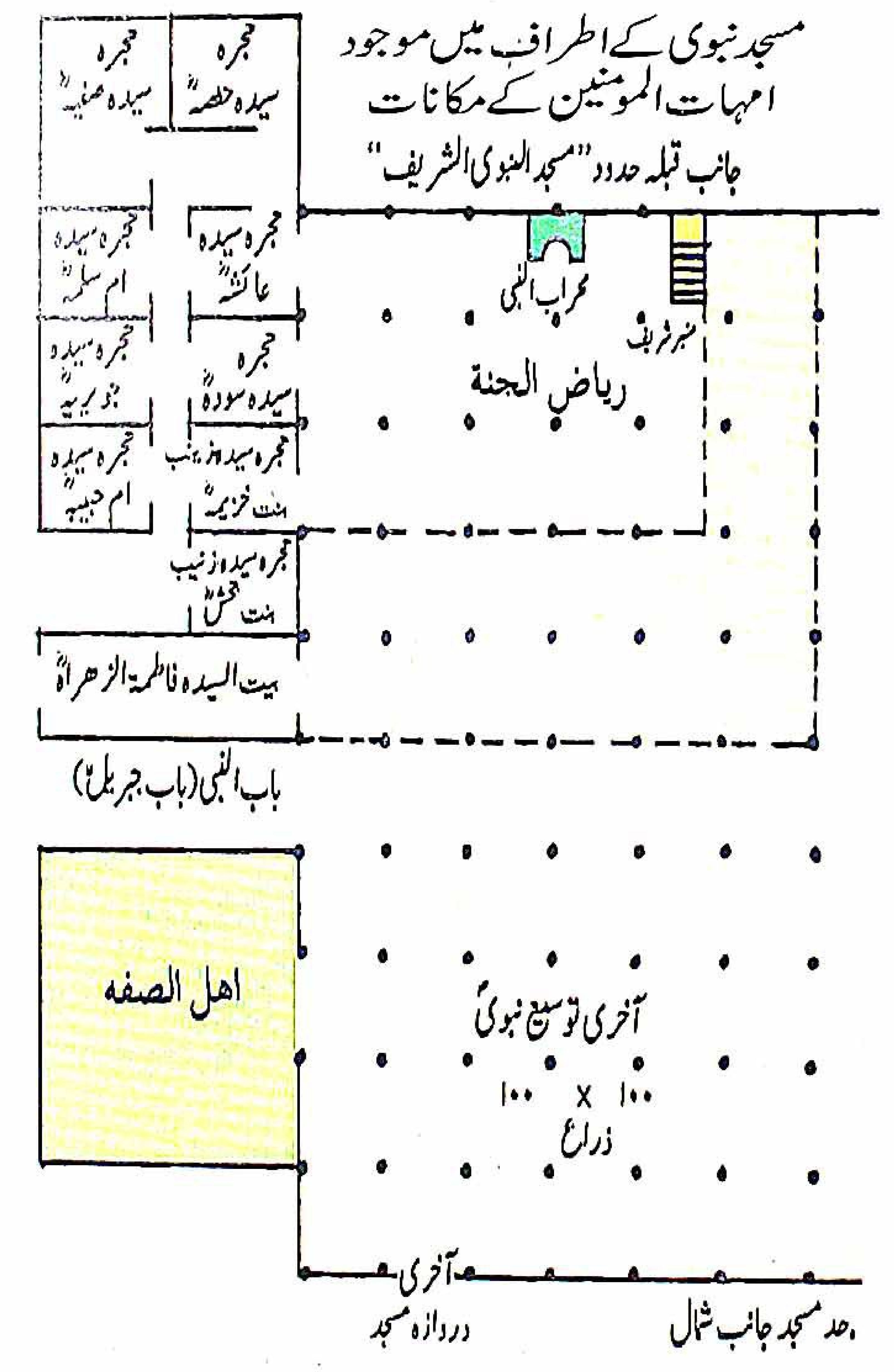

Marfat.com

ستون عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حجرہ کے باہر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا دروازہ

اسے ستون قرعہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے:

انی لاعلم سارية من سواری المسجد لو يعلم الناس مافی الصلوة اليها ماصلوا فيها الا ان تطير بهم قرعة

ام المومنین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میری مسجد کے ستونوں میں ایک ستون کے آگے ایک ٹکڑا ہے اگر لوگ اس کی فضیلت سے واقفیت حاصل کرلیں تو یہ مقام قرعہ اندازی سے حاصل کریں۔ (وفاء الوفا ص 440، ج2)

لوگوں نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس جگہ کا نشان پوچھا تو آپ نے تعین نہ فرمائی۔ حاضرین واپس آگئے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جماعت میں شامل تھے۔ آپ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ دوسری جماعت ام المومنین سے پوچھنے کیلئے پھر حاضر ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اور اس جگہ پر نماز شروع کردی۔ لوگوں نے سمجھ لیا جس جگہ کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہی ہے۔ زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے اس جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

(خلاصۃ الوفا ص:128 / جذب القلوب ص:100 / راحت القلوب ص:105 / وفاء الوفا ص:441 ج2)

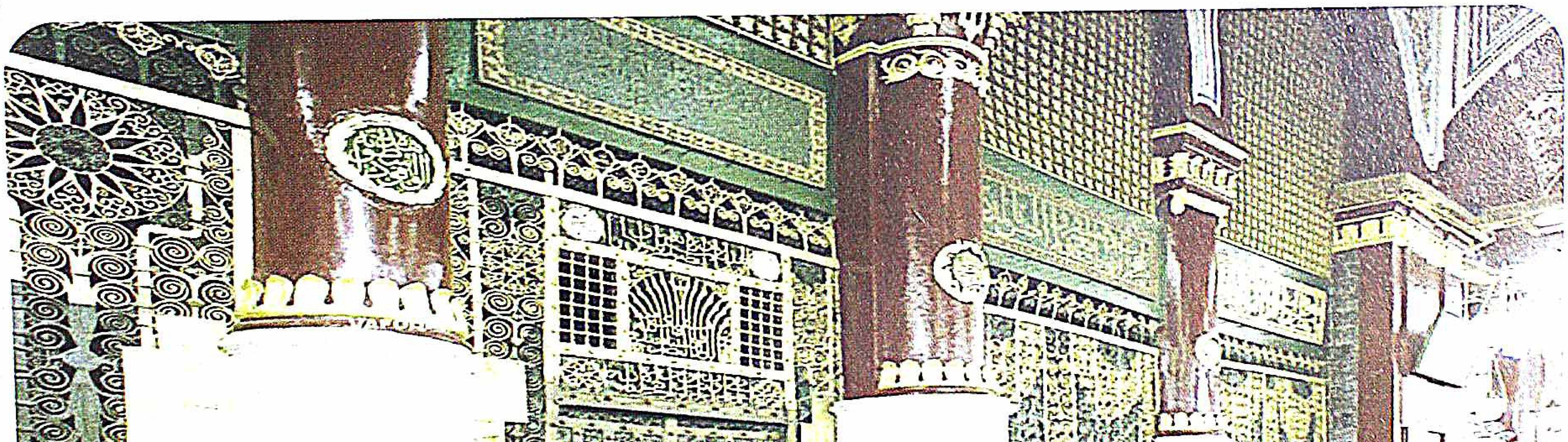

اسطوانہ حرس درمیان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کا دروازہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آمد و رفت ہوتی تھی

Marfat.com

مسجد نبوی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے باہر موجود ستون عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

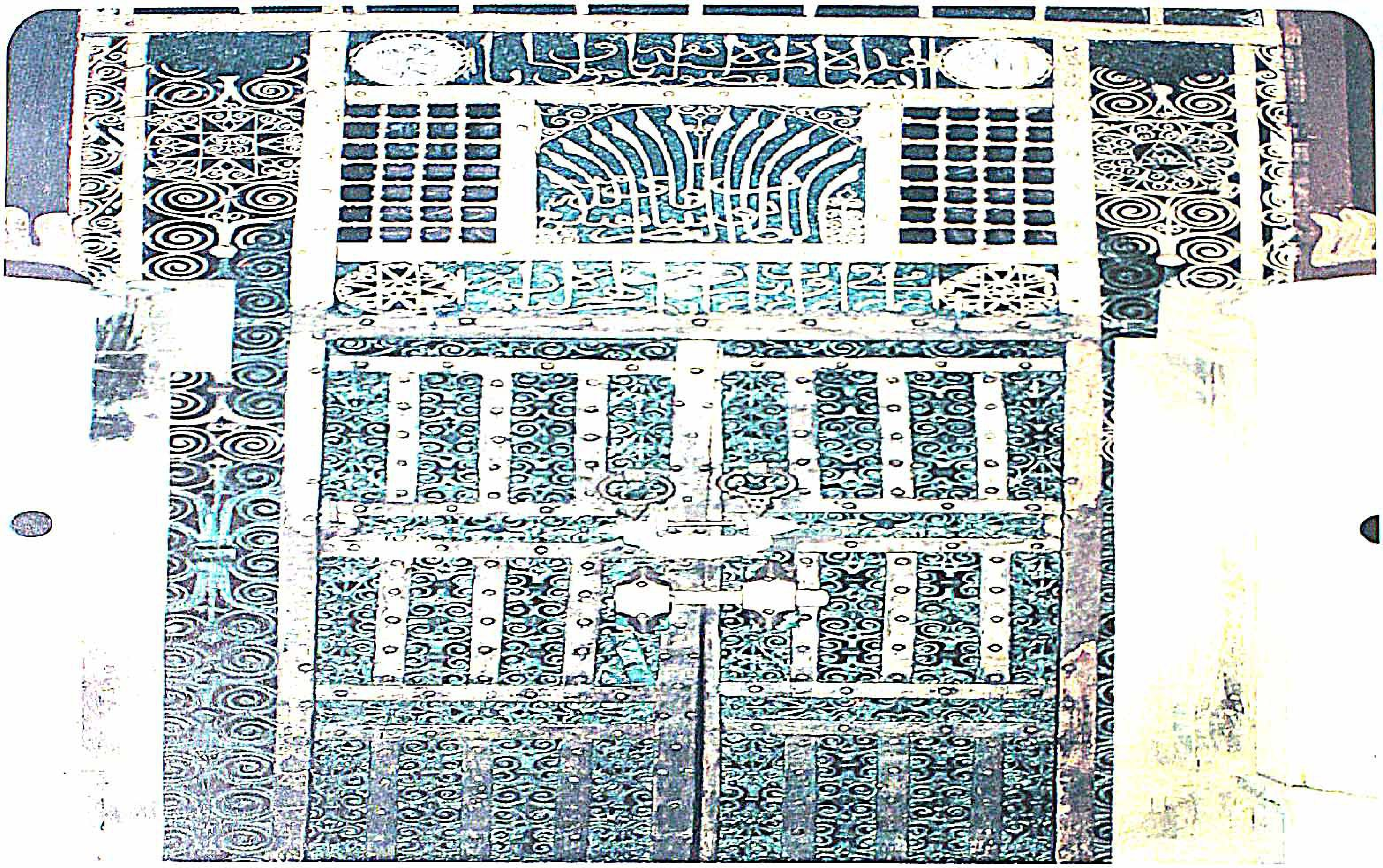

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ جو ''باب وفود'' کے نام سے مشہور تھا۔

اس وقت اس کے آگے الماریاں رکھ دی گئیں اور وہ قرآن کریم کے نسخوں سے بھری ہوتی ہیں جس کے باعث یہ دروازہ نہیں دکھائی دیتا۔

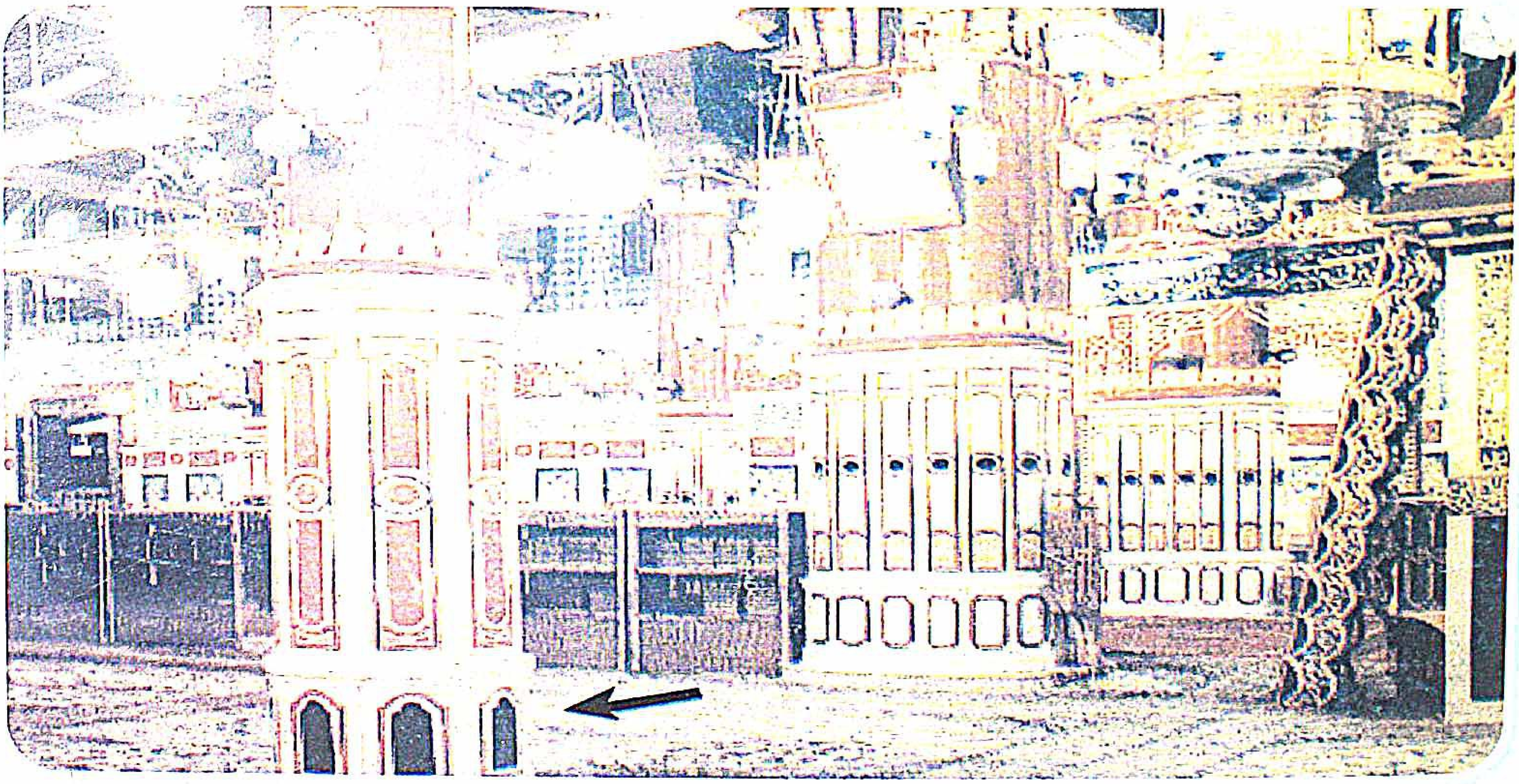

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حاضری

حضور نبی کریم ﷺ کا جب وصال شریف ہوگیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کے روضہ انور میں حاضر ہونے لگیں اور چونکہ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تھے اس لئے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خیال سے کہ یہ میرے شوہر ہیں روضہ انور میں کھلے منہ حاضر ہوئیں پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اسی روضہ انور میں دفن ہوئے تو پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خیال سے ایک میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ہیں، کھلے منہ ہی حاضر ہوتی رہیں اور پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور وہ بھی اسی روضہ انور میں دفن ہوئے تو اب ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا منہ سر کپڑے سے ڈھانپ کر حاضر ہونا شروع کیا اور فرمایا اب یہاں عمر بھی ہیں جو غیر محرم ہیں، اس لئے ان سے حیا ضروری ہے۔ (مشکوۃ شریف ص:142)

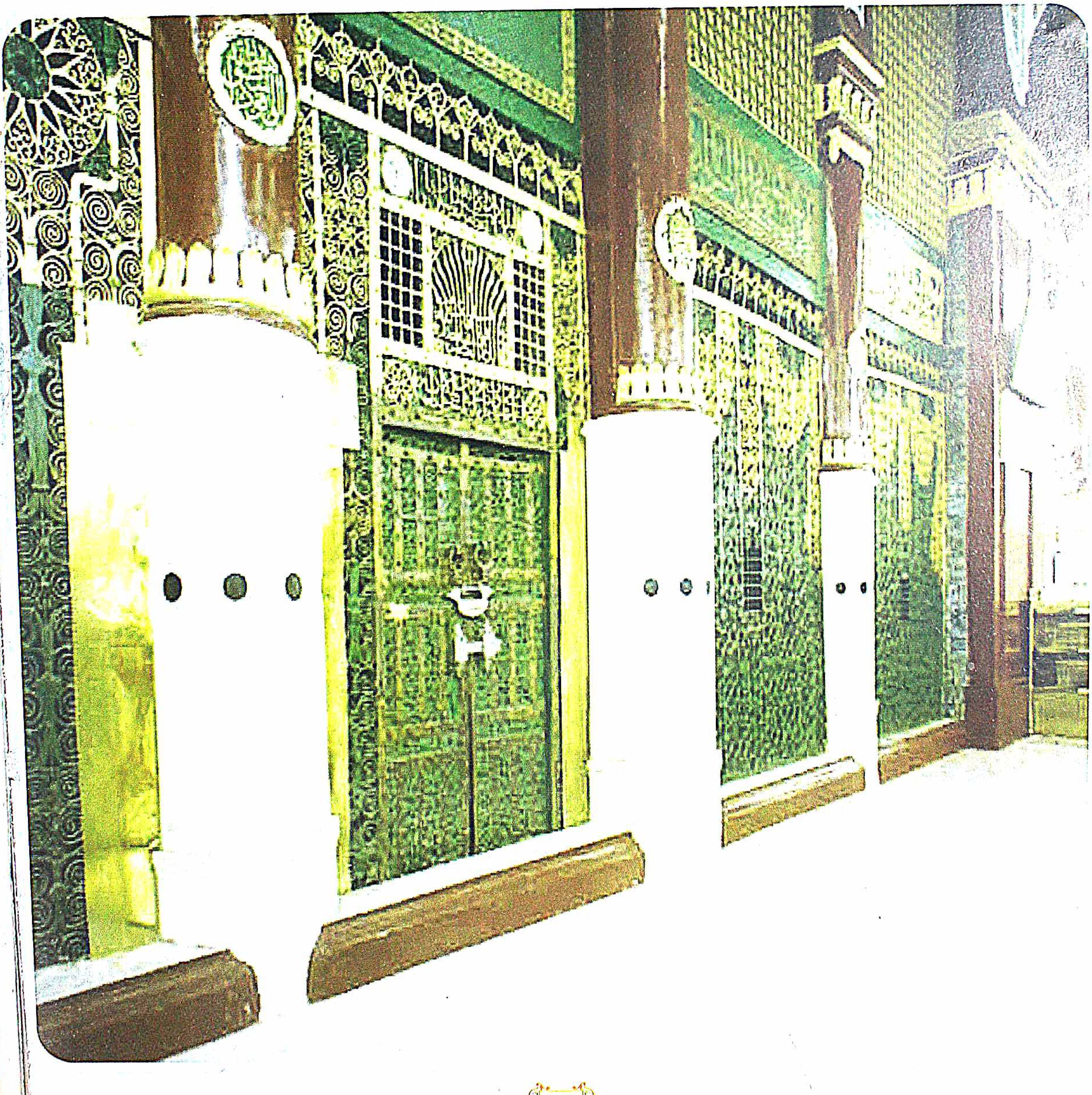

Marfat.com

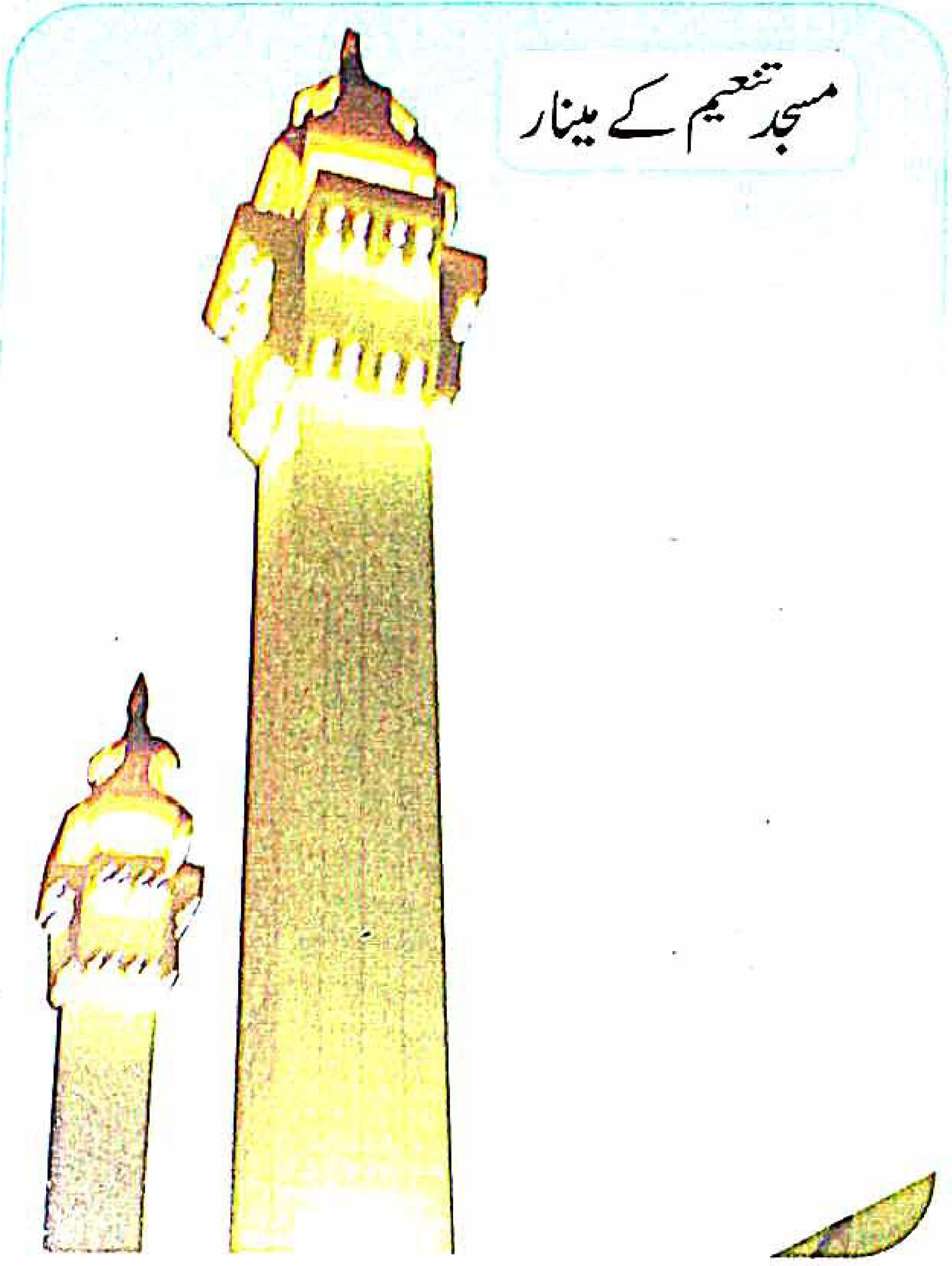

مسجد تنعیم کے مینار

مسجد تنعیم: جہاں سے اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احرام باندھا تھا

یہ مسجد حرام سے جانب شمال مکہ، مدینہ روڈ پر ساڑھے سات کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ حدودِ حرم میں سب سے نزدیک حدِ حرم یہی ہے۔ اس مبارک مسجد کی تعمیر اس جگہ پر ہوئی ہے جہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 9 ہجری میں حج الوداع کے موقع پر عمرہ کے احرام کی نیت کی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایام عذر میں تھیں کہ آپ نے سارے ارکان ومناسکِ حج ادا کئے، صرف طواف نہ کرسکیں۔ جب عذر جاتا رہا تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے طواف کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے حج وعمرہ دونوں فرمائے اور میں صرف حج ہی کرسکی؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اپنی ہمشیرہ کے ساتھ تنعیم جاؤ۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں تشریف لے گئیں اور حج کے بعد ماہِ ذی الحجہ ہی میں عمرہ ادا کیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث نمبر 1785)

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اس جگہ کی نشاندہی فرمارہے تھے جہاں اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نیت احرام کی تھی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں محمد بن علی شافعی نے مسجد تعمیر کی۔ (اخبار مکہ للازرقی 2:209)

اس مسجد کی نئی توسیع خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں ہوئی ہے۔ مسجد کا کل رقبہ مع ملحقات 84500 مربع میٹر ہے۔ اس کی تعمیر تقریباً ایک کروڑ ریال کی لاگت سے مکمل ہوئی۔ اس مسجد میں پندرہ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

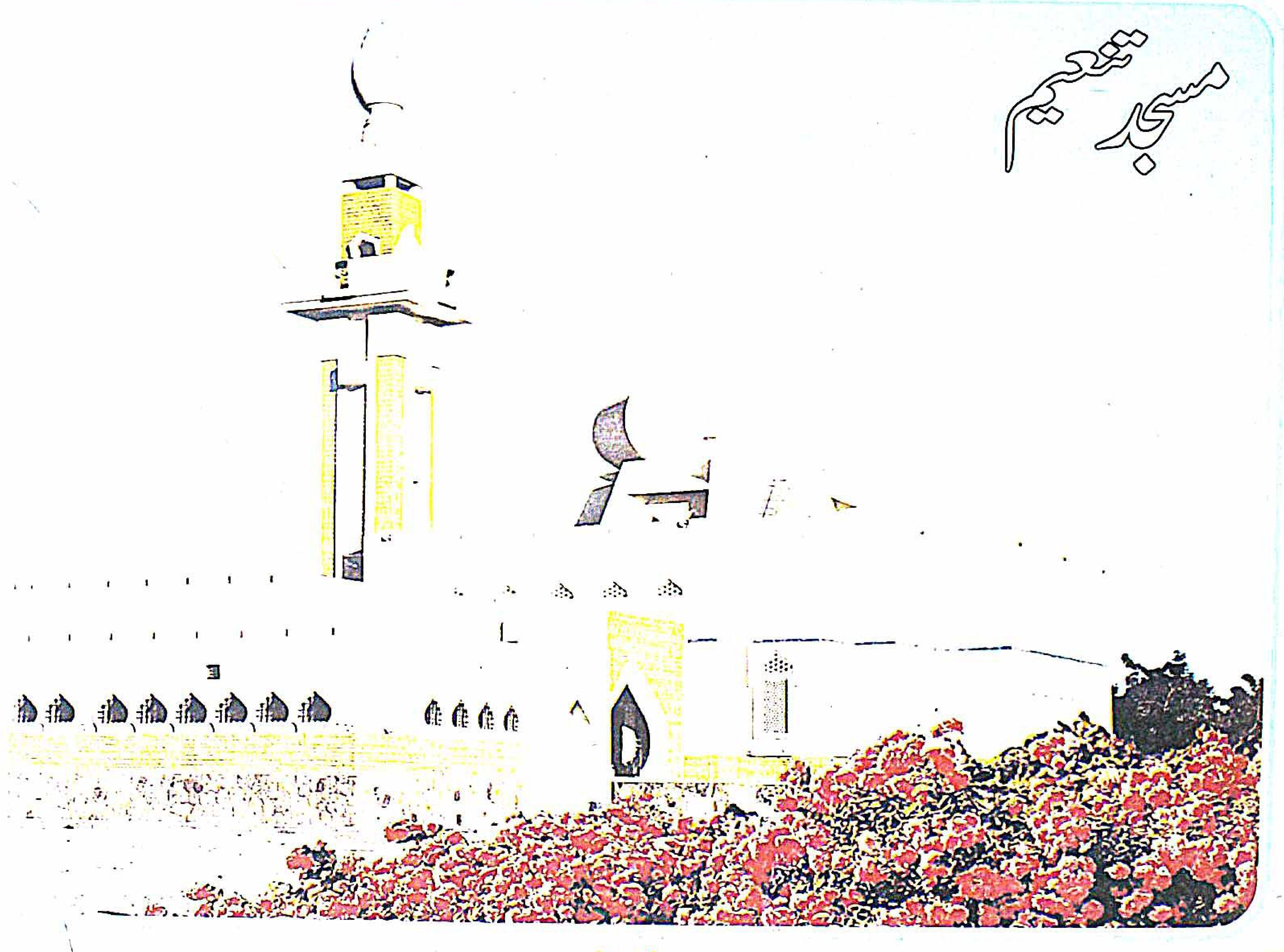

مسجد تنعیم

Marfat.com

مسجد تنعیم جہاں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احرام باندھا تھا

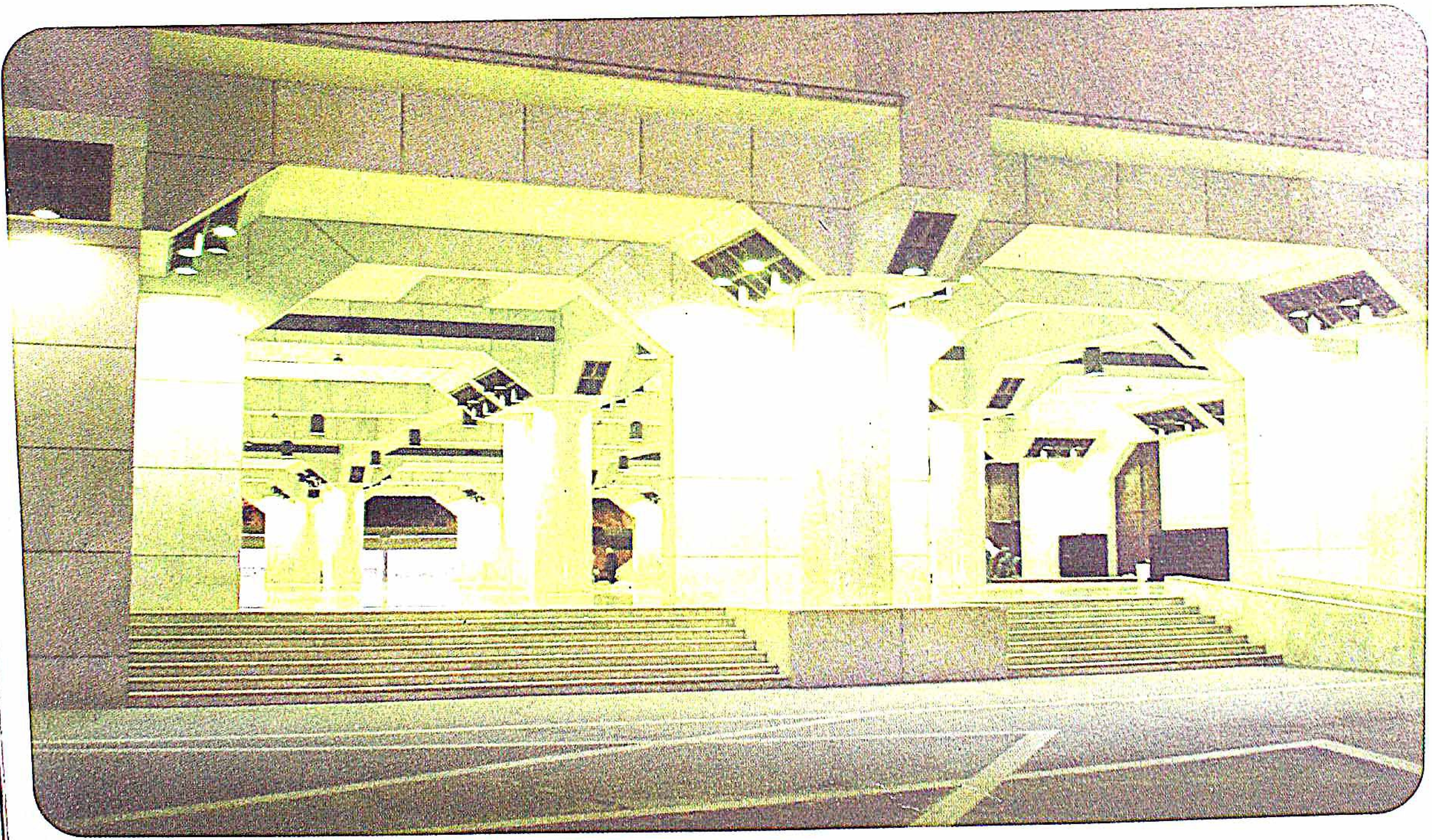

مسجد تنعیم کا اندرونی منظر

Marfat.com

وفات سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات سے قبل وصیت کی کہ مجھے رات ہی کو دفن کر دینا صبح کا انتظار نہ کرنا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک قمیص ہے۔ اس مبارک کرتے کو میرے سینے پر رکھ کر مجھے دفن کرنا شاید میں اس کی برکت سے عذاب قبر سے نجات پا جاؤں۔

ضعوا هذا على صدري وادفنوها معي لعلي انجوبها من عذاب القبر. (اتحاف السادة المتقين 33,3,10)

جنت البقیع، جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات منگل کی شب 17 رمضان المبارک 58ھ میں ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا سنہ وفات 57ھ ہے۔ مرض الوفات میں جو لوگ مزاج پرسی کو آتے اور بشارت دیتے تو (آخرت کے حساب کے ڈر سے) فرماتیں: کاش میں پتھر ہوتی، کاش کسی جنگل کی گھاس ہوتی، اسی زمانے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے خصائل ومناقب ذکر کیے تو فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہنے دو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔

وفات ہو جانے پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے جنت واجب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خدا ان پر رحمت کرے وہ اپنے باپ کے علاوہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ وفات کے قریب وصیت فرمائی کہ میں رات ہی کو دفن کر دی جاؤں۔ چنانچہ وتر نماز کے بعد جنت البقیع کے سپرد کر دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دفن کے لئے ان کے حقیقی بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی کے بیٹے قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر میں اترے اور ان کو دفنایا۔

رضی اللہ عنہا وارضاها

(بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

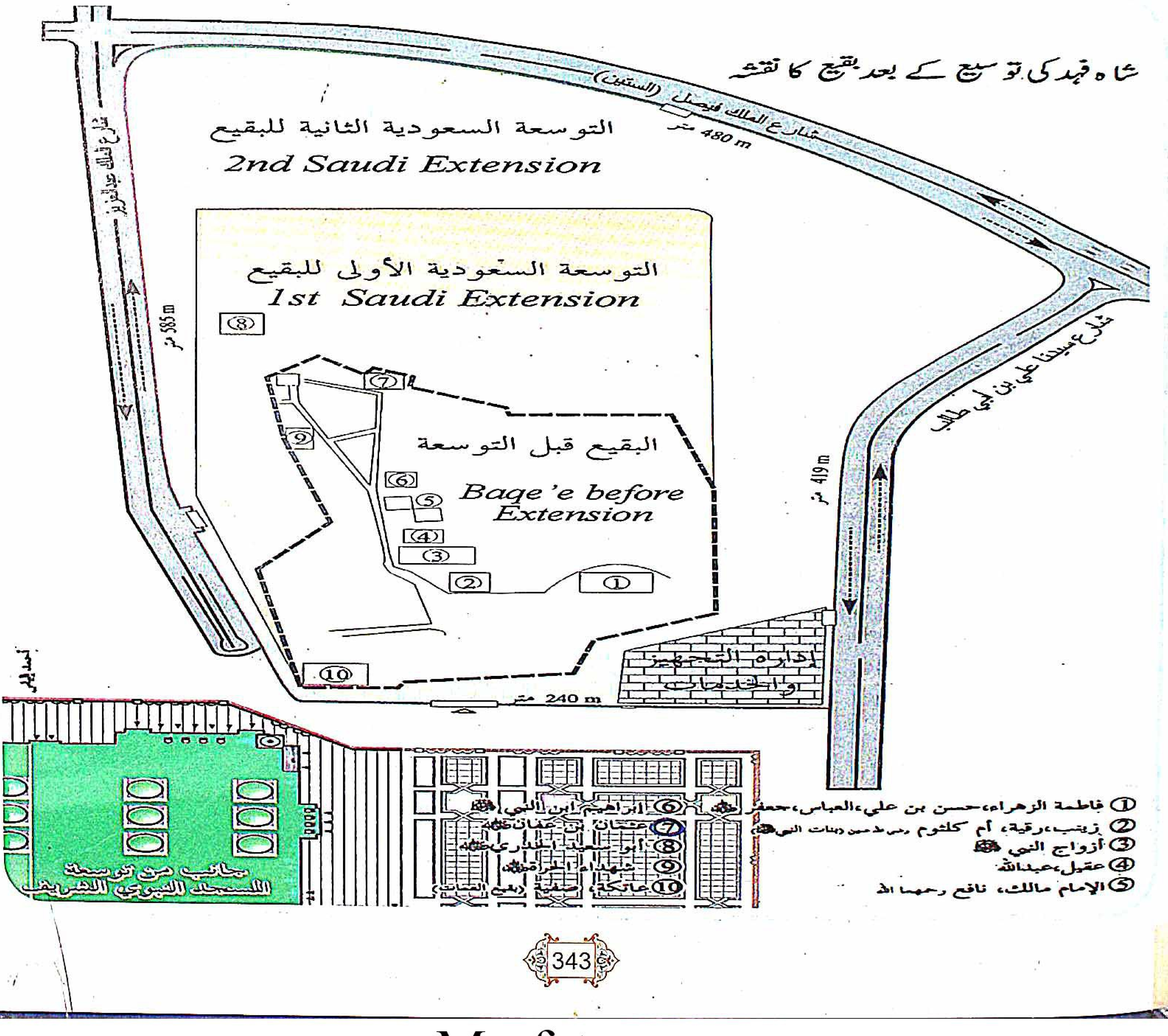

Marfat.com

تاریخ جنت البقیع

10 ہزار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قبرستان

یہ قبرستان مسجد نبوی کے مشرقی سمت میں ہے۔ باب جبرائیل سے نکل کر سڑک پر آئیں تو سامنے مقبرہ بقیع کا احاطہ نظر آتا ہے۔ یہ بڑے ادب کی جگہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہاں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آرام فرما رہے ہیں۔ اولیاء اور صالحین کی تعداد کا تو کیا کہنا ہے۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ یہیں پر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھوڑ کر تمام امہات المومنین یہیں آرام فرما رہی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تینوں صاحبزادیوں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام ادب پر محو استراحت ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے مزارات بھی اسی احاطے کے اندر ہیں۔

جنت البقیع کی مشرقی دیوار سے باہر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزارات ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہستیوں کے مزارات کی نشاندہی بھی موجود ہے۔ وہ شہدائے احد جو مدینہ میں آ کر جاں بحق ہوئے ان کے مزار بھی احاطہ میں موجود ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بھی باب جبرائیل کے سامنے والے دروازے کے قریب ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے اور زیارت فرماتے تھے۔ وصال سے کچھ دن پہلے آسودگان بقیع کا خیال آ گیا۔ جوش محبت سے آدھی رات کو اٹھ کر قبرستان میں تشریف لائے اور بڑے سوز سے دعا فرماتے رہے پھر قبروں میں سوئے ہوئے روحانی دوستوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اب میں جلد تمہارے ساتھ شامل ہو رہا ہوں۔

جنت البقیع میں مردوں کی تدفین کے ادارے کا فضائی منظر

Marfat.com

فضائل جنت البقیع

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار آدمی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مثل روشن ہوں گے، اٹھ کر بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ بھی فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی قبر سے اٹھوں گا، پھر ابوبکر صدیق، پھر عمر فاروق پھر اہل بقیع اور اہل مکہ۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت البقیع پر ملائکہ موکل ہیں کہ جب یہ بھر جاتی ہے تو وہ اس کے کنارے تھام کر جنت الفردوس میں جھٹک دیتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ مقبرہ جنت البقیع اور مقبرہ عسقلان ان دونوں مقبروں کی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے زمین پر آفتاب و ماہتاب کی۔

لغوی اعتبار سے بقیع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مختلف درختوں کی جڑیں پائی جاتی ہوں۔ لیکن یہ بقیع جو عرف عام میں جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے مدینہ طیبہ کا وہ واحد قبرستان ہے جو زمانہ رسالت سے آج تک چلا آ رہا ہے۔ بقیع دراصل وہ مستطیل خطہ ہے جو مدینہ کی فصیل کے باہر مشرق میں واقع ہے۔ یہ باب جمعہ کے نزدیک ہے۔ یہ طول میں ایک سو پچاس میٹر اور چوڑائی میں ایک سو میٹر ہے۔ یہ قبرستان چار دیواری سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے صدر دروازے پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی چار دیواری بنی عثمانیہ کے عہد کی یادگار ہے۔

اہل بیت، صحابہ و دیگر مسلمانوں کا بقیع میں مدفون ہونا

مؤرخین کے تذکرے میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ اور خاندان کے لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں یا وصال کے بعد انتقال کیا جنت البقیع میں دفن ہیں۔ قاضی عیاض نے مالک کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ تقریباً دس ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ باقی دوسرے اسلامی ملکوں کے مختلف علاقوں میں دفن ہیں۔

جنت البقیع میں دفن ہونے والے سب سے پہلے انصار و مہاجر

رسول اللہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والے انصار میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص تھے جو جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

جنت البقیع میں قبروں پر ایسے کتبے یا نشانات نہیں تھے جن سے وہاں دفن مردوں کے ناموں اور شخصیتوں کا پتہ چل سکتا۔ لیکن مورخین کی تحقیق کی روشنی میں عوام کے علم میں ہے کہ ممتاز ہستیاں کن قبروں میں دفن ہیں۔

جنوب مغربی دروازے سے 40 میٹر کے فاصلے پر درج ذیل قبریں ہیں:

1. قبر عقیل ابن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2. قبر سفیان ابن الحارث ابن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3. قبر عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبور دختران رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کی قبور سے بائیں طرف تقریباً دس میٹر کے فاصلے پر آنحضرت ﷺ کی درج ذیل دختران کی قبریں ہیں:

1. سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2. سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3. سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

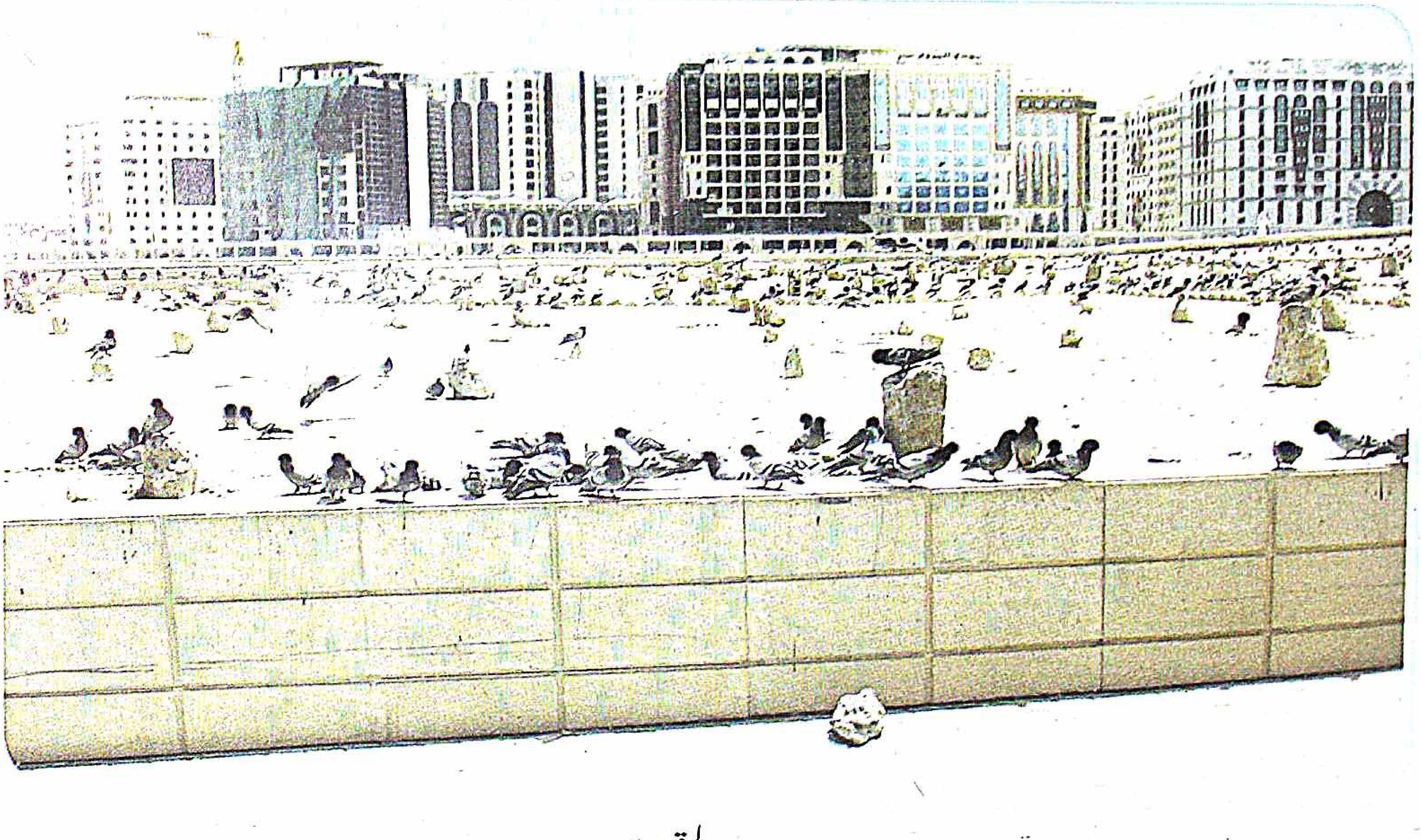

جنت البقیع

Marfat.com

جنت البقیع میں مدفون مشہور صحابہ وصحابیات

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے 20 میٹر کے فاصلے پر حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے اور اگر بائیں طرف کھڑا ہوا جائے تو درج ذیل قبریں دیکھی جاسکتی ہیں۔

1. حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے مہاجر)
2. حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے لختِ جگر مبارک اور جن کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں)
3. حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
4. حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
5. حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6. حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
7. حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ)

شہدائے الحرۃ کا مدفن

یزید ابن معاویہ کے دور میں جو شہداء الحرۃ کی جنگ میں شہید ہوئے ان کی قبریں عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے بائیں طرف کھڑے ہوکر تقریباً 80 میٹر کے فاصلے پر ہیں۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے دفاع اور اس کی اعلیٰ قدروں کے تحفظ کے لئے شہید ہوئے۔

قبور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے شمال میں 50 میٹر کے فاصلے پر بالکل شمال مشرقی کونے پر درج ذیل دو قبریں ہیں۔

1. قبر سعد ابن معاذ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2. قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

دوسرے مؤرخین کا کہنا ہے کہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس ہے۔

قبر سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی)

البقیع کے دروازے سے 15 میٹر شمال مغرب میں درج ذیل قبریں ہیں

1. حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی)
2. حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن)

یہ جگہ جنت البقیع العمات کہلاتی ہے جو پہلے الگ حصے میں تھی لیکن سعودی دور حکومت میں جنت البقیع میں شامل کرلی گئی۔ یہ نہیں ثابت کیا جاسکا کہ سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ کو ہجرت کرگئی تھیں اور ان کا اسلام قبول کرنا بھی تنازع کا سبب بنا۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں تحریر ہے کہ وہ ابوطالب کی سگی بہن تھیں اور عبداللہ ابن الاسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے کے مطابق انہوں نے مکہ معظمہ میں اسلام قبول کرلیا تھا اور مدینہ منورہ ہجرت کرگئی تھیں۔

حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جنت البقیع میں موجود قبر مبارک

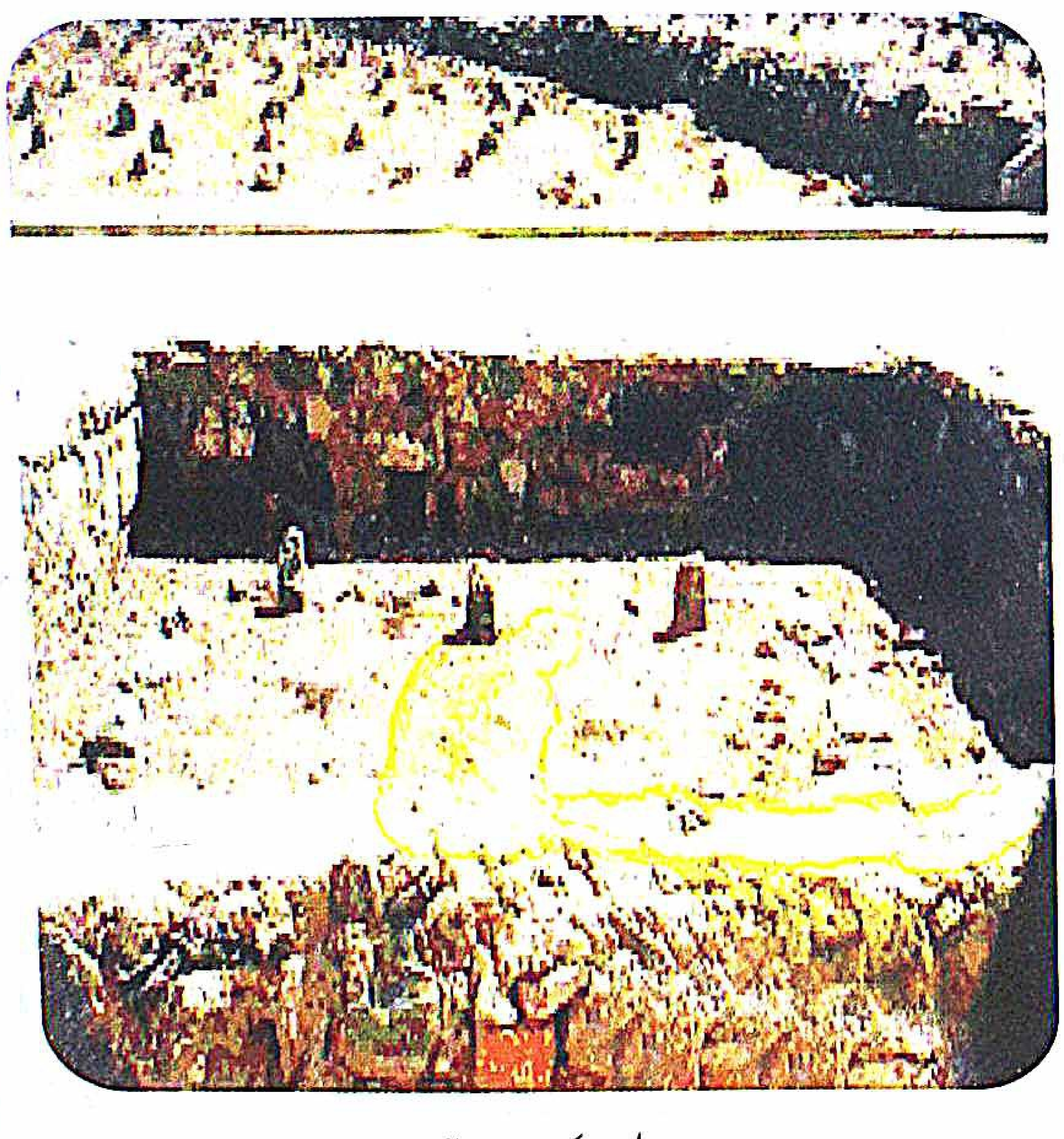

جنت البقیع کی قدیم تصویر

Marfat.com

قبور حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ

بقیع قبرستان کے دروازے سے تقریباً 50 میٹر کے فاصلے پر حضرت عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے شمال مشرق میں درج ذیل دو قبریں پائی جاتی ہیں۔

1. حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مالکی مسلک کے امام)
2. حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم اور مالکی مسلک کے عالم)

قبر اسماعیل بن جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہ قبر حارۃ الاغوات نامی رہائشی علاقے کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یہ البقیع سے اس سڑک کے ذریعے جدا ہوتی ہے جو مسجد نبوی کو جاتی ہے۔ یہ قبر پہلے اس دیوار کے اندر تھی جو سعودی دور حکومت میں گرادی گئی تھی۔ اس قبر سے البقیع کا فاصلہ ۱۵ میٹر ہے۔ یہ تین میٹر اونچی چار دیواری سے گھری ہوئی ہے۔ چار دیواری کے اندر والی جگہ مؤرخین کے بیان کے مطابق حضرت زین العابدین بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب کی ملکیت تھی۔

قبر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبر البقیع کے شمال مشرق میں اس سڑک پر واقع ہے جو الحرۃ الشرقیہ کو جاتی ہے۔ اس جگہ کے لئے خود ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی۔

قبر والد ماجد نبی کریم ﷺ

حضرت محمد ﷺ کے والد جناب عبد اللہ ابن عبد المطلب نے پچیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا وہ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے اور ان کی قبر بز قاق الطوال جگہ پر واقع ہے۔

قبر النفس الزکیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ (عرف مہدی)

یہ محمد ابن عبداللہ ابن حسین تھے جو النفس الزکیہ کے نام سے معروف تھے۔ ان کی قبر جبل سلع کے مشرق میں اور العین الزرقا چشمے کے شمال میں تھی۔

عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور نے النفس الزکیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے والد اور رشتہ داروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تو اہل مدینہ منورہ نے بغاوت کر دی اور النفس الزکیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ المنصور نے چار ہزار آدمیوں کی فوج اس بغاوت کو کچلنے کے لئے بھیجی۔ جب کہ النفس الزکیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف تین سو آدمی تھے۔ عباسیوں کے اس حملے میں النفس الزکیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ شہید ہو گئے الطرابی کے بیان کے مطابق یہاں دفن ہوئے۔ جب کہ ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''ریاض الافہام'' میں لکھا ہے کہ ان کی بہن اور بیٹی فاطمہ نے انہیں البقیع میں دفن کیا۔

قبر مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد تھے۔ ان کی قبر المناخہ کے مشرق اور حوش المرزوقی کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ جنگ احد کے شہدا میں سے ایک تھے اور انہیں وہاں سے لا کر یہاں دفن کیا گیا تھا۔

بنی امیہ دور میں جنت البقیع کی توسیع

سب سے پہلے جنت البقیع کی توسیع کا کام بنی امیہ دور حکومت میں کیا گیا۔

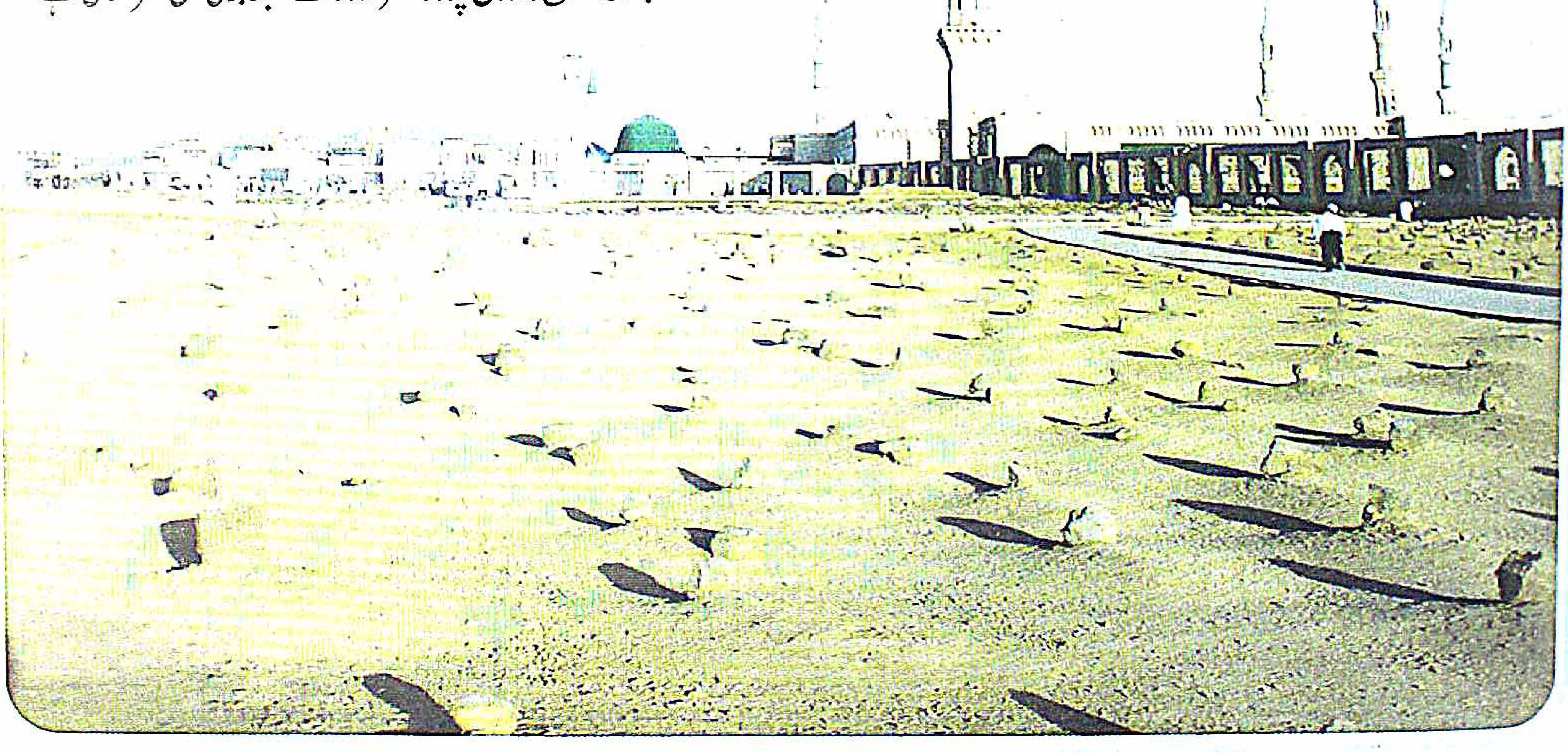

جنت البقیع کا روح پرور منظر، دور سے مسجد نبوی بھی نظر آ رہی ہے

جنت البقیع کا قبرستان: جہاں حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ 10 ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدفون ہیں

Marfat.com

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالاتِ زندگی

یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں جو آنحضرت ﷺ کے خلیفہ دوم تھے۔ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں 3 ہجری میں حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ جس وقت آنحضرت ﷺ کو نبوت ملی اس وقت ان کی عمر 5 سال کی تھی۔ (کذافی الاصابہ 12)

ان کے پہلے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو غزوۂ بدر اور غزوۂ احد دونوں میں شریک ہوئے اور احد میں شہادت پائی۔ حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ غزوہ بدر میں شہادت پائی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اصابہ میں لکھتے ہیں کہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ چونکہ ان کی شہادت کے تعین میں اختلاف ہے اس لئے اس میں بھی اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کس سنہ میں ان سے نکاح کیا۔ چونکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کی شہادت احد میں بتاتے ہیں اسی لئے اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ 3 ہجری میں حرم نبوت میں آئیں۔ اپنے سابق شوہر حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ ان کی شہادت ہوجانے کے بعد جب عدت ختم ہوگئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے بعد ہوا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رشتہ داری کے اعتبار سے یہ شرف حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیوی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن ہیں جن کی روایات حدیث کی کتابوں میں بکثرت آتی ہیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ماموں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حرمِ نبوت ﷺ میں آنا

حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آنے کا واقعہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حقیقی بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے تھے کہ حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جو مدینہ میں وفات پاگئے تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوگئیں تو والد صاحب ان کے نکاح کیلئے فکرمند ہوئے جیسے وہ خود بیان فرماتے تھے کہ اس سلسلہ میں مَیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور ان سے کہا تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تم سے نکاح کردوں۔ (یہ وہ دن تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شادی کی ضرورت تھی، ان کی اہلیہ کی وفات ہوگئی تھی) انہوں نے جواب دیا کہ اس بارے میں غور کر کے بتاؤں گا۔ چنانچہ دو چار روز کے بعد جواب دے دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ اس کے بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہ سے تمہارا نکاح کردوں۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش ہوگئے۔ مجھے دونوں حضرات کے رویہ سے رنج ہوا اور جتنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاموشی سے ہوا اس قدر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سے نہ ہوا تھا۔

اس کے چند دن گزر جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آنحضرت ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔ جب یہ واقعہ ہوچکا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ملے اور کہا شاید تم کو رنج ہوا ہوگا جب کہ تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے متعلق مجھ سے کہا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا جی ہاں! رنج تو ضرور ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری پیش کش کے بارے میں جواب دینے سے مجھے صرف اس چیز نے روکا کہ مجھے تحقیقی طور پر معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنا نکاح کرنے کے بارے میں تذکرہ فرمایا تھا۔ لہٰذا میں نے آنحضرت ﷺ کا بھید ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہاں اگر نبی کریم ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی فرمادیتے تو میں ان سے نکاح کرلیتا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان سے بہت قریب سمت قبلہ میں واقع تھا۔ دونوں مکان کے درمیان ایک تنگ راستہ تھا جس سے بمشکل ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ بسا اوقات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں اپنے مکان سے آہستہ آہستہ بات بھی کرلیا کرتی تھیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کا کچھ حصہ اس وقت روضہ پاک کی جالی کے اندر اور کچھ حصہ باہر واقع ہے، جہاں زائرین کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے ہیں۔

(وفاء الوفا 2:543/ خلاصۃ الوفا ص:279)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات مدینہ منورہ میں 45ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

واقعہ طلاق اور رجوع

آنحضرت ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی تھی۔ پھر دوسرے روز حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شفقت فرماتے ہوئے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نکاح ہی میں رکھئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تشریف لاکر عرض کیا کہ آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نکاح میں ہی رکھ لیں کیونکہ وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور راتوں کو بہت زیادہ نماز پڑھنے والی ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہوں گی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رجعت فرمائی یعنی ان کو اپنے نکاح میں رکھ لیا۔

عبادت

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز اور روزہ سے بہت شغف رکھتی تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نکاح میں پھر رکھ لیجئے کیونکہ وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور راتوں کو نماز پڑھنے والی ہیں۔ حضرت نافع کا بیان ہے:

ماتت حفصة حتى ما تفطر

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس حال میں وفات پائی کہ روزہ پر روزہ رکھتی جاتی تھیں۔

بیٹی کا سوال اور خلیفۂ وقت کا جواب

ایک دن زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں کچھ اچھے اور نرم ونازک کپڑے پہنا کیجئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹی! بیوی اپنے شوہر کے حال سے خوب واقف ہوتی ہے۔ سچ بتا کبھی تمہارے شوہر حضور ﷺ نے پرتکلف کپڑے پہنے؟ کبھی دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا تناول فرمایا؟

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں اور عرض کیا واقعی حضور ﷺ نے کبھی پرتکلف لباس نہیں پہنا اور کبھی پیٹ بھر کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ (نزہۃ المجالس باب فی القناعۃ ص:210 ج1)

وفات

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 45 ہجری میں وفات پائی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ وقائع کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وقد اجمع الجمهور انها توفيت في شعبان من هذا السنة عن ستين سنة وقيل انها توفيت ايام عثمان والاول أصح

اکثر مورخین ومحدثین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 60 سال کی عمر میں 45ھ میں وفات پائی اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی رحلت ہوئی لیکن اول قول زیادہ صحیح ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔

Marfat.com

دمشق کا قبرستان ''باب الصغیر'' جہاں ایک قول کے مطابق حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

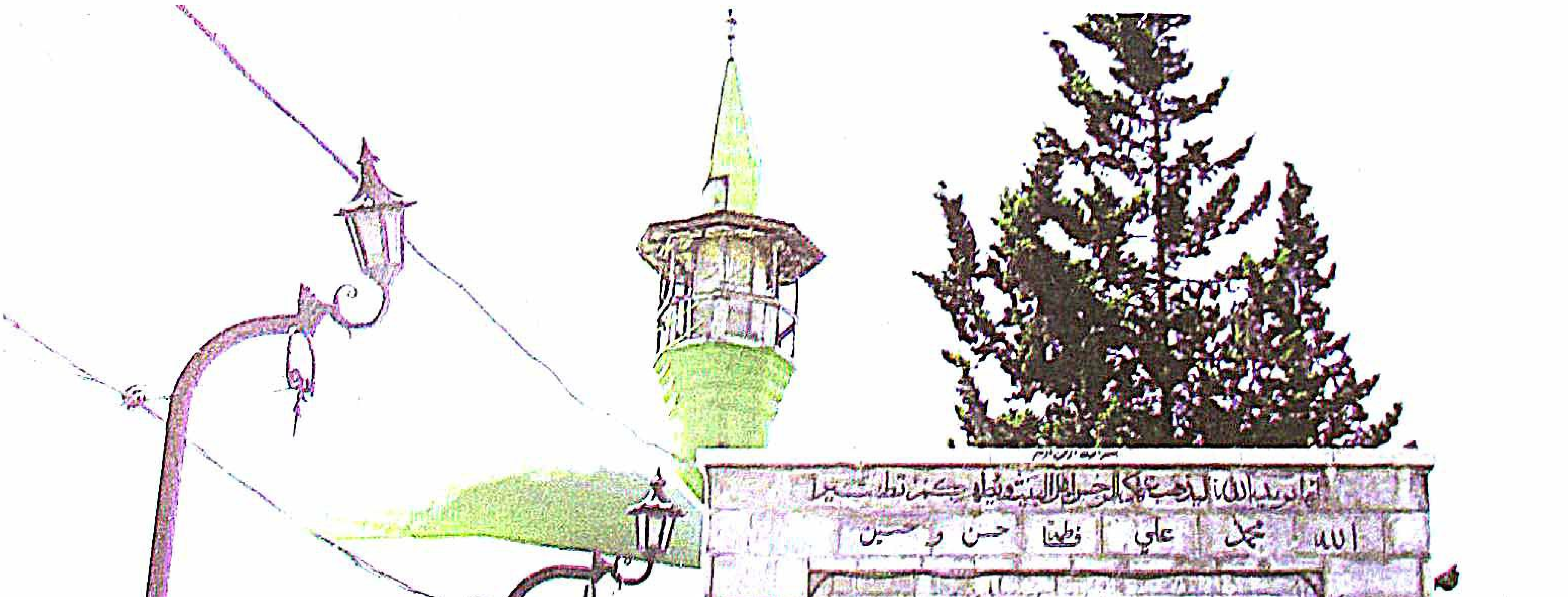

Marfat.com

باب الصغیر (دمشق) میں موجود حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے بارے میں مورخین کے 2 اقوال ملتے ہیں

1. حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
2. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں واقع ہے۔

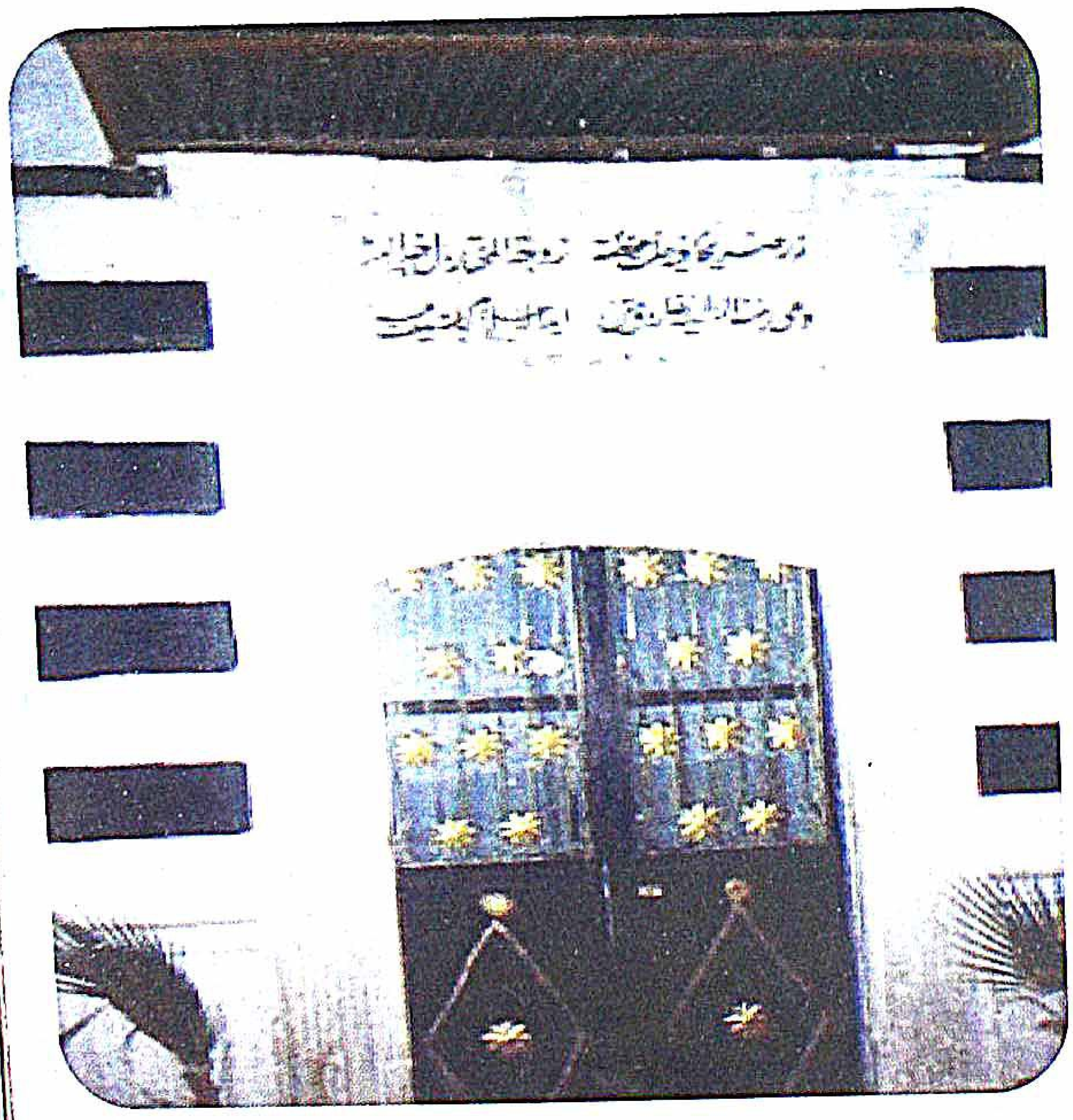

باب الصغیر دمشق میں موجود مزار حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار سے متصل قبرستان کا منظر

Marfat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کی مختلف تصاویر

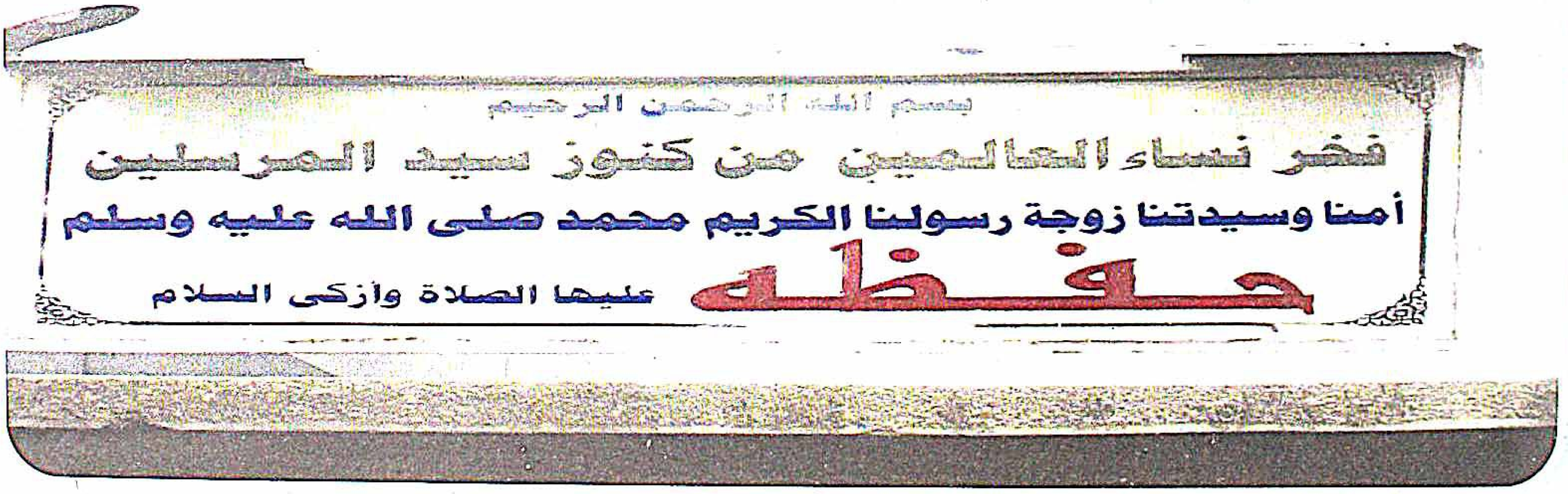

Marfat.com

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ نے خزیمہ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ یہ بڑی صدقات وخیرات والی تھیں اسلام سے پہلے ہی ان کو ام المساکین (مسکینوں کی ماں) کہا جاتا تھا کیونکہ مسکینوں کی خیر خبر بہت رکھتی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا، جب وہ احد میں شہید ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔ ان کے پہلے شوہر کے بارے میں بعض علماء کے اقوال بھی ہیں۔

چنانچہ ابن الکلبی فرماتے تھے کہ ان کے پہلے شوہر طفیل بن حارث تھے جب انہوں نے طلاق دے دی تو ان کے بھائی حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کرلیا جو بدر میں شہید ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا جو رمضان 3ھ میں ہوا۔

نکاح کے بعد آٹھ ماہ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں رہ کر ربیع الثانی 4 ہجری میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے نکاح میں صرف تین ماہ رہیں اس کے بعد وفات پائی۔

سیرت اور تاریخ لکھنے والوں میں سب ہی کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی ہوئی اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے آپ کی بیویوں میں سے ان ہی کی وفات ہوئی۔ (استیعاب واصابہ وغیرہ)

ام المساکین

یہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوہ تھیں 3 ہجری میں شوہر کے شہید ہو جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ بڑی نیک اور احسان پسند عورت تھیں۔ غریبوں سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ اسی لئے ام المساکین کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ سے عقد کے تین مہینے بعد دنیا سے چل بسیں۔

(وفاء الوفاء 459:3 / اسد الغابہ 129:6)

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں داخل ہوئی تھیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان سے مشرقی سمت میں واقع تھا۔ اس سے پتہ چلا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان باب جبرائیل سے نکلنے والے راستہ پر واقع تھا۔ اور اس کے مغرب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان متصل تھا۔

(کتاب المناسک ص:373)

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ ام المساکین کی کنیت سے مشہور تھیں۔ حضور سید عالم ﷺ کے نکاح میں آنے کے 3 ماہ بعد وصال فرما گئیں۔ انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ خود حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبہ ازواج النبی ﷺ میں دفن کیا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

یہ قبہ موجودہ حکومت نے گرادیا ہے۔ اسی طرح جنت البقیع کے بہت سے قبہ جات گرادیئے گئے ہیں۔

(زرقانی ص:229 / سیرۃ المصطفیٰ / مدارج النبوۃ ص:822 ج3)

جنت البقیع: جہاں ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

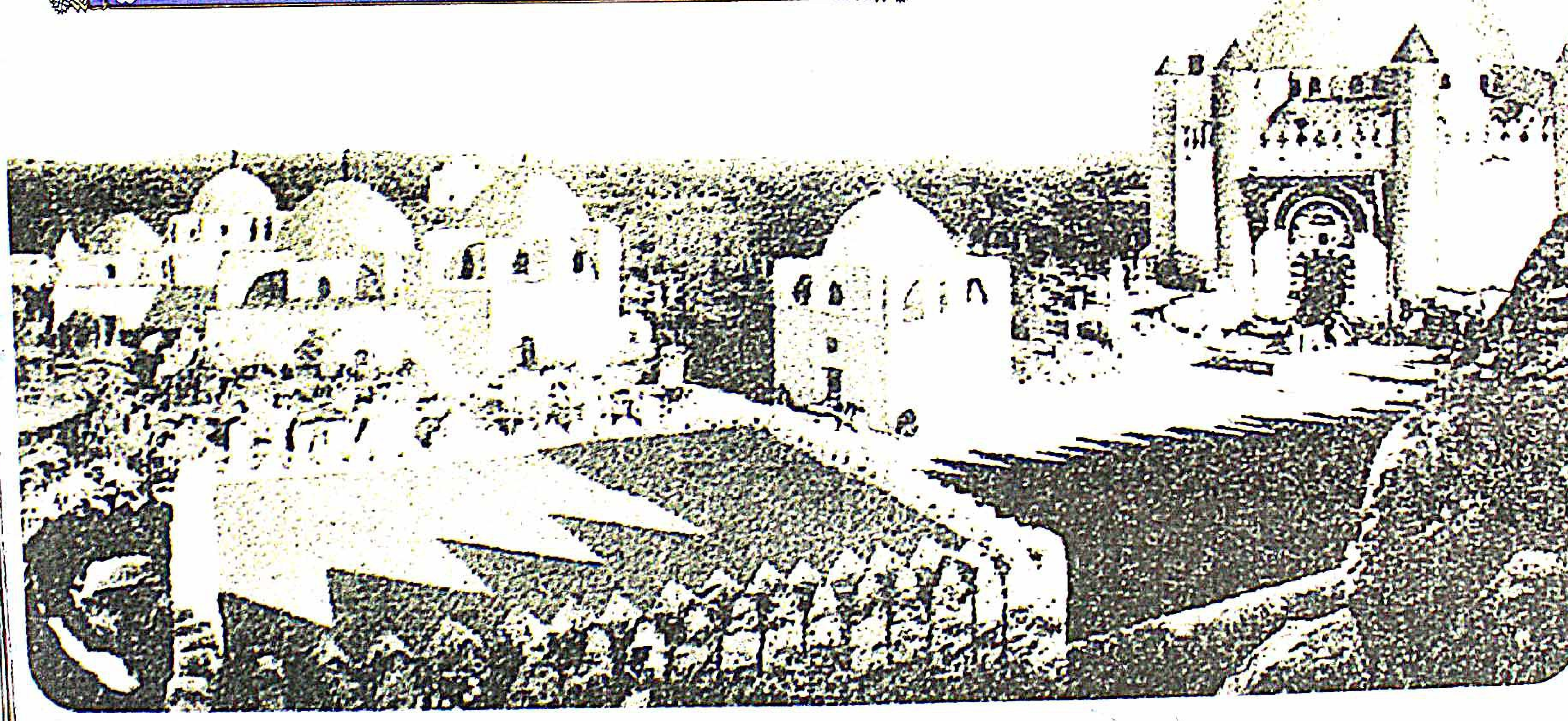

جنت البقیع میں موجود ترکی دور میں بنے ہوئے مزارات اور قبہ جن کو بیسوی صدی میں گرادیا گیا

Marfat.com

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور اسی گھر میں ان کو ٹھہرایا جس میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا رہا کرتی تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی کنیت ہے۔ نام ہند تھا۔ ان کے باپ ابوامیہ تھے، جن کی سخاوت کا عام شہرہ تھا۔ سفر میں اپنے ساتھیوں پر بہت خرچ کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا لقب زاد الراکب (مسافروں کے سفر کا سامان) پڑ گیا تھا۔ والدہ کا نام عاتکہ تھا جو قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔ (الاصابہ)

قبول اسلام اور نکاح اول

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ان مبارک ہستیوں میں ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کیا۔ ان کا پہلا نکاح چچازاد بھائی عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جو آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور پھوپھی زاد بھی۔ وہ اسلام قبول کرنے میں سابقین اولین میں سے تھے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ دس شخصوں کے بعد مسلمان ہوئے یعنی وہ گیارہویں مسلمان تھے۔ پہلے انہوں نے اپنی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سلمہ رضی اللہ عنہ رکھا، اسی کے نام سے باپ کی کنیت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ماں کی کنیت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مشہور ہوگئی۔ پھر حبشہ سے واپس آئے اور اس کے بعد دونوں نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی لیکن یہ ہجرت ایک ساتھ نہیں ہوئی۔ دونوں آگے پیچھے مدینہ منورہ پہنچے جس کا واقعہ بڑا دردناک ہے۔

ہجرت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہجرت کے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عورتوں نے کیسی کیسی مصیبتیں دین کے لئے برداشت کی ہیں اور کیسی تکلیفیں سہی ہیں۔ اس واقعہ کو وہ خود اس طرح ذکر فرماتی تھیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اونٹ پر کجاوہ کس کر مجھے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کو اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے رہے۔ جب قبیلہ بنومغیرہ کو ہمارے روانہ ہوجانے کی خبر ہوگئی جو میرے میکے والے تھے تو انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں خودمختار ہو مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے جسے تم شہر درشہر لئے پھرو۔ یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے آئے۔

جب اس واقعہ کی خبر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان بنو عبدالاسد کو ہوئی جو میرے سسرال والے تھے تو میرے میکے والوں سے جھگڑنے لگے اور کہا تم اپنی لڑکی کے مختار ہو ہمارے بچے سلمہ رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالہ کردو۔ جب تم نے اپنی لڑکی کو اس کے خاوند کے ساتھ نہ جانے دیا تو ہم اپنے بچے کو تمہارے پاس کیوں چھوڑیں، یہ کہہ کر وہ سلمہ رضی اللہ عنہ کو چھین کر لے گئے۔ اب میں، میرا شوہر اور بچہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تو مدینہ پہنچ گئے اور قبا میں جاکر قیام کرلیا اور میں اپنے میکے میں رہ گئی اور بچہ ددھیال میں پہنچ گیا۔ مجھے اس کا اس قدر صدمہ ہوا کہ روزانہ آبادی سے باہر جاتی اور شام تک رویا کرتی اسی طرح ایک سال گذر گیا۔ نہ خاوند کے پاس جاسکی نہ بچہ مل سکا۔ ایک روز میرے ایک چچازاد بھائی نے مجھ پر ترس کھا کر خاندان والوں سے کہا تم اس بے کس پر کیوں رحم نہیں کرتے۔ اسے کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اس کو بچہ اور خاوند سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ غرض کہ اس نے کہہ سن کر مجھے خاندان والوں سے اجازت لادی کہ تو اپنے خاوند کے پاس جاسکتی ہے۔ جب اس کی خبر بچے کی ددھیال والوں کو ہوئی تو انہوں نے بچہ بھی مجھے دے دیا۔ اب میں نے تنہا ہی سفر کا ارادہ کیا اور ایک اونٹ تیار کر کے بچہ ساتھ لیا اور تنہا سوار ہوکر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوگئی۔ تین چار میل چلی تھی کہ مقام تنعیم میں حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔

انہوں نے پوچھا تنہا کہاں جاتی ہو؟

میں نے کہا اپنے شوہر کے پاس مدینہ جارہی ہوں۔

دوبارہ سوال کیا کوئی ساتھ بھی ہے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور یہ بچہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے چل دیئے۔ خدا کی قسم میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ شریف آدمی عرب والوں میں سے کوئی نہیں دیکھا۔ جب منزل پر اترنا ہوتا تو وہ اونٹ بٹھا کر کسی درخت کی آڑ میں کھڑے ہوجاتے اور پھر اونٹ کو باندھ کر مجھ سے دور کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتے اور جب کوچ کرنے کا وقت آتا تو وہ اونٹ پر کجاوہ کس کر میرے پاس لاکر بٹھا دیتے اور خود وہاں سے ہٹ جاتے۔ جب میں سوار ہوجاتی تو اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل دیتے، اسی طرح وہ مجھے مدینہ منورہ تک لے گئے۔ جب ان کی نظر بنی عمرو بن عوف کی آبادی پر پڑی جو قبا میں تھی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارا شوہر یہیں ہے۔ اس کے بعد وہ سلام کر کے واپس ہوگئے۔

مدینہ منورہ میں سکونت

مدینہ پہنچ کر اپنے شوہر کے پاس رہنے لگیں اور وہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے کا نام عمرو اور ایک لڑکی کا نام درہ اور دوسری کا نام زینب رکھا۔ (بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک بار اپنے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے معلوم ہے کہ اگر کسی کے شوہر کو جنت نصیب ہو اور عورت اس کے بعد دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو بھی شوہر کے ساتھ جنت میں جگہ دیتا ہے۔ یہی صورت مرد کے لئے ہے تو آؤ ہم تم معاہدہ کرلیں، نہ تم ہمارے بعد نکاح کرو نہ ہم تمہارے بعد۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیا تم میری اطاعت کروگی؟

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سوائے آپ کی اطاعت کے مجھے کس بات میں خوشی ہوسکتی ہے؟

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں مرجاؤں تو میرے بعد تم نکاح کرلینا۔ پھر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: یا اللہ میرے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر جانشین عطا فرما۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوگا؟ اس کے کچھ دنوں بعد میرا نکاح حضور اکرم ﷺ سے ہوگیا جو ساری کائنات سے بہتر ہیں۔ (طبقات ص:61، ج8)

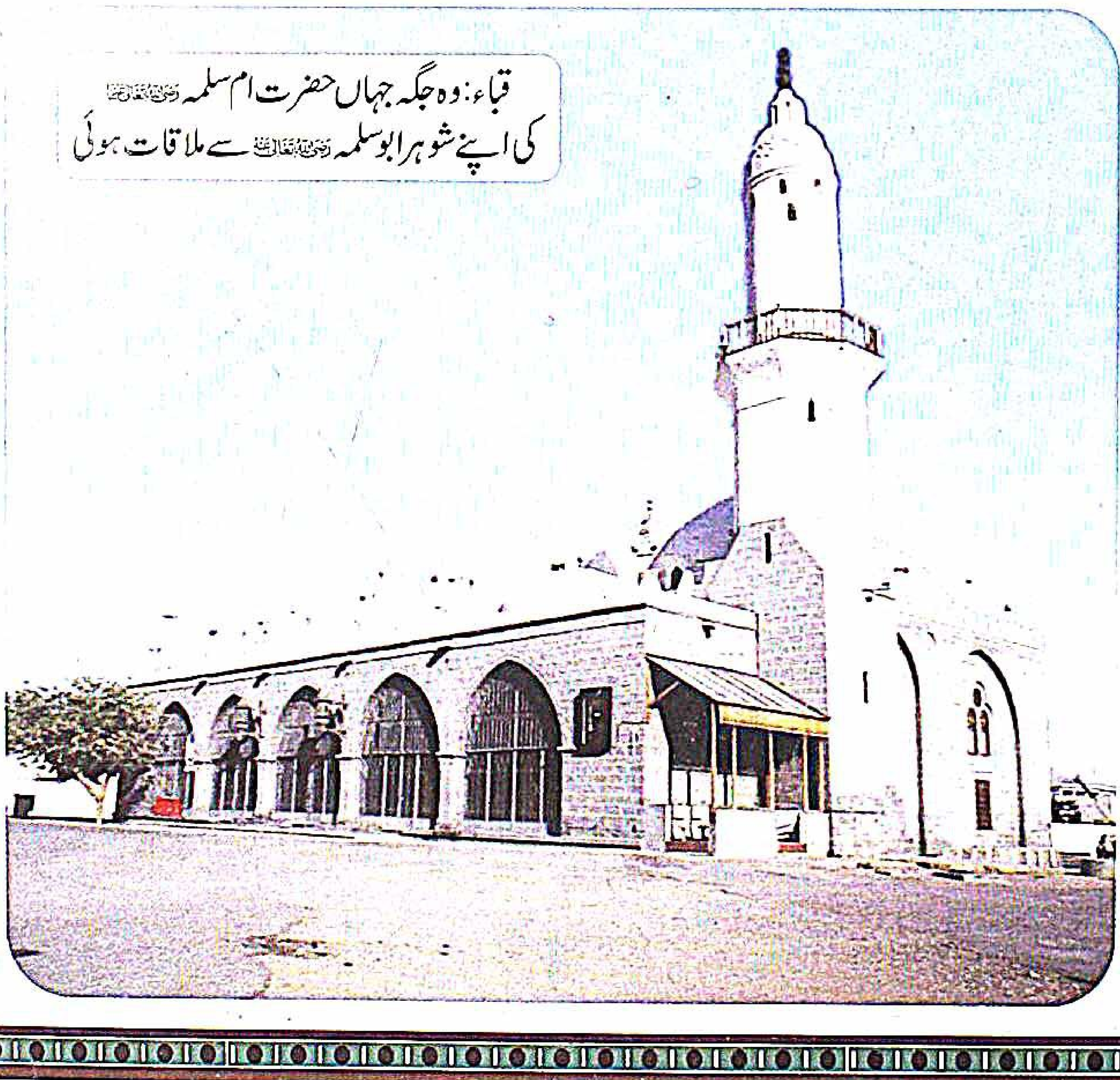

قباء: وہ جگہ جہاں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اپنے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی

Marfat.com

مصیبت پر صبر کرنے کا انعام

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا خود روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اللہ کے فرمان کے مطابق یہ پڑھے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا

ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے ثواب دے اور اس سے بہتر اس کا بدل عنایت فرما۔

تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس کی (گئی ہوئی چیز) سے بہتر عنایت فرمائیں گے۔جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو (مجھے یہ حدیث یاد آئی اور) دل میں کہا (کہ اس دعا کو کیا پڑھوں؟) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوگا؟ وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے اپنے گھر سے ہجرت کی، پھر بالآخر میں نے یہ دعا پڑھ لی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آنے کا شرف عنایت فرمادیا۔(مسلم شریف)

حرم نبوت ﷺ میں آنا

جب سید دو عالم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے عذر کردیا اور عرض کیا میرے بچے بھی ہیں (جن کی پرورش کا خیال کرنا ہے) اور مجھ سے نکاح کرنے سے کچھ فائدہ بھی نہیں ہے کیوں کہ عمر زیادہ ہوگئی ہے۔مجھ سے اب اولاد بھی پیدا نہ ہوگی اور مزاج میں غیرت بھی بہت ہے (جس کی وجہ سے دوسری سوکنوں کے ساتھ رہنا مشکل ہے) اور میرا یہاں کوئی ولی بھی نہیں ہے اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر کی بات تو یہ ہے کہ میری عمر تم سے زیادہ ہے اور بچوں کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش میں تمہیں کوئی دشواری نہ ہوگی۔میں بھی ان کا خیال کروں گا اور اللہ سے دعا کروں گا۔تمہاری غیرت والی بات بھی جاتی رہے گی اور تمہارا کوئی ولی میرے ساتھ رشتہ ہوجانے کو ناپسند نہیں کریگا۔چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں اور آنحضرت ﷺ سے نکاح ہوگیا۔یہ نکاح شوال میں ہوا۔نکاح ہوجانے کے بعد آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اسی حجرہ میں لے آئے جس میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا رہا کرتی تھیں۔انہوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جو رکھے ہیں اور ایک چکی اور ہانڈی بھی موجود ہے۔لہٰذا انہوں نے خود جو پیسے اور چکنائی ڈال کر مالیدہ بنایا اور پہلے ہی دن آنحضرت ﷺ کو مالیدہ کھلایا جسے خود ہی بنایا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کی پرورش

حضور اقدس ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کی بہ نفس نفیس پرورش فرمائی اور ان کی تعلیم وتربیت کا خاص لحاظ رکھا۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا۔ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانے کو بیٹھا تو پیالے میں ہر طرف ہاتھ ڈالنے لگا۔آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے کھاؤ۔

دانشمندی اور سمجھداری

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی دانشمند اور سمجھدار تھیں۔الاصابہ میں لکھا ہے:

وكانت ام سلمة موصونة بالجمال البارع والعقل البالغ والرائ الصائب

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ حسین تھیں۔عقلمند اور صحیح رائے رکھنے والوں میں ان کا شمار تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مکان

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح فرمایا اور انہی کے مکان میں داخل فرمایا۔

(المعارف ص:136،وفاء الوفا:459:2،اسد الغابہ 289:6)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب مکان میں آئیں تو آنگن کی دیواریں کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھیں۔ایک دفعہ آنحضور ﷺ کسی غزوہ میں گئے ہوئے تھے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کچی اینٹیں لگوالیں، آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو ناگواری کا اظہار فرمایا اور کہا: مال مسلم کا بدترین مصرف تعمیر ہے۔(الترغیب والترہیب 22:3)

ازواج مطہرات میں سب سے آخر 59 ہجری میں آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں وحی کا نزول

یزید بن قسیط کی روایت ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کا پروانہ بذریعہ وحی وقت سحر رسول ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آرام فرمارہے تھے۔(حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ایک خطا سرزد ہوگئی تھی جس کی توبہ میں انہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ لیا تھا)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سحر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ اللہ آپ کے دانتوں کو یوں ہی ہنساتا رہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔

اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیوں نہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو خوش خبری سنادوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ تیرا جی چاہے تو سنادے۔

راوی کا بیان ہے: ابھی پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازے پر کھڑے ہوکر فرمایا: اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ! خوش ہوجاؤ، اللہ کے یہاں تیری توبہ قبول ہوگئی۔لوگ یہ سن کر دوڑ پڑے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھول دیا جائے۔حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مبارک ہاتھ سے مجھے کھولیں گے۔آپ ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے نکلے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا۔(سیرت ابن ہشام 273:3)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مکان مسجد نبوی ﷺ اور (ریاض الجنۃ) جنت کی کیاری سے قریب تھا۔

وفات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے 59ھ میں وفات پائی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس وقت ان کی عمر شریف 84 سال کی تھی۔یہ واقدی کا قول ہے، لیکن دیگر حضرات نے ان کی وفات 61ھ یا 62ھ میں بتائی ہے۔ازواج میں سب سے آخر میں ان ہی کی وفات ہوئی۔رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے بارے میں دو اقوال ملتے ہیں:

1. آپ رضی اللہ عنہا جنت البقیع میں دفن ہیں۔
2. آپ رضی اللہ عنہا کا مزار دمشق کے قبرستان "باب الصغیر" میں واقع ہے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کا مزار

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے باہر بورڈ پر تحریر تھا:

''ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ سیدنا رسول اللہ ﷺ''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہا اپنی کنیت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہوئیں۔ آپ کے خاوند حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ جنگ احد کے موقع پر زخمی ہوئے اور چار ہجری میں فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ابوامیہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایمان لانے والی اولین مسلمانوں میں سے تھیں۔ ان سے قبل صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور چند دوسرے اصحاب ایمان لائے تھے۔

اس وجہ سے قریش نے ان پر بے حد تشدد کیا تاکہ وہ اسلام کا دامن چھوڑ دیں لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے دین پر قائم رہیں۔

جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی زوجیت میں آئیں اس وقت ان کی عمر 29 سال تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا 84 سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ ان دونوں مزاروں کی حالت بہتر ہے یہاں صفائی کا انتظام بھی اچھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک سطح زمین سے اونچی ہے اوپر مختلف رنگوں کے پتھر لگے ہوئے ہیں۔ باہر دروازے پر سنگ مرمر کی ایک تختی لگی ہوئی ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے

''اہل بیت رسول اللہ ﷺ''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا اندرونی منظر

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا اندرونی دروازہ اور قبر کا منظر

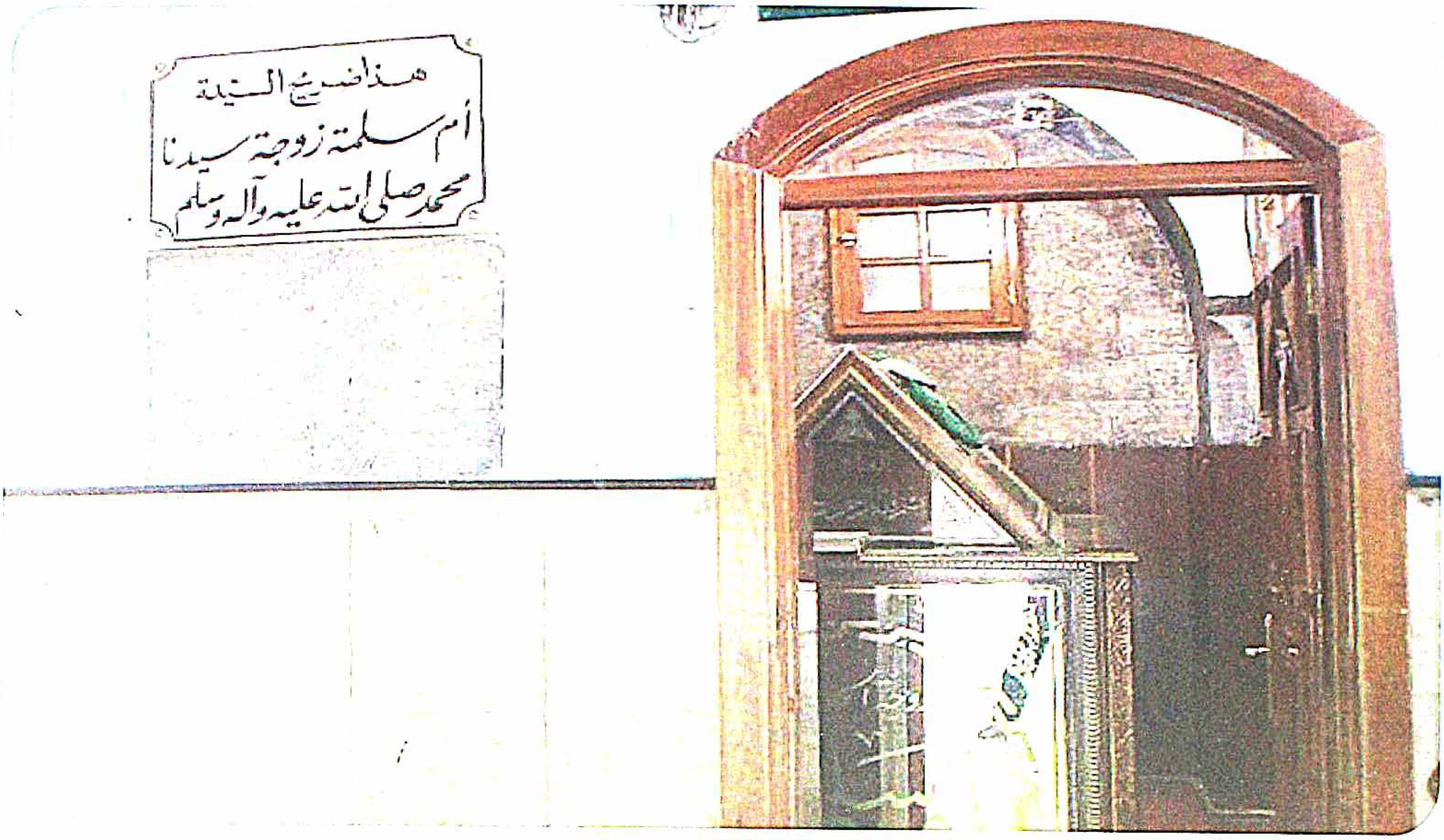

باب الصغیر میں موجود ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی دو مختلف تصاویر

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی دیگر تصاویر

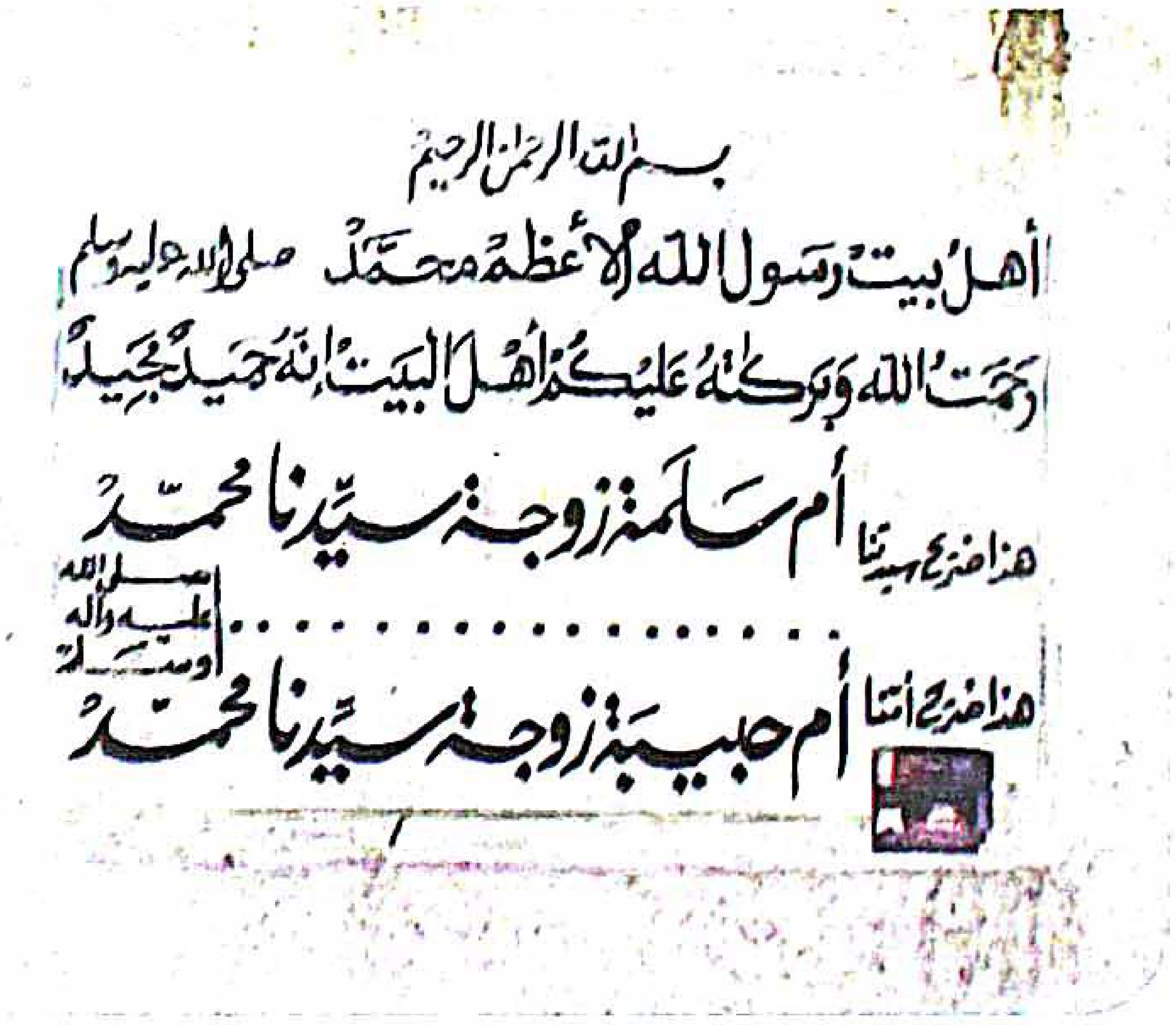

Marfat.com

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ تھا جو آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوجائے مگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بھائی نے صاف انکار کردیا کہ عرب کے رواج کے مطابق آزاد کردہ غلاموں سے نکاح عیب سمجھا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

کسی ایماندار مرد اور عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس امر میں اللہ اور اس کے رسول فیصلہ دے دیں تو اس پر راضی نہ ہوں۔

چنانچہ اس حکم کے نازل ہونے پر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بھائی راضی ہوگئے اور حضور اکرم ﷺ کی مرضی سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے متبنّیٰ بھی تھے۔ یہ نکاح نبھ نہ سکا اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔ جب طلاق کی عدت پوری ہوچکی تو حضور اکرم ﷺ نے اس خیال سے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میرے ہی کہنے پر آزاد کردہ غلام سے نکاح کرلیا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دل جوئی کی خاطر ان سے خود نکاح کرنا چاہا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حرمِ نبوت ﷺ میں آنا

چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتی جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم نہ ہو۔ پھر مسجد کا رخ کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور دعا کی:

الٰہی! تیرے رسول مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اگر میں اس قابل ہوں تو میرا نکاح ان سے کردے۔

ادھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی بھیجی:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی۔ (پ21 احزاب 37)

حضور ﷺ نے اس آیت کی خوشخبری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشی سے سجدے میں گر گئیں اور دوسری بیویوں کے مقابلے میں فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے عزیزوں نے آنحضرت ﷺ سے کیا اور میرا نکاح اللہ تبارک وتعالیٰ نے کردیا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کی دوسری بیویوں سے بطور فخر فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے والدوں نے اور دوسرے اولیاء نے کئے اور میرا نکاح عرش والے نے کیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح خود کردیا اس لئے دنیا میں دوسرے نکاحوں کی طرح آپ ﷺ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں بلکہ آیت کا نازل ہونا ہی نکاح تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بغیر اجازت ہی مکان میں چلے گئے۔

ولیمہ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت ﷺ کا نکاح ذیقعدہ 5ھ میں ہوا۔ بعض نے 3ھ بھی لکھا ہے مگر صحیح 5ھ ہی ہے۔ نکاح کے بعد جب رات گذر گئی اور آنحضرت ﷺ نے اپنی نئی بیوی سے ملاقات فرمالی تو صبح کو جب دن چڑھ گیا آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کی دعوت کی۔ ایک بکری ذبح فرما کر ولیمہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ایسا ولیمہ آپ ﷺ نے اور کسی بیوی کا نہیں کیا۔

عبادت کا شوق

حدیث: آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو ایک رسی کو دیکھا جو دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ رسی کیا ہے؟

عرض کیا گیا: یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسی ہے جب وہ تھک جاتی ہیں تو خود کو اس سے باندھ لیتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! اس کو کھول دو، تم میں سے ہر ایک اپنی نشاط کے مطابق نماز ادا کرے جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

صدقہ وخیرات کی کثرت

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی سخی تھیں محنت مزدوری کرتی تھیں اور سارا مسکینوں پر صدقہ کردیتی تھیں۔ محنت کی وجہ سے بہت سے مسکینوں کا کام چلتا تھا جس کی وجہ سے ان کا لقب ماْویٰ المُمساکین پڑ گیا تھا۔ جس کا ترجمہ ہے مسکینوں کا ٹھکانہ۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی سخی اور بڑی محنتی تھیں۔ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں جو حاصل ہوتا وہ صدقہ کردیتیں۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ مجھ سے سب سے پہلے مرنے کے بعد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ یہ ارشاد سن کر ازواج مطہرات نے ظاہری لمبائی سمجھی اور لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کردیئے۔ دیکھا تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ اور جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال سب سے پہلے ہوا تو پھر سمجھیں کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ وخیرات کی کثرت تھی۔ (مدارج النبوت ص279)

جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

لَقَدْ ذَهَبَتْ حَمِيْدَةٌ مُتَعَبِّدَةٌ مُفْزِعُ الْيَتَامٰى وَالْاَرَامِلِ

تعریف کے لائق اور عبادت گذار ہوکر دنیا سے اس حال میں چلی گئیں کہ یتیموں اور بیواؤں کو گھبراہٹ میں ڈال گئیں۔ (کیونکہ اب وہ سوچیں گے کہ اب ہم پر کون خرچ کرے گا)

حج بیت اللہ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا۔ اس کے بعد کبھی حج کو نہ گئیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا تھا کہ اس حج کو کرلو پھر گھر میں بیٹھنا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نے اس کے بعد حج نہ کیا اور یہ فرمایا

وَاللّٰهِ لَاتُحَرِّكُنَا بَعْدَهٗ دَابَّةٌ

اللہ کی قسم اب تو آپکے بعد کسی جانور پر سوار تک نہ ہوں گے۔

ہاں دیگر امہات المومنین حج کو جاتی تھیں۔ غالبًا انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا یہ مطلب سمجھا کہ خوامخواہ بلاوجہ گھر سے نکلنے کو منع فرمایا ہے، اس میں حج کو جانے کی ممانعت داخل نہیں اور اگر حج سے روکا بھی ہے تو شرعی طور پر نہیں بلکہ شفقت کی وجہ سے روکا ہے لہٰذا طاقت ہوتے ہوئے حج کرنا مناسب جانا۔

وفات

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 20ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات کے وقت جو نو بیویاں چھوڑی تھیں ان میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی وفات ہوئی۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کے متعلق اپنی زندگی میں خبر بھی دے دی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوسری امہات المومنین نے غسل اور کفن دیا۔ ان کے لئے مسہری بنائی گئی جس میں جنازہ رکھ کر قبرستان لے جایا گیا وہ مسہری حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بنائی تھی جسے وہ حبشہ میں دیکھ کر آئی تھیں۔ مسہری میں جنازہ رکھ کر اوپر سے کپڑا ڈھک دیا گیا تو بالکل پردہ ہوگیا۔ اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت پسند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے منادی کرادی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں صرف وہی لوگ آئیں جو ان کے محرم ہیں، لیکن جب مسہری بن گئی اور پردہ کا انتظام ہوگیا تو دوبارہ منادی کرائی کہ سب مومنین اپنی ماں کے جنازہ میں شریک ہوں۔

البدایہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کے وقت قبر کے کنارے بیٹھے رہے اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے رہے۔ یہ سب تفصیل کنز العمال میں لکھی ہے۔ البدایہ میں لکھا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

رضی اللہ عنہا وارضاھا

Marfat.com

جنت البقیع جہاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

جنت البقیع میں موجود قبور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

عقیل ابن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے پانچ میٹر کے فاصلے پر جنوب میں ایک چبوترے پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی درج ذیل قبریں ہیں:

1. سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2. سیدہ سودہ بنت زمعہ العامریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3. سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
4. سیدہ زینب بنت خزیمہ الھلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
5. سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ مخزومیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
6. سیدہ جویریہ بنت الحارث المصطلقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
7. سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا
8. سیدہ صفیہ الاسرائیلیہ بنت حیی ابن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ میمونہ بنت الحارث الھلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں دفن نہیں ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ معظّمہ میں دفن ہوئیں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ معظّمہ سے چھ میل دور سرف میں دفن ہوئیں۔

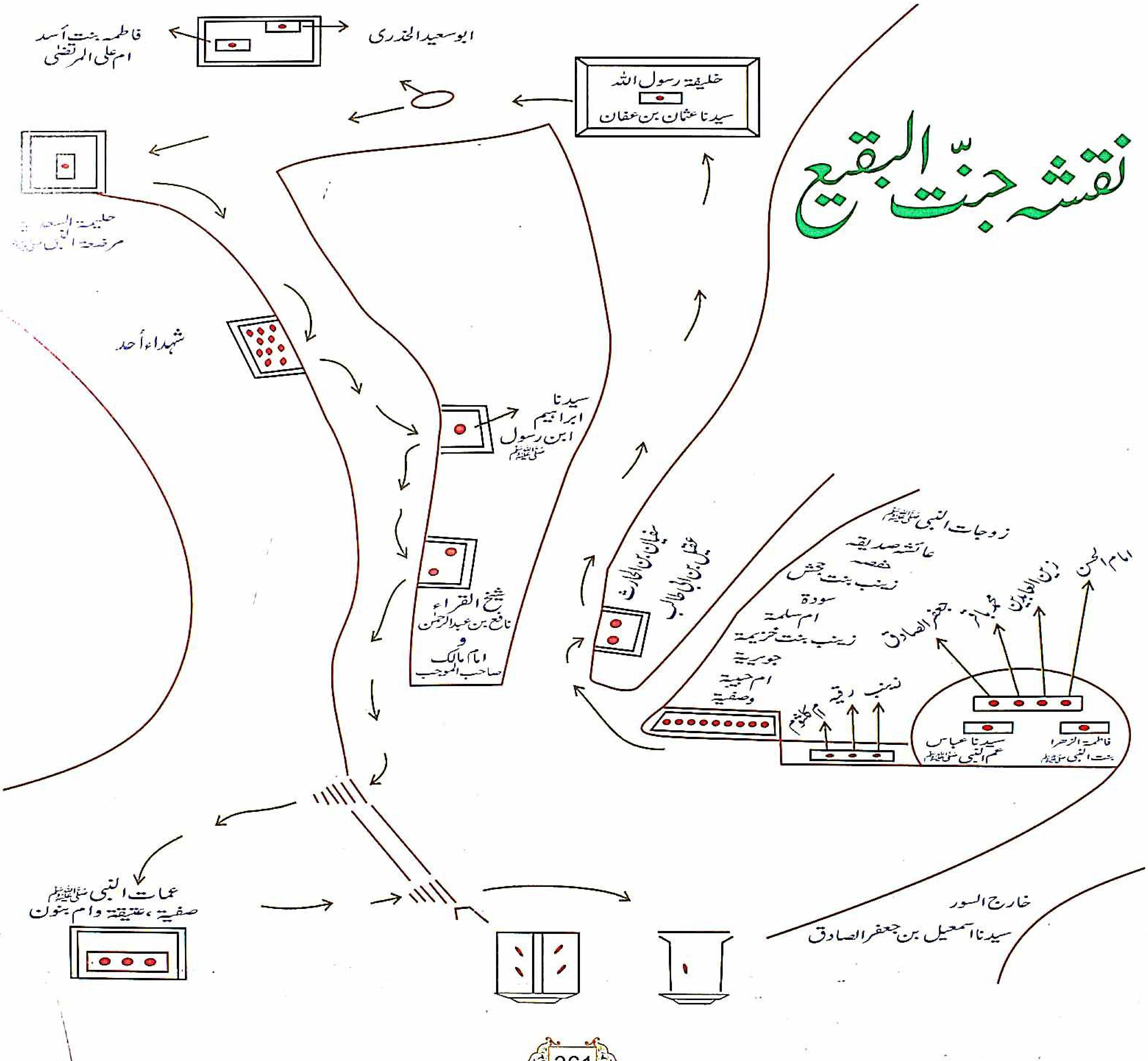

Marfat.com

جنت البقیع میں مدفون صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کا تفصیلی نقشہ

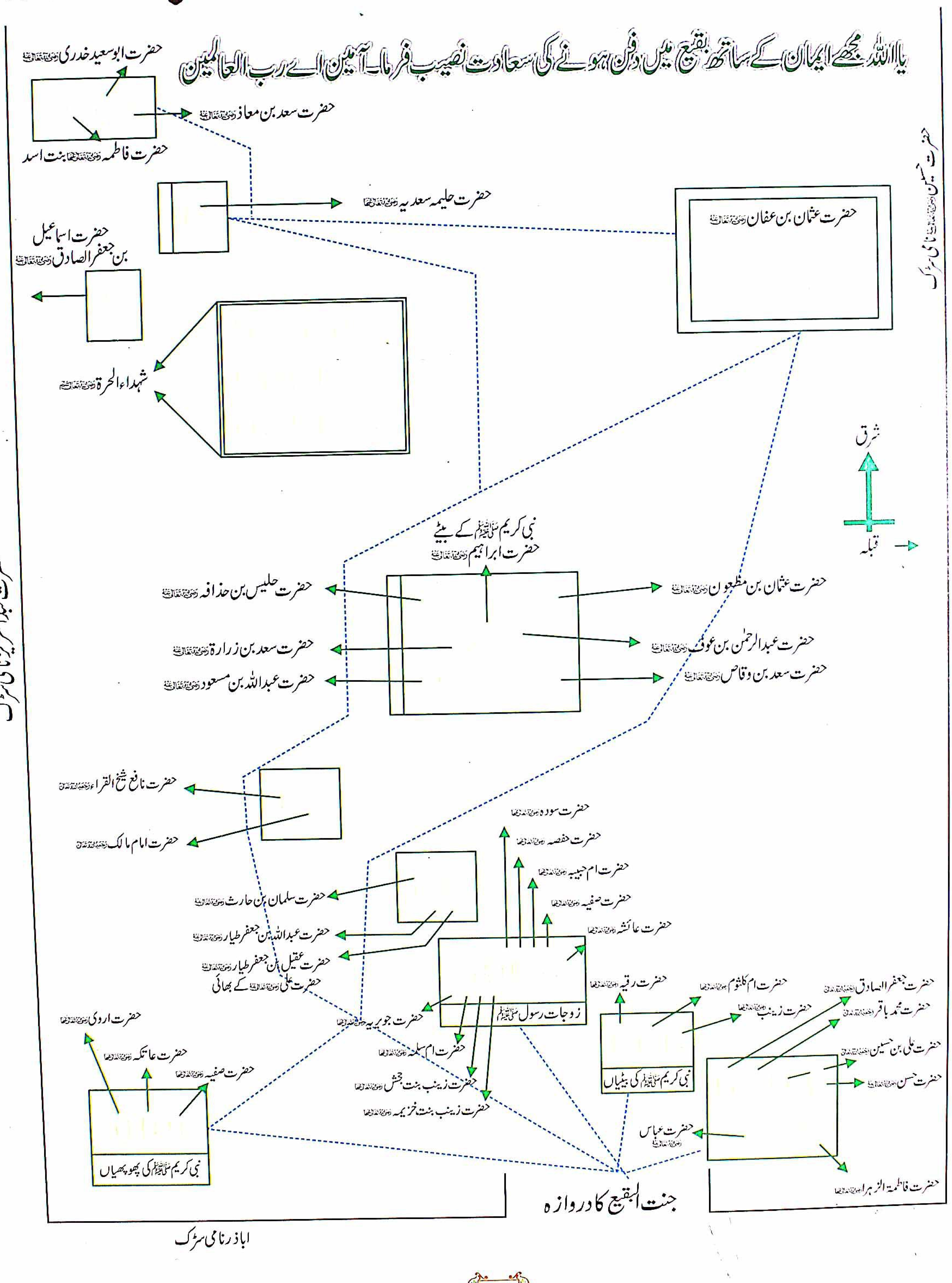

Marfat.com

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بنی مصطلق سے جہاد میں مسلمانوں کی فتح

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کے والد کا نام حارث تھا۔ غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر قید ہوکر آئی تھیں جس کی پوری تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنی المصطلق کے لوگ مجھ سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں جن کا قائد حارث بن ابی ضرار ہے۔ (یہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے بعد میں مسلمان ہوئے) لہٰذا آنحضرت ﷺ سات سو صحابہ کو لے کر اپنے پیچھے مدینہ منورہ کا انتظام حضرت ابوذر غفاری یا نمیلہ بن عبد اللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے بنو المصطلق سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوگئے۔ یہ شعبان 5ھ یا 6ھ کا واقعہ ہے۔ چلتے چلتے بنو المصطلق سے ایک تالاب کے کنارے مڈبھیڑ ہوگئی جسے مریسیع کہتے تھے۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۃ المریسیع بھی کہتے ہیں۔ حملہ کرنے سے پہلے آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ دشمنوں سے پکار کر کہہ دو:

قُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَمْنَعُوا بِهَا اَنْفُسَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ

لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو، ایسا کرنے سے تمہارے جان و مال محفوظ ہوجائیں گے۔

لیکن دشمنوں نے مبارک کلمہ کے پڑھنے اور ماننے سے انکار کردیا اور تیر پھینکنے شروع کردیئے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب صحابہؓ نے بیک وقت ان پر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں بنو المصطلق نے شکست کھائی اور بنو المصطلق کے 10 آدمی مارے گئے جن میں سے دو آدمیوں کو سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور ایک صحابی حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا مسلمانوں کی قید میں آنا

غزوہ بنی مصطلق میں کثرت سے قیدی مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ ان ہی قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر آقا راضی ہو تو قیدی مطلوبہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کرسکتا ہے۔ اس طریقہ کو اصطلاح فقہاء میں مکاتبت کہتے ہیں۔ اس اصول کے مطابق حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی، وہ راضی ہوگئے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا حرم نبوت ﷺ میں آنا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: حضور میں قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی ہوں۔ اپنے آپ کو آزاد کرانا چاہتی ہوں میری مدد فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ منظور نہیں کہ میں یہ رقم خود ادا کر کے تم سے نکاح کرلوں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے اس امر کو بخوشی قبول کرلیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس امر کو بخوشی قبول کرلیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو بلوایا، ان کو رقم ادا کی اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آزادی دلا کر ان سے نکاح فرمالیا اور وہ ام المومنین بن گئیں۔ اس رشتہ کا چرچا ہوا تو لوگوں نے قبیلہ بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو اس وجہ سے آزاد کردیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس قبیلہ سے رشتہ قائم کرلیا ہے۔ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اس تقریب میں بنو مصطلق کے سو خاندان آزادی کی دولت سے بہرہ ور ہوئے۔ (اسد الغابہ ص420، ج5)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما رایت امراۃ اعظم برکۃ علی قومها

میں نے جویریہ سے بڑھ کر کسی عورت کو اپنے قبیلہ کے لئے باعثِ رحمت نہیں پایا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ ان کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو خاندان آزادی کی نعمت عظمیٰ سے بہرور ہوئے۔ ان کے حرم نبوی میں داخل ہوتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرابت نبوی کا پاس رکھتے ہوئے تمام اسیران جنگ رہا کردیئے۔

سید عالم ﷺ کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے انکار

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرا کے ان سے اپنا نکاح فرمالیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میری بیٹی بڑی معزز ہے جسے قیدی بنا کر رکھنا گوارا نہیں ہے، لہٰذا آپ اسے چھوڑ دیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اختیار دے دوں کہ جی چاہے تو چلی جائے اور چاہے تو میرے پاس رہے تو اس کو تم اچھا سمجھتے ہو؟

حارث رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! بہت مناسب ہے۔

اس کے بعد حارث اپنی بیٹی کے پاس آئے اور پورا واقعہ نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو چلی جائے، لہٰذا میرے ساتھ چل!

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا:

اِخْتَرْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں، تمہارے ساتھ نہ جاؤں گی۔ (مسلم شریف 12)

تبدیلی نام

حضرت سید عالم ﷺ نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، آپ ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا۔ برہ کا معنیٰ ہے نیک عورت۔ جب اس نام کی عورت سے اس کا نام دریافت کیا جائے تو بتائے گی کہ میں برہ یعنی نیک ہوں اس سے اپنی تعریف ہوتی ہے۔ اس لئے یہ نام ناپسند فرمایا۔

چار کلموں کی فضیلت

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ سید عالم ﷺ نماز فجر کے بعد (ان کے پاس تشریف لائے پھر فوراً ہی) باہر تشریف لے گئے اور ان کو مصلے پر ذکر کرتا ہوا چھوڑ گئے۔ پھر بہت دیر کے بعد تشریف لائے جب کہ چاشت کا وقت ہو چکا تھا۔ آکر دیکھا کہ وہ اب بھی مصلے پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم اس وقت سے اسی طرح یہیں بیٹھی ہو جب سے میں باہر گیا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہہ لیے ہیں جن کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ تم نے آج جس قدر ذکر کیا ہے اگر ان کے ساتھ رکھ کر تولا جائے تو وہ چاروں کلمات ہی بڑھ جائیں گے، وہ چاروں کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (مشکوۃ شریف، بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

اللہ پاک ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں جس قدر اس کی مخلوق ہے اور جس سے وہ راضی ہوجائے اور جتنا اس کے عرش کا وزن ہو اور جس قدر اس کی تعریف کہنے کے لئے بے انتہا کلمات کی روشنائی ہو۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا مکان

متقدمین کی عبارتوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے محل وقوع کا صحیح تعین نہ ہو سکا۔ غالباً ان کا مکان مسجد سے شمال مشرق سمت میں دکۃ الاغوات سے قریب تھا۔ (''دکۃ'' بمعنی چبوترہ، ''اغوات'' یہ ترکی لفظ آغا کی جمع ہے جس کے معنی ہیں سردار، بزرگ۔ لیکن اس کا اطلاق قصر شاہی کے خدمت گاروں پر بھی ہوتا ہے۔ اور یہاں مراد حجرہ شریفہ اور مسجد نبوی کی خدمت وحفاظت کرنے والوں کی جماعت ہے۔ سب سے پہلے اس خدمت کے لئے شہید نور الدین زنگی متوفی (569ھ مطابق 1174ء) نے بارہ آدمیوں کی ایک ٹیم ترتیب دی جن کے لئے حافظ قرآن ہونا شرط قرار دیا۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی نے مزید بارہ آدمیوں کا اضافہ کر کے چوبیس آدمیوں کو مقرر کیا۔ بعد کے امراء وسلاطین وقتاً فوقتاً اس تعداد میں اضافہ کرتے رہے، کسی زمانہ میں ان کی تعداد سو سے متجاوز ہوگئی تھی۔ ان کے لئے مخصوص اوقاف ہوا کرتے تھے۔ (الرحلۃ الحجازیہ ص: 242)

وفات

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے 50 ہجری میں وفات پائی۔ واقدی نے 56 ہجری میں ان کی وفات بتائی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مروان بن الحکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاها

Marfat.com

جنت البقیع: جہاں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

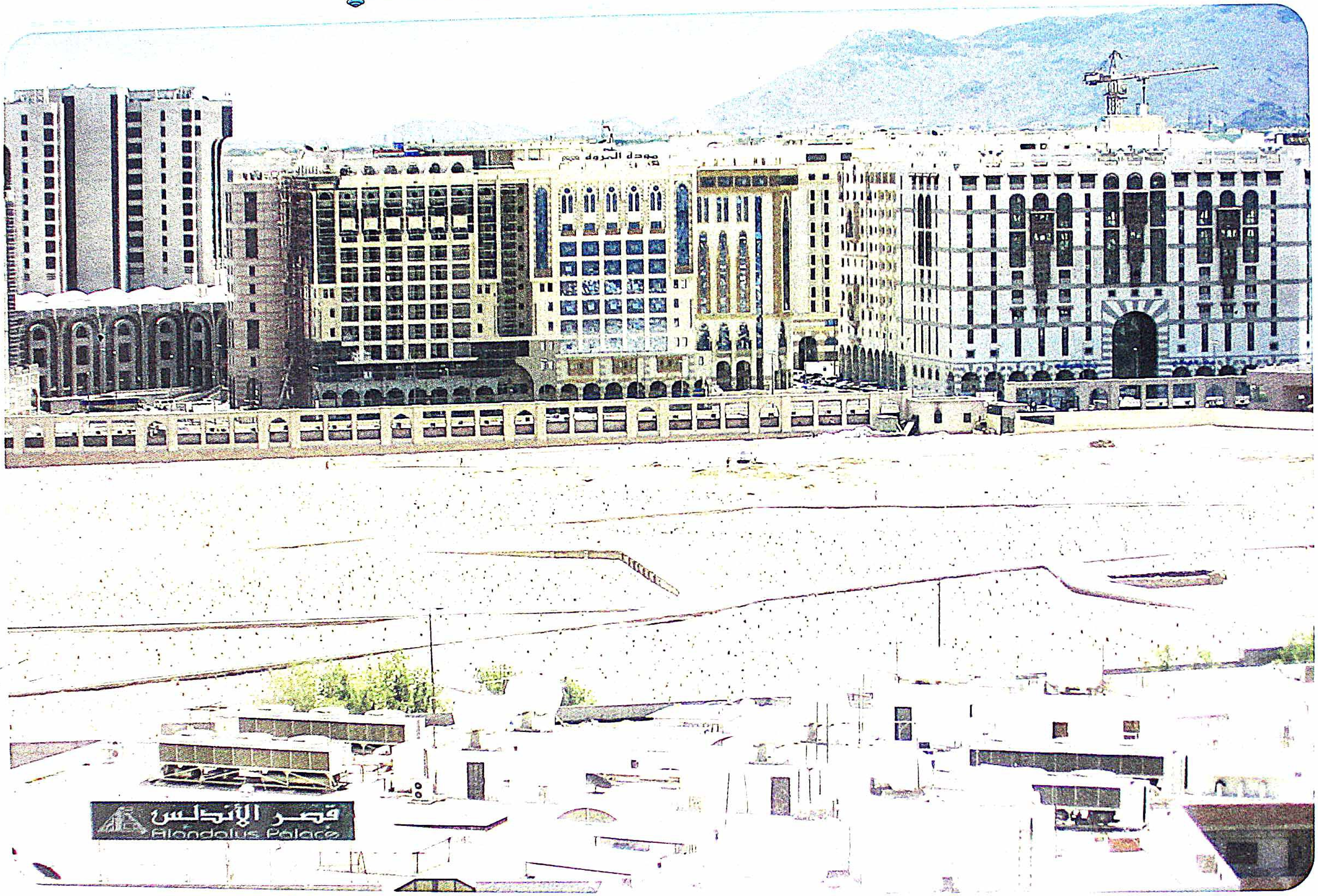

جنت البقیع کا خوبصورت منظر جس میں قبروں کے اطراف میں زائرین کے لئے جابجا راستے بنے ہوئے ہیں

Marfat.com

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ بنت ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ ان کے والد حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی ابوسفیان ہیں جو برسوں آنحضرت ﷺ کے مقابلے میں لڑتے رہے۔ بعد میں مسلمان ہوئے ان کا نام صخر تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امیر معاویہ کے لقب سے مشہور ہیں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے۔

ہجرت حبشہ اور نکاح اوّل

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام رملہ تھا۔ بعض نے ہند بھی بتایا ہے۔ ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ دنوں میاں بیوی نے ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کیا اور مشرکین مکہ سے تنگ آ کر دیگر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا۔ اس لڑکی کے نام سے ان کی کنیت ام حبیبہ مشہور ہوگئی۔ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے نصرانی مذہب قبول کرلیا اور اسلام چھوڑ دیا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اس نے اسلام چھوڑنے کو کہا لیکن اللہ جل شانہٗ نے ان کو اسلام پر جمائے رکھا اور انہوں نے نصرانیت قبول کرنے سے انکار کردیا۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ میں نے اپنے شوہر کو خواب میں بری شکل میں دیکھا جس سے میں گھبرا گئی۔ جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ نصرانی ہوگیا ہے۔ پھر سمجھ میں آیا کہ خواب میں اس کی بری شکل اسی وجہ سے دکھائی گئی ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا خواب اس سے بیان کیا اور اسلام قبول کرنے کو کہا، اس نے کچھ خیال نہ کیا اور خوب شراب پینے لگا حتیٰ کہ کافر ہی مرا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حرم نبوت میں آنا

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی شخص یا ام المومنین کہہ رہا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں چونک گئی پھر بعد میں اس کی تعبیر ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی خاص خدمتگار ابرہ نامی باندی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ بادشاہ نے یہ کہلوایا ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ تمہارا نکاح آنحضرت ﷺ سے کردوں۔ یہ سنتے ہی میں نے اس باندی کو دعا دی۔ بَشَّرَکِ اللّٰہُ بِالْخَیْرِ۔ اللہ تجھے (بھی) خیر کی خوشخبری سنائے۔

اس کے بعد اس باندی نے کہا تم اپنا وکیل مقرر کردو جو تمہارا نکاح کرسکے۔ لہٰذا میں نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وکیل بنا دیا جو ددھیال کی طرف سے رشتہ دار تھے۔ اور ہجرت کر کے حبشہ پہنچے ہوئے تھے اور خوشی میں پیغام لانے والی باندی کو اپنے دونوں کنگن اور انگوٹھیاں دے دیں، یہ سب چیزیں چاندی کی تھی۔ (ہٰذا کلہ من الاصابہ والاستیعاب)

جب رات کا وقت ہوا تو نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ان تمام مسلمانوں کو بلایا جو حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اور اس وقت وہاں مقیم تھے، جب سب آنے والے آگئے تو نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْمُؤْمِنِ الْعَزِیْزِ الْجَبَّارِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّہُ الَّذِیْ بَشَّرَبِہٖ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ

اس کے بعد یوں کہا: امابعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمائش کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان کا نکاح ان سے کردوں لہٰذا میں نے ان کی فرمائش قبول کی۔ یہ کہہ کر نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چارسو دینار مہر میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے مقرر کئے اور اسی وقت حاضرین کے سامنے ڈال دیئے اور اس کے بعد حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا اور یوں بولے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْتَغْفِرُہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

اس کے بعد خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہر والے دینار لے لئے اور حاضرین اٹھ کر چلنے لگے۔ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابھی ٹھہرو کیوں کہ نبیوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ نکاح کے بعد کچھ کھایا جائے۔ یہ کہہ کر نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا منگوایا اور حاضرین مجلس نے کھایا۔ اس کے بعد چلے گئے۔ یہ 7ھ کا واقعہ ہے اور بعض نے 6ھ کا بتایا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب مہر کی رقم میرے پاس آگئی تو میں نے اس میں سے 50 دینار ابرہ باندی کو اور دے دیئے۔ اس نے یہ کہہ کر واپس کردیئے کہ بادشاہ نے قبول کرنے سے منع کردیا ہے اور اس سے پہلے جو چیزیں میں نے اسے دی تھیں وہ بھی واپس کردیں۔ (البدایہ والاصابہ/ بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

جب اس نکاح کی خبر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو اپنی ہار مان گئے۔ چونکہ اس وقت تک آنحضرت ﷺ سے لڑتے تھے اور مشرکین مکہ کو آنحضرت ﷺ سے لڑانے میں بہت پیش پیش تھے اور اسلام اور داعیٔ اسلام کا نام تک مٹا دینا چاہتے تھے۔ اس لئے ان کو کہاں منظور ہوتا کہ ان کی بیٹی آپ ﷺ کے نکاح میں جائے۔ نکاح کی خبر سن کر یوں بول اٹھے:

ھُوَ الْفَحْلُ لَایُجْدَعُ اَنْفُہٗ (محمد) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ جوانمرد ہیں، ان کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی۔ (یعنی وہ بلند ناک والے عزت دار ہیں) ہم ان کو ذلیل نہیں کرسکتے ادھر تو ہم ان سے لڑ رہے ہیں اُدھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی، ان کہنے کا مقصد اپنی ہار مان لینا تھا۔

حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا

نکاح کے دوسرے روز نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس خوشبو اور جہیز کا سامان بھیجا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچوا دیا۔ وہاں پہنچ کر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہنے لگیں اور ان کا مبارک خواب جس میں کسی نے یا ام المومنین کہہ کر پکارا تھا صحیح ثابت ہوا۔

عشقِ رسول ﷺ کا مظاہرہ

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمالات وفضائل کی ادنیٰ سی جھلک اس واقعہ سے بھی ملتی ہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجدید عہد صلح کے لئے مدینہ منورہ پہنچے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر گئے کہ اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مل لیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے جھٹ سے یہ بستر لپیٹ دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بیٹی یہ بستر میرے مناسب نہ تھا کہ جھٹ لپیٹ دیا۔

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے تو مشرک ہے اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بیٹی تو دور رہ کر بگڑ گئی۔ (رحمۃ للعالمین ﷺ ص:230 ج2)

Marfat.com

اتباع حدیث

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر بڑی پابندی سے عمل کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے سنا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنادے گا۔ چار ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، دو فجر سے پہلے۔ یہ ترمذی شریف کی روایت ہے۔ اس میں سنن موکدہ کا ذکر ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی روایت فرماتی تھیں اور پابندی سے ان سنتوں کو پڑھتی تھیں۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

فَمَا بَرِحْتُ اُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ

کہ آنحضرت ﷺ سے اس حدیث کو سننے کے بعد میں نے ہمیشہ یہ رکعات پڑھی ہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ تین دن رات سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے سوائے شوہر کی وفات کے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس روز سوگ کرے۔

اسی حدیث کے پیش نظر جب انکے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی تو ان کی وفات کے تیسرے روز خوشبو منگوا کر استعمال کی اور فرمایا مجھے خوشبو کی رغبت نہیں ہے لیکن استعمال اس لئے کر رہی ہوں کہ سوگ نہ سمجھا جائے۔

فکر آخرت

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گذار اور پرہیز گار تھیں۔ فکرِ آخرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر کہا کہ زندگی میں ہم میں آپس میں سوکنوں والی رنجش رہی ہے لہٰذا تم میرا کہا سنا سب کچھ معاف کردو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کردیا اور اس کی مغفرت کی دعا کی۔ اس کے بعد ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ خدا تمہیں خوش کرے جیسے تم نے مجھے ابھی خوش کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر یہی گفتگو کی جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی تھی۔
(الاصابہ بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان مسجد کے شمال میں واقع تھا۔ (وفاء الوفاء 2:529)

البتہ یہ یاد رہے کہ اس حجرے کے علاوہ ان کا ایک اور مملوکہ مکان تھا۔ (سیرت ابن ہشام 3:339)

وفات

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات 44ھ میں ہوئی۔ ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی وفات کا یہی سن بتایا ہے۔ ابن حبان اور ابن قانع کا قول ہے کہ انہوں نے 42ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی خیثمہ نے ان کی وفات کا سال 56ھ بتایا ہے لیکن الاصابہ میں اس کو صحیح نہیں مانا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر گیا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حویلی میں تھا کسی ضرورت سے ایک کونہ میں زمین کھودی تو اس میں ایک پتھر نکلا جس میں لکھا تھا:

هٰذَا قَبْرُ رَمْلَه بِنْتِ صَخْرِ

یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے۔

لہٰذا اس پتھر کو ہم نے وہیں رکھ دیا اور مٹی دے دی۔
(ذکرہ فی الاستیعاب رضی اللہ عنہا وارضاہا)

دمشق کا سفر

ایک روایت کے مطابق حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد تیس چالیس سال زندہ رہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بھائی تھے۔ اسی لئے ان کا لقب خال المومنین (مسلمانوں کے ماموں) مشہور ہوگیا۔ جب وہ خلیفہ بنے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے ملاقات کیلئے دمشق تشریف لائیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بہت سے فقہی مسائل حاصل کئے اور متعدد احادیث ان سے روایت فرمائیں۔ اتنی بات تو تاریخ سے ثابت ہے۔ پھر بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دمشق ہی میں مقیم ہوگئی تھیں، یہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا اور "باب الصغیر" میں دفن ہوئیں۔ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "باب الصغیر" کی قبروں میں آپ کی قبر کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ (تہذیب تاریخ ابن عساکر ص:264، ج:1)

لیکن حافظ ذہبی نے اس کی سختی سے تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کی قبر دمشق میں نہیں ہے، مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ص:220 ج2)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول ﷺ کا مزار

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفر نامہ پیغمبروں کی سرزمین میں لکھتے ہیں کہ قبرستان اہل بیت میں حضور نبی کریم ﷺ کی زوجین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار بھی ہیں۔ یہ دونوں مزار ساتھ ساتھ ہیں۔ قبریں زمین سے کوئی پانچ فٹ اونچی ہیں۔

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے ارد گرد شیشہ ہے۔

روضہ کے باہر ایک بورڈ پر لکھا ہوا تھا:

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ سیدنا رسول اللہ ﷺ

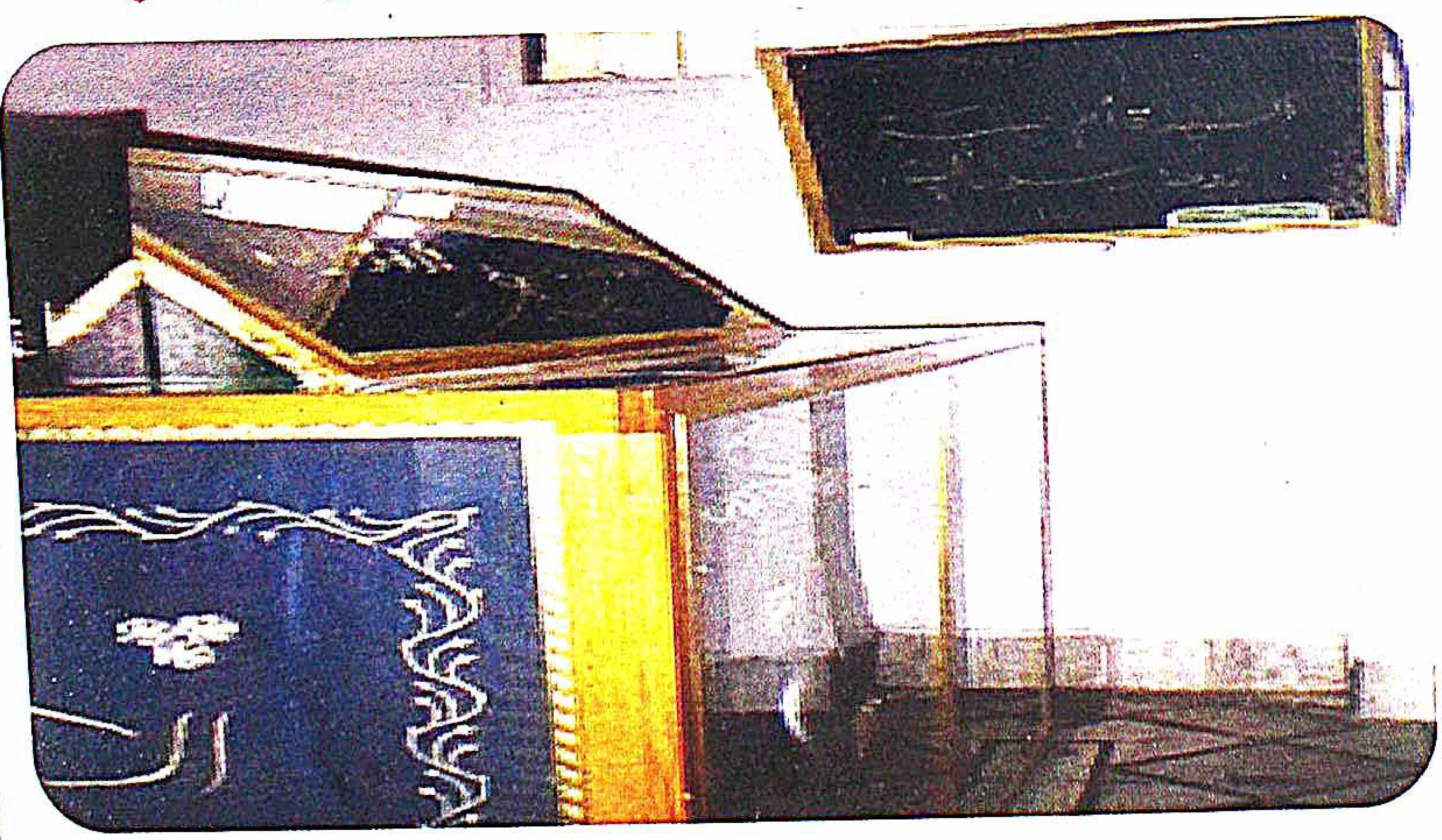

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کے کمرے کا منظر

Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کا بیرونی منظر

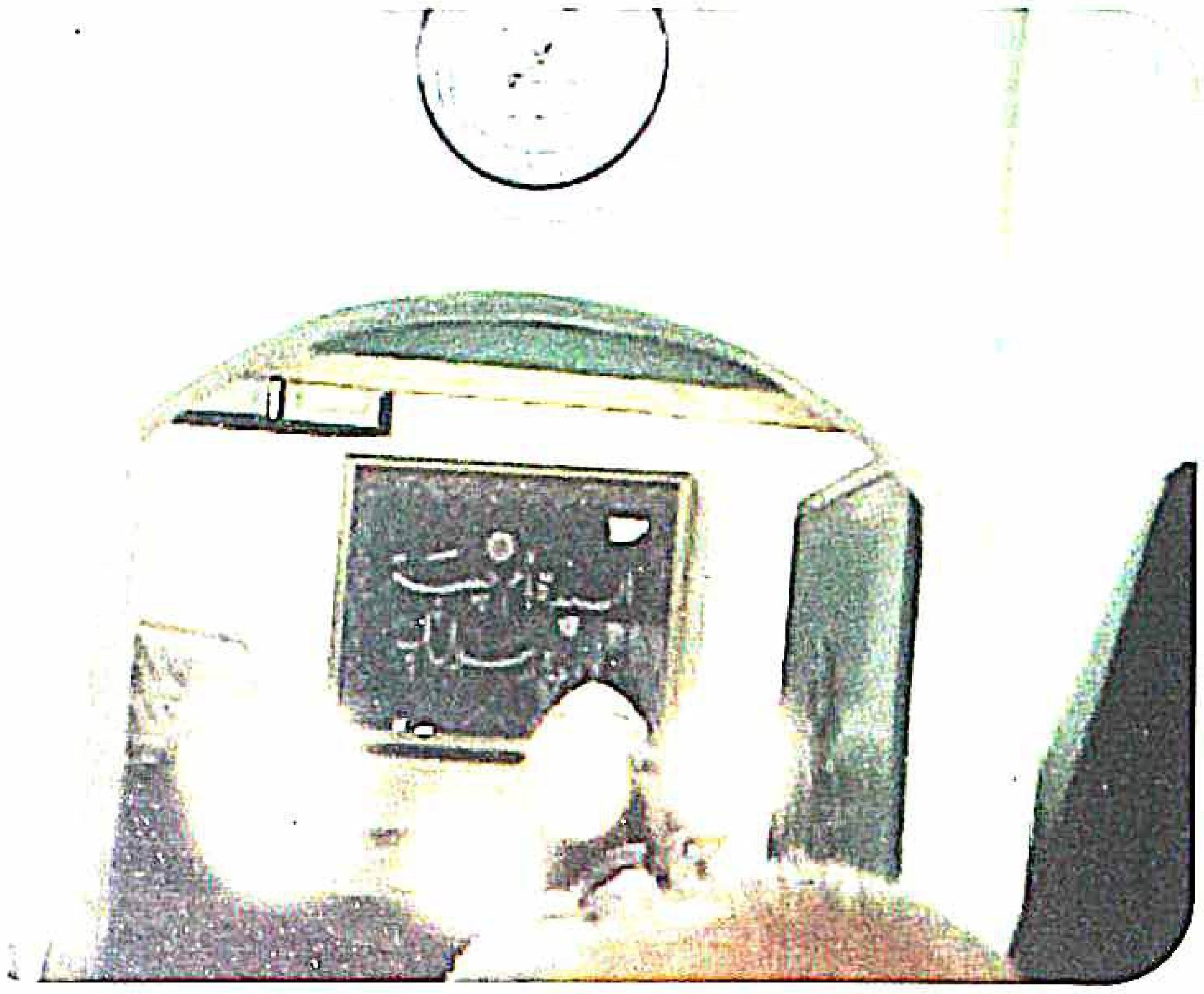

دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں موجود حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک۔ بعض روایات کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک والے کمرے کے باہر کا منظر

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک (باب الصغیر، دمشق)

Marfat.com

دمشق کے قبرستان باب الصغیر میں موجود ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

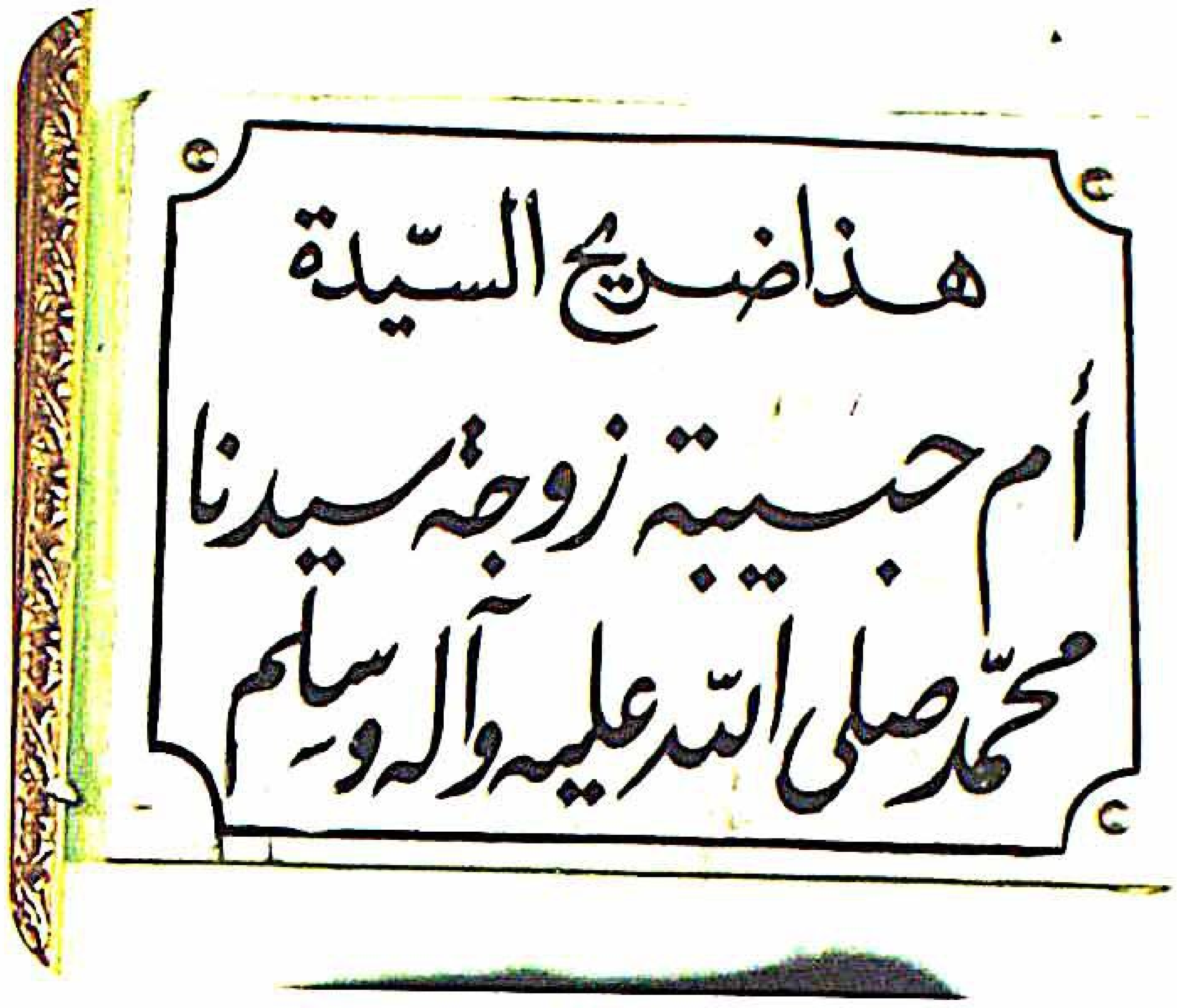

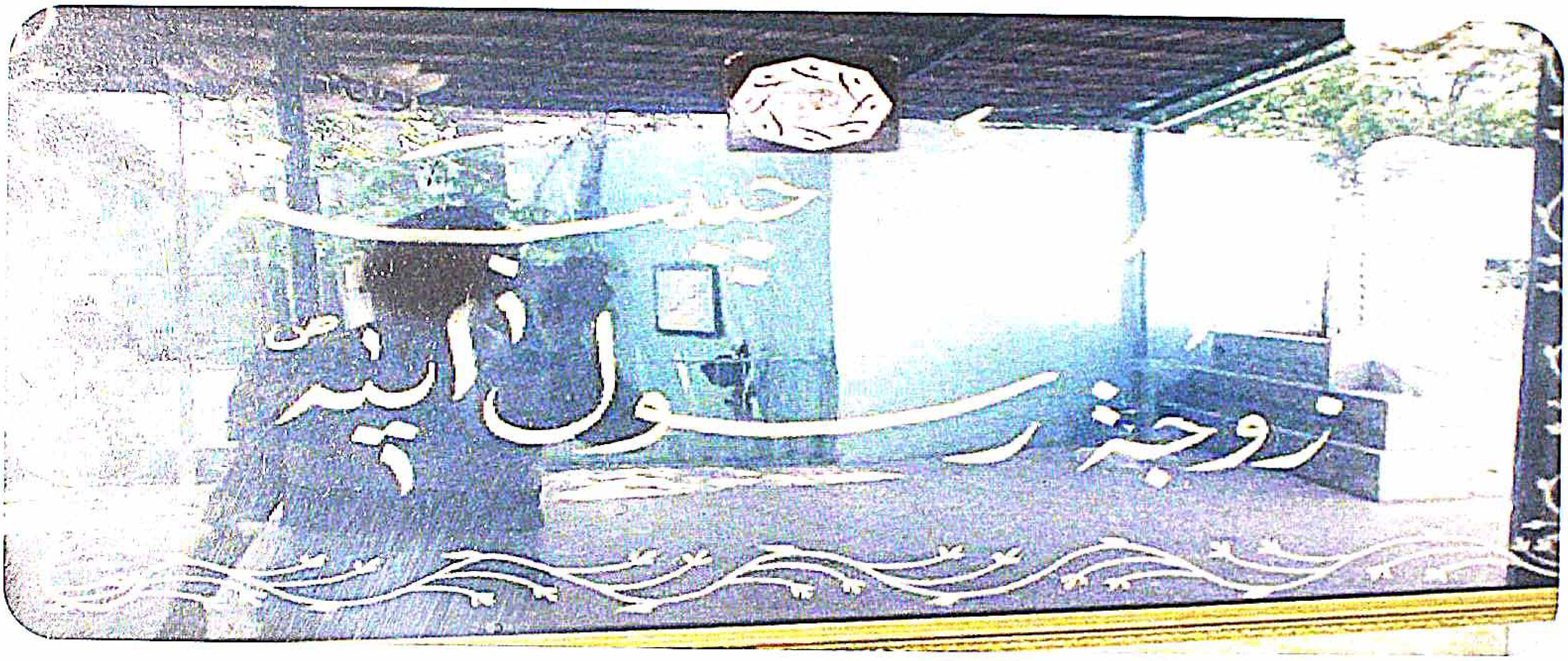

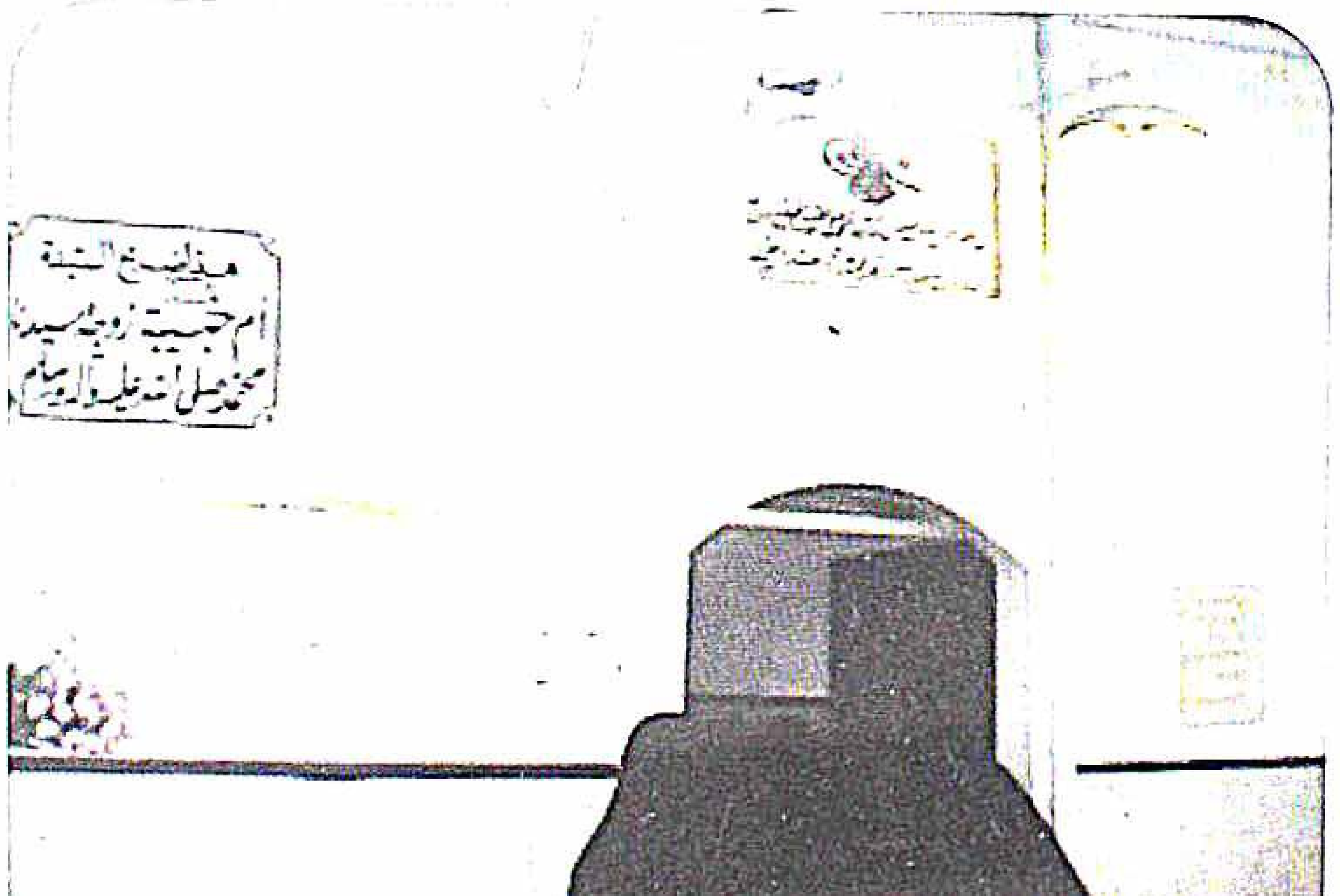

Marfat.com

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ والد کا نام حیی بن اخطب اور والدہ کا نام برہ بنت سموال تھا۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے یکے بعد دیگرے دو شوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔ پہلا شوہر سلام بن مشکم تھا اور دوسرا کنانہ بن ابی الحقیق۔ (الاصابہ والاستیعاب 12)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کئی خواب ایسے دیکھے جن کی تعبیر یہ ظاہر ہوتی تھی کہ سید عالم ﷺ سے ان کا نکاح ہوگا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میری گود میں چاند آگرا۔ اس خواب کا اپنی والدہ سے تذکرہ کیا تو اس نے ان کے چہرے پر ایک طمانچہ مار کر کہا تو یہ چاہتی ہے کہ شاہِ عرب (محمد رسول اللہ ﷺ) کے نکاح میں چلی جائے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا طمانچہ چہرے پر ابھر آیا تھا جس کا اثر آنحضرت ﷺ کی زوجیت میں آنے تک باقی رہا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے پورا واقعہ سنایا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آفتاب میرے سینہ پر آکر گرا۔ اس خواب کا اپنے شوہر سے ذکر کیا تو اس نے بھی یہی کہا تو اسی شاہِ عرب کو چاہتی ہے جو ہمارے ہاں آکر مقیم ہوا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آنحضرت ﷺ جہاد کے لئے ان کے علاقہ (خیبر) میں پہنچ چکے تھے۔ (الاصابہ)

غزوہ خیبر میں مسلمانوں کی فتح

7ھ میں آنحضرت ﷺ غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے وہاں یہودی رہتے تھے۔ ان کی رہائش اس طرح کی تھی کہ بہت سے قلعے بنا رکھے تھے۔ ہر ایک قلعے کی آبادی علیحدہ علیحدہ تھی۔ 4ھ میں جب آنحضرت ﷺ نے یہود بنی نضیر کو مدینہ سے جلاوطن کیا تو ان میں سے اکثر لوگ شام جا کر اور کچھ خیبر پہنچ کر رہنے لگے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ حیی بن اخطب (جو بنی نضیر کا سردار تھا) خیبر میں ہی مقیم ہوا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ خیبر والوں سے جہاد کرنے کے لئے خیبر کی آبادی میں پہنچے تو اس وقت وہ لوگ اپنے کام کاج کے لئے قلعوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے لشکر کو دیکھ کر سہم گئے اور کہنے لگے کہ محمد والخمیس (محمد ﷺ اور ان کا لشکر آپہنچا)۔

حضور اقدس ﷺ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر کے یکے بعد دیگرے سب کو فتح کیا آخری قلعہ جو فتح ہو وہ وطیح کا قلعہ تھا۔ دس روز سے کچھ زیادہ اس کا محاصرہ رہا۔ مرحب نامی شخص (جو اس قلعہ کا بڑا تھا) قتل ہوا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا شوہر جنگِ خیبر میں مارا گیا۔ (البدایہ والاصابہ 12)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد قبیلہ بنی نضیر کے سردار تھے اور ان کی والدہ قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی تھی۔ اس لئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بنو نضیر اور قریظہ کی سردار کہا گیا۔

خیبر اس زمانے کی عربی بستیوں کی طرح متعدد چھوٹے چھوٹے قبائلی محلوں پر مشتمل تھا۔ ہر محلے کا انتظام مستقل تھا۔ دفاعی لحاظ سے وہ سات بڑے اور متعدد چھوٹے قلعوں میں محفوظ تھے جن میں سے بعض قلعوں میں منجنیقیں بھی نصب تھیں۔ سب سے پہلے ناعم کا قلعہ فتح ہوا، پھر اندرون شہر کا قلعہ قموص فتح ہوا جو خاندان ابوالحقیق اور ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا۔ پھر حصن الشق، حصن النطاۃ اور حصن الکتیبہ سر ہوئے۔ اس کے بعد حصن الوطیح اور حصن السلام کوئی دو ہفتوں کی کشمکش کے بعد فتح ہوئے۔ فتح کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کی جان بخشی کر دی۔ قبضے کے بعد یہودیوں کو خیبر ہی میں رہنے دیا اور اسی جنگ خیبر کے جنگی قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی قید ہو کر آئیں جنہیں رسول کریم ﷺ نے اپنے لئے پسند فرمایا۔

خیبر میں یہودیوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے تک برقرار رکھا گیا۔ اس کے بعد انہیں جلاوطن کر دیا گیا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد:9)

خیبر کا آنکھوں دیکھا حال

خیبر ایک نخلستان ہے جو سطح سمندر سے 2800 فٹ بلند اور مدینہ منورہ سے 184 کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔ تقریباً ایک سو کلومیٹر تک خیبر کا راستہ تنگ اور پیچ دار دروں سے گزرتا ہے۔ خیبر ایک حرہ (آتش فشانی چٹانوں کا سلسلہ) ہے۔ مدینہ سے آئیں تو شہر سے پندرہ بیس کلومیٹر کے فاصلے پر سفید اور قابل کاشت لیکن افتادہ زمینیں ملتی ہیں جو دس بارہ کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ بعد ازاں پھر حرہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس حرے میں شاہراہ کے دائیں جانب قدیم یہودی کھنڈر میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں، جن میں سے کچھ تالابوں کے منہدم شدہ بند نظر آتے ہیں۔ گرمی میں جب پانی خشک ہو جاتا ہے تو ان کی تہہ میں جمی ہوئی مہین مٹی دور دور تک نظر آتی ہے۔ ان تالابوں میں ایک صہباء نامی تالاب ہے جہاں رسول اکرم ﷺ نے خیبر کو آتے جاتے قیام فرمایا تھا۔ اس کے آگے ایک پست اور وسیع وادی ہے، جس میں شہر خیبر آباد ہے۔ یہ نخلستانوں سے اس قدر پٹا ہوا ہے کہ کسی بلندی پر سے بھی شہر کے خدوخال نظر نہیں آتے۔ عہد نبوی میں الکتیبہ میں کھجور کے چالیس ہزار پیٹر بیان کئے گئے ہیں۔ خیبر میں اب (1964ء) عنیزہ قبیلے کے عرب آباد ہیں۔ کہتے ہیں کہ فصل کٹنے کے زمانے میں ہنگامی آبادی پچیس تیس ہزار تک ہو جاتی ہے ورنہ مستقل آبادی پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

مقام خیبر: جہاں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبول اسلام سے قبل رہائش پذیر تھیں

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور ﷺ سے کیسے نکاح ہوا؟

جنگ خیبر کے ختم پر قیدی جمع کیے گئے تو ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان قیدیوں میں سے مجھے ایک باندی عنایت فرمادیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ ان میں سے ایک باندی لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتخاب کرلیا، اسی اثنا میں ایک دوسرے صحابی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: یانبی اللہ ﷺ! آپ نے جو عورت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی وہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سردار ہے۔ اس لئے وہ صرف آپ ﷺ ہی کے لئے مناسب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ، وہ ان کو لے کر آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا تم اس کے علاوہ قیدیوں میں سے دوسری باندی لے لو۔ چنانچہ وہ اس پر راضی ہوگئے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے لئے منتخب کرلیا اور ان کو آزاد کرکے نکاح کرلیا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام زینب تھا، چونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے منتخب فرمالیا تھا اس لئے ان کو صفیہ کہا جانے لگا۔ صفیہ کے معنی ہیں انتخاب کردہ۔

سفر میں نکاح اور ولیمہ کا ہونا

آنحضرت ﷺ کا یہ نکاح سفر میں ہوا، سفر ہی میں مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے رخصتی ہوئی اور سفر ہی میں ولیمہ کیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ جب خیبر سے واپس ہونے لگے تو راستہ میں مقام صہبا پر قیام کیا، وہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر میں کنگھی کی اور عطر لگایا اور آنحضرت ﷺ کے پاس (خیمہ میں) بھیج دیا۔ آپ ﷺ اس رات سوئے نہیں اور صبح تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت ان کی عمر پورے سترہ سال کی بھی نہ ہوئی تھی۔ استیعاب میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات باندی غلام دے کر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لیا۔ (اصابہ والخصہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ پہلے کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں۔ خیبر کی لڑائی میں کنانہ مارا گیا۔ خیبر کی لڑائی یہودیوں کے لئے ایسی تباہ کن تھی کہ ان کی سب امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اس جنگ میں ان کے نامی گرامی سردار چن چن کر کام آئے۔ کنانہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ اور بھائی بھی اس جنگ میں مارے گئے۔ اسیرانِ جنگ میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جن کی حالت قابلِ رحم تھی۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے ایک باندی کی ضرورت ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دے دی۔ چونکہ مدینہ منورہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبیلہ کے بہت سے لوگ آباد تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک سردار کی بیٹی تھیں۔ اس لئے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے اور ایک سردار کی بیٹی ہے۔ اس لئے اگر آپ ﷺ انہیں اپنے نکاح میں لے لیں تو بہت سے لوگوں کی دلداری ہوگی۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاطر خواہ معاوضہ دے کر ان کو لے لیا اور انہیں آزاد کرکے ان سے نکاح فرمالیا اور وہ ام المومنین بن گئیں۔ (مواہب)

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب خیبر سے واپس مدینہ منورہ آئیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اتارا گیا۔ مدینہ منورہ کی خواتین زوجۃ الرسول ﷺ کو دیکھنے آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حسن و جمال کا چرچا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نقاب اوڑھ کر دیکھنے آئیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے پہچان لیا۔ واپس ہوئیں تو حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: عائشہ! کیا دیکھا؟

عرض کی: جی ہاں! ایک یہودیہ کو دیکھ آئی ہوں۔

جواباً آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کہو اس کا اسلام بہت اچھا ہے۔ (ابن سعد/اصابہ ص 347 ج 4)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تین نسبتیں

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روتے دیکھا۔ سبب پوچھا تو عرض کیا حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے چھیڑتی ہیں اور کہتی ہیں حضور ﷺ کی نظر میں ہم زیادہ محبوب و محترم ہیں۔ ہم آپ کی بیویاں بھی ہیں اور خاندانی رشتہ بھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب اس قسم کی بات چھڑ جائے تو کہنا تم میرا مقابلہ نہیں کرسکتیں، میرے والد ہارون علیہ السلام (آپ ان کے نسب سے تھیں) میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور میرے شوہر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(زرقانی ص:260 ج:3)

آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت تھی، جس بیماری میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اس بیماری میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: یانبی اللہ! (ﷺ) خدا کی قسم میرا دل چاہتا ہے کہ جو تکلیف آپ ﷺ کو ہے آپ کے بجائے مجھے ہوجاتی۔ اس وقت وہاں دیگر امہات المومنین بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اس بات کو مصنوعی بتانے کیلئے کنکھیوں سے ایک دوسری کی طرف اشارہ کیا (اور بعض نے زبان سے بھی ایسی بات کہہ دی جس سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات کو بناوٹی ظاہر کیا) حضور اقدس ﷺ کو بھی یہ محسوس ہوگیا اور آپ ﷺ نے امہات المومنین سے فرمایا کہ تم کلی کرو۔ دریافت کیا کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ تم نے (اس کی غیبت کی) کنکھیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا، اللہ کی قسم یہ اپنی بات میں سچی ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا تو ان کے رشتہ داروں نے ان کا مکان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ اسی ہزار درہم میں فروخت کیا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 50ھ ماہ رمضان المبارک میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ امارت میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ 53ھ میں سفرِ آخرت کیا۔ (الاصابہ، استیعاب، الاکمال اصاب المشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک (جنت البقیع)

جنت البقیع میں موجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

جنت البقیع میں موجود امہات کے مقبرے جن کو اب گرا دیا گیا ہے

Marfat.com

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ ان کا نام بھی برّہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا۔ یہ حضرت ام الفضل (زوجہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بہن ہیں۔ والد کا نام حارث والدہ کا نام خولہ بنت عوف تھا۔ ان کا پہلا شوہر کون تھا؟ اس میں اختلاف ہے۔ کسی نے ابودہم بن عبدالعزی اور کسی نے سنجرہ بن ابی رہم اور کسی نے حویطب بن عبدالعزی اور کسی نے فروۃ بن عبدالعزہ کو بتایا ہے۔ (الاصابہ)

حرم نبوت میں آنا

جب ان کا پہلا شوہر جہانِ فانی سے رخصت ہوا تو ان کے بہنوئی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا اور نکاح فرمالیا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وکیل بنادیا اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا۔ (الاصابہ)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کی ایک تعجب خیز بات

یہ نکاح 7ھ میں بحالت مسافرت ہوا۔ جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا کے سفر میں تھے۔ مکہ سے واپس ہوتے ہوئے مقام سرف آیا وہیں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات فرمائی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعاتِ زندگی میں یہ بات تعجب کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے کہ مقام سرف میں جس جگہ ان کا خیمہ اس وقت لگا ہوا تھا جب کہ نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات فرمائی خاص اسی جگہ انہوں نے وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئیں۔ (بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

حالت احرام میں نکاح کا مسئلہ

چونکہ یہ نکاح سفر میں ہوا تھا جو عمرۃ القضاء کے لئے کیا تھا اس لئے کتب حدیث میں اس نکاح کا ذکر دو طرح آتا ہے۔ یزید ابن الاصم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جس وقت نکاح کیا اس وقت تک احرام نہیں باندھا تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے بحالتِ احرام نکاح کیا۔ ان دونوں کی روایتوں کی وجہ سے اماموں میں اختلاف ہوگیا کہ حالتِ احرام میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور بہت سے اکابر علماء فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح درست اور جائز ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک بحالتِ احرام نکاح درست نہیں ہے۔ اس کی تفصیل اور دلیل حدیث کی شرحوں میں لکھی ہیں اور یہ اختلاف صرف نکاح میں ہے۔ نکاح کے بعد والی باتیں احرام میں کسی کے نزدیک بھی درست نہیں ہیں۔

حضرت شیخ محی السنۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت یزید بن الاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں روایتوں کو اس طرح جوڑتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اس وقت کرلیا جب کہ احرام نہیں باندھا تھا اور اس کی شہرت جب ہوئی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھ چکے تھے۔ اس وجہ سے راویوں میں اختلاف ہوگیا۔ (بحوالہ امت مسلمہ کی مائیں)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کا مکان

متقدمین کی کتابوں میں کوئی صراحت نہیں ملتی جس سے ان کے حجرہ شریفہ کی جائے وقوع کی تعیین ہوسکے، لیکن غالب یہ ہے کہ مسجد نبوی سے شمال مشرق میں "دکۃ الاغوات" سے قریب ہی ہوگا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعریف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف میں فرمایا:

اَمَا اِنْ کَانَتْ اَتْقٰنَا لِلّٰہِ وَاَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ

خبردار وہ ہم میں سب سے زیادہ متقی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ (الاصابہ)

کثرت نماز

حضرت یزید بن الاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے تھے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر وقت نماز پڑھتی تھیں یا گھر کا کام انجام دینے میں ان کا وقت گزرتا تھا۔ ان دونوں مشغلوں سے فرصت ملتی تو مسواک کرنے لگتی تھیں۔

Marfat.com

مقام سرف جہاں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش تھی

سرف وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ 7ھ میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور کچھ دیر قیام فرمایا۔ پھر یہیں سنہ 51ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر طریق ہجرۃ پر مکہ مکرمہ سے 20 کلومیٹر پہلے داہنی جانب ہے۔ (ابن ہشام)

یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی جس مکان میں ہوئی تھی اسی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔ حضرت یزید بن اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت خراب ہوگئی، وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عزیز واقارب میں سے کوئی نہ تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے مکہ سے باہر لے چلو میری وفات یہاں نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تمہاری موت مکہ مکرمہ میں نہیں ہوگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرف کے مقام پر اس درخت کے پاس لایا گیا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔ یہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی اور یہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دفنایا گیا۔

زیر نظر تصویر ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی ہے۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مکہ سے 20 کلومیٹر شمال میں مدینہ روڈ پر واقع ہے۔

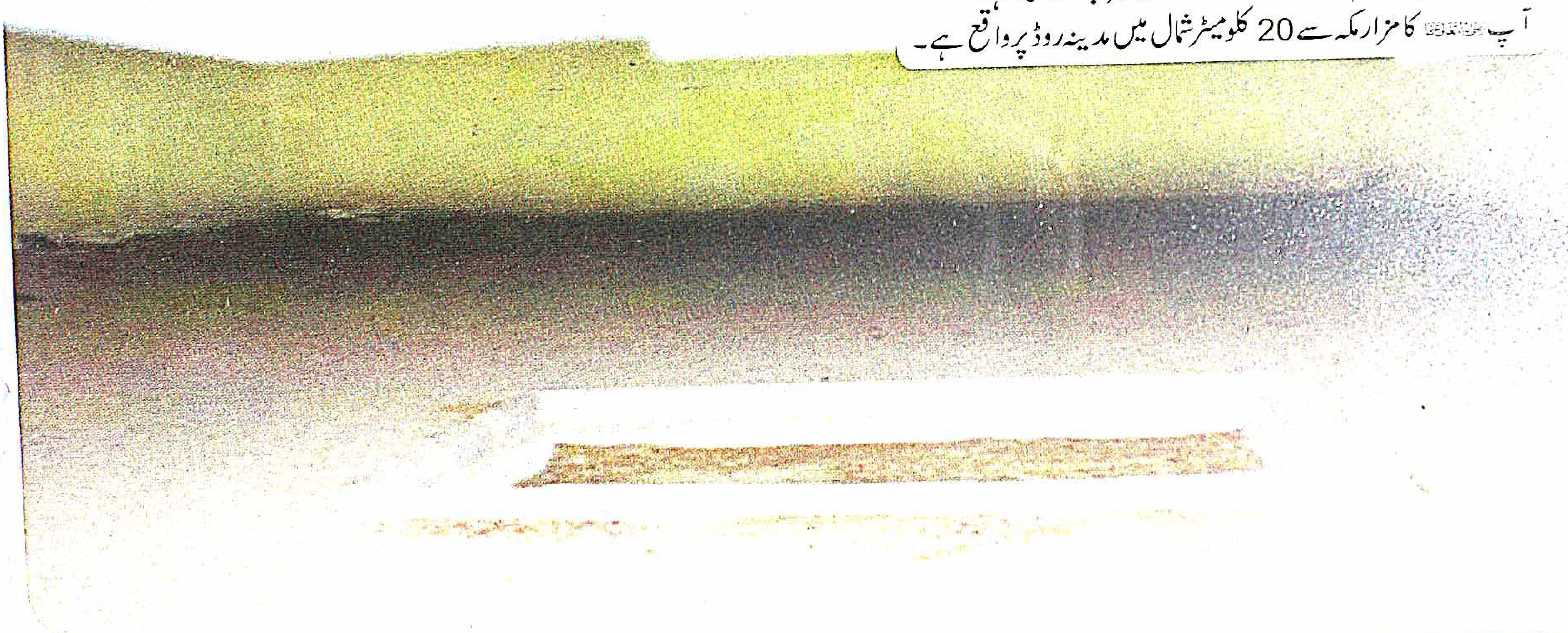

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مبارک مزارات

نام ازواج مطہرات	سن نکاح	عمر ام المومنین وقت نکاح	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وقت نکاح	مدت خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم	سن وفات	کل عمر	مدفن
1 حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن خویلد	25 میلادالنبی	40 سال	25 سال	تقریباً 25 سال	10 نبوت	65 سال	مکہ
2 حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ	10 نبوت	50 سال	50 سال	14 سال	19 ہجری	72 سال	مدینہ
3 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	11 نبوت، رخصتی 1 ہجری	9 سال	54 سال	9 سال	17 رمضان، 57 ہجری	65 سال	مدینہ
4 حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شعبان 3 ہجری	22 سال	55 سال	8 سال	جمادی الاوّل 41 ہجری	60 سال	مدینہ
5 حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ	3 ہجری	30 سال	55 سال	3 مہینے	3 ہجری	30 سال	مدینہ
6 حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوامیہ	4 ہجری	29 سال	56 سال	7 سال	60 ہجری	84 سال	مدینہ
7 حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش	5 ہجری	36 سال	57 سال	6 سال	20 ہجری	51 سال	مدینہ
8 حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث	شعبان 5 ہجری	20 سال	57 سال	6 سال	ربیع الاوّل 56 ہجری	71 سال	مدینہ
9 حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	6 ہجری	36 سال	58 سال	6 سال	44 ہجری	72 سال	مدینہ
10 حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی بن اخطب	جمادی الآخر 7 ہجری	17 سال	59 سال	3 سال 9 ماہ	رمضان 50 ہجری	50 سال	مدینہ
11 حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث	ذیقعدہ 7 ہجری	36 سال	59 سال	3 سال 3 ماہ	51 ہجری	80 سال	سرف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ وفات پاگئیں اور بعد وصال سب سے پہلے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (19 ہجری) اور سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (60 ہجری) میں وفات پائی۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصر سے 6 ہجری میں آئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ازواج کا سا سلوک فرماتے۔ امّ ولد کی حیثیت حاصل تھی۔ 16 ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے 51ھ میں وفات پائی۔ ان کے سنہ وفات کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں مگر راجح 51ھ ہی ہے۔ استیعاب میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں بھی انہوں نے حضرت یزید بن الاصم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبیداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں اتارا۔ یہ تینوں ان کی بہنوں کی اولاد تھے۔ رضوان اللہ علیهم اجمعین.

ان کی وفات اور کفن و دفن مقامِ سرف میں ہوا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں، وہاں کچھ طبیعت بھاری ہوئی اور علالت محسوس ہوئی، فرمایا مجھے مکہ سے لے چلو کیوں کہ مجھے مکہ میں موت نہ آئیگی۔ مجھے اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ چنانچہ ان کو مقامِ سرف میں لایا گیا اور وہیں وفات پائی۔

کفنا کر اور نماز پڑھ کر جب قبر میں رکھنے کے لئے جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ (ان کا ادب کرو) جنازہ کو جھٹکا دے کر نہ اٹھاؤ اور ہلاتے جلاتے نہ لے چلو۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد حضورِ اقدس ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

رضی اللہ عنہا وارضاها

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کا آنکھوں دیکھا حال

جناب عبدالرحمٰن مدنی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوں تو پانچ چھ میل کے بعد ایک مشہور آبادی وادی فاطمہ آتی ہے جس کے قریب سڑک کے بائیں طرف (جس سڑک پر آپ مدینہ جارہے ہیں) پہاڑ کے دامن میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔ سادہ سی چار دیواری کے اندر ایک کچی قبر ہے جس کے کنارے پختہ ہیں۔ کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا کہ یہاں امت کی ماں سو رہی ہیں۔ پہلی دفعہ جب میں حرمین کی زیارت کے لئے گیا تو مجھے اور میرے میزبان کو تصور بھی نہ تھا کہ ہم دوبار ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے پاس سے گذر گئے ہیں۔ دوسری دفعہ حاضری نصیب ہوئی تو فہرست میں پہلے سے لکھ لیا تھا کہ اس دفعہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر حاضری دینا ہے۔ میرا رہبر عرصہ دس سال سے مکہ معظمہ میں رہ رہا ہے مگر مدینہ سے واپسی پر جب ہم وادی فاطمہ پہنچے تو ہائی وے سے اتر کر اندر کی ذیلی سڑکوں پر گھومتے رہے اور قبر مبارک تلاش کرتے رہے۔ مقامی آبادی بھی رہنمائی کرنے سے قاصر رہی۔ پھر ایک گاڑی والے نے ہمیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور ہمیں ایک چاردیواری کے پاس کھڑا کردیا۔ چاردیواری کے باہر گیٹ پر ''مقبرہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا'' لکھا تھا۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ یہی وہ درگاہ ہے جس کی تلاش میں ہم بھٹک رہے ہیں۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک جس جگہ پر واقع ہے اس مقام کا نام سرف ہے۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کا نکاح آخری نکاح تھا۔ یہ بڑی زیارت کی جگہ ہے اور بڑے ادب کی جگہ ہے۔ حجاج کرام اور زائرین کی اکثریت قبر مبارک کے قریب سے گذر جاتی ہے مگر لاعلم رہتے ہیں کہ وہ کتنے اعلیٰ وارفع مقام سے گذر گئے ہیں۔ بس یا ٹیکسی کے ذریعے مدینہ جانے والے حضرات کے لئے تو بہت مشکل ہے کہ وہ زیارت کرسکیں۔

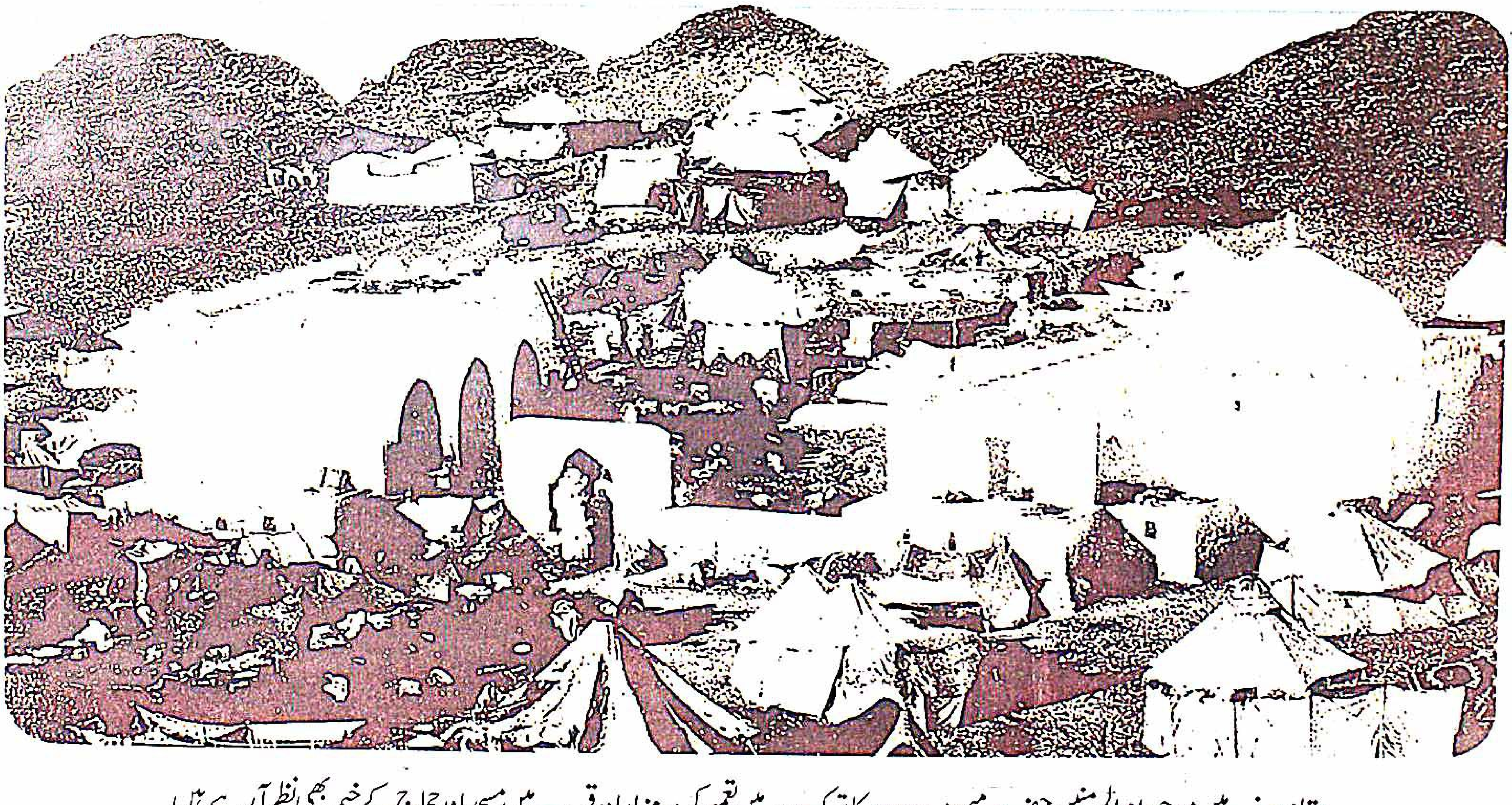

مقام سرف میں موجود ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ترک دور میں تعمیر کردہ مزار اور قریب میں مسجد اور حجاج کے خیمہ بھی نظر آرہے ہیں

Marfat.com

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

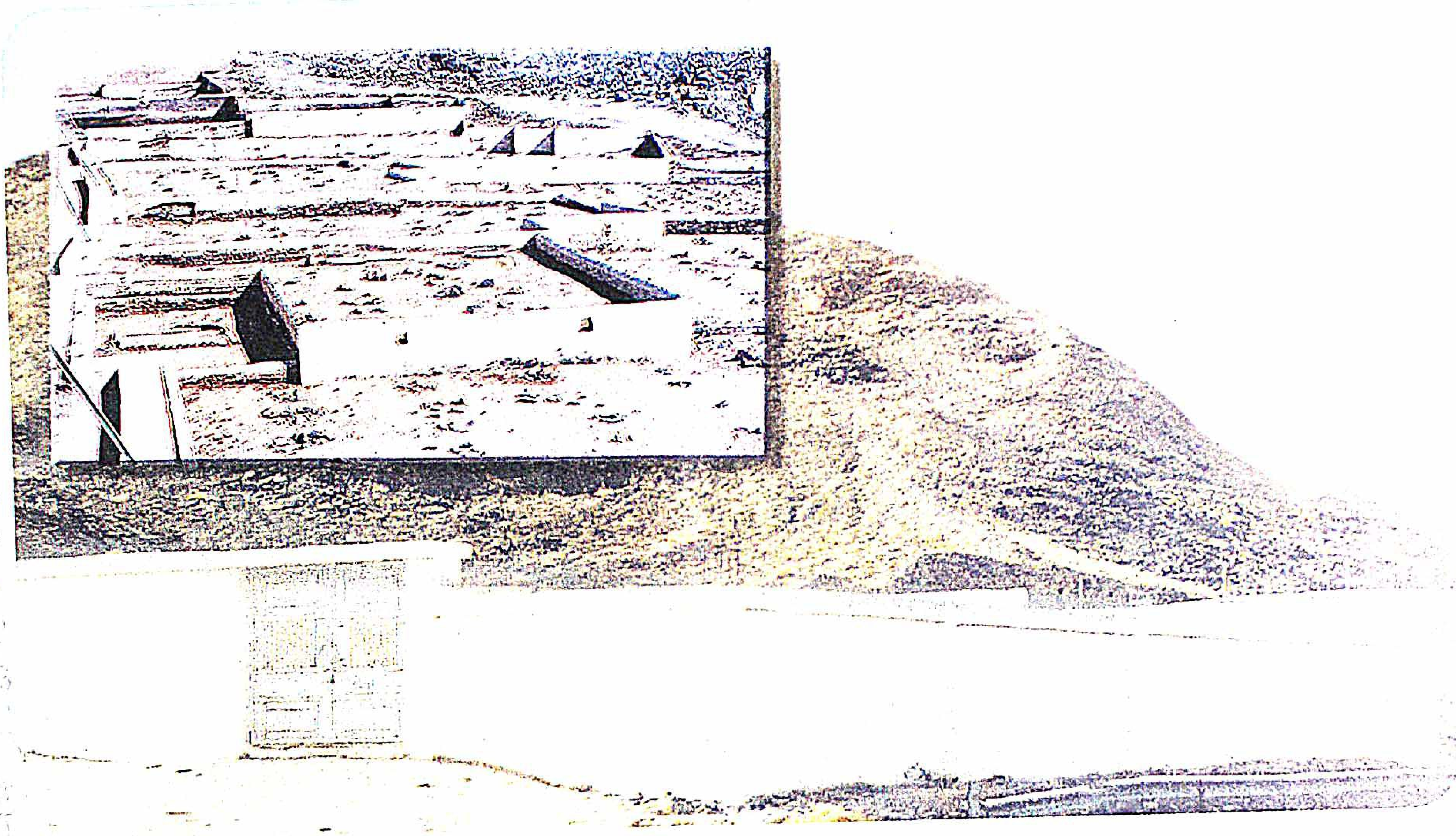

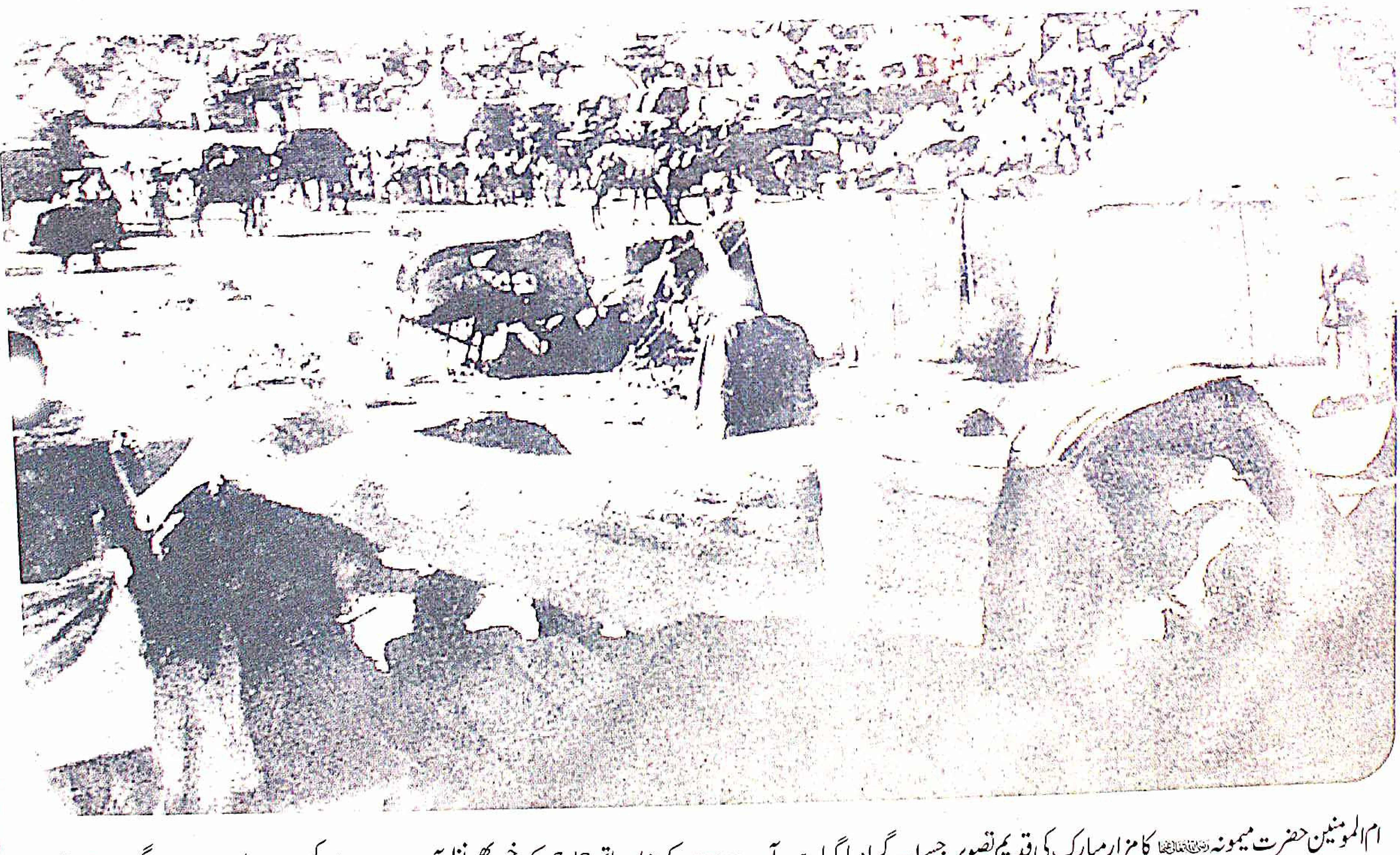

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک کی قدیم تصویر جسے اب گرادیا گیا ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار ساتھ حجاج کے خیمے بھی نظر آرہے ہیں جہاں کسی زمانہ میں حجاج رات گزارتے تھے

Marfat.com

ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ اپنے زمانے کی ایک فاضلہ اور عالمہ خاتون تھیں ان کے والد کا نام شمعون تھا، ان کی ماں رومیہ تھیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت حسین وجمیل اور سرخ وسفید تھیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی ملک یمین تھیں۔ اسکندریہ کے فرماں رواں مقوقس نے انہیں بطور ہدیہ 7 ہجری میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام خط

رسول اللہ ﷺ حدیبیہ (ذوالقعدہ 6 ہجری) سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: لوگو! کون شخص میرا یہ خط مصر کے حکمران تک پہنچائے گا؟ اس کا ثواب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اٹھے اور عرض کیا: اللہ کے رسول میں یہ خدمت سرانجام دوں گا۔
آپ ﷺ نے فرمایا: حاطب اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکندریہ پہنچے اور مقوقس شاہ مصر کے بارے میں پوچھا انہیں بتایا گیا کہ شاہِ مصر سمندر میں ایک مجلس میں شریک ہیں۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ جب بادشاہ کی مجلس کے برابر پہنچے تو خط دکھا کر بادشاہ کو متوجہ کیا۔ جب بادشاہ کی نظر پڑی تو اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس حاضر کیا جائے۔ خط کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے مصر کے حکمران مقوقس کو لکھا جارہا ہے۔ سلام ہو اس شخص پر جس نے راہ ہدایت اختیار کی۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، مسلمان ہوجاؤ محفوظ رہو گے۔ مسلمان ہوجاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا لیکن اگر تم اعراض کرو گے تو رعایا کے مسلمان نہ ہونے کا گناہ بھی تمہیں برداشت کرنا ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ (آل عمران 3:64)

اے اہل کتاب! آجاؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلمہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اپنے میں سے کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائیں۔ اگر اہل کتاب نہ مانیں تو اے مسلمانو! تم اعلان کردو کہ سب لوگ گواہ ہوجائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا بادشاہ کے دربار میں ایک ایمان افروز خطاب

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقوقس سے کچھ زبانی باتیں بھی کیں۔ فرمایا: ہمارا ایک دین ہے ہم اسے تبھی چھوڑ سکتے ہیں جب ہمیں اس سے بہتر دین نظر آئے اور وہ دین اسلام ہے جو ہر لحاظ سے کافی ہے۔ بے شک اس نبی حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی، تو سب سے زیادہ مخالفت قریش نے کی اور نبی ﷺ کے سب سے بڑے دشمن یہودی ہیں، البتہ عیسائی مسلمانوں کے بہت زیادہ قریب ہیں۔ اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خوش خبری دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کی خوش خبری دینا ایک جیسی بات ہے۔ ہمارا آپ کو قرآن مجید کی دعوت دینا ایسا ہے جیسے آپ یہودیوں کو انجیل کی طرف بلاتے ہیں۔ جس امت میں بھی کوئی نبی آجائے وہ اس نبی کی امت بن جاتی ہے۔ ان پر فرض ہوجاتا ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں۔ اس لحاظ سے آپ بھی ان نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ہیں کیوں کہ آپ نے ان کا زمانہ پالیا ہے۔ نیز ہم آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کے دین سے روکتے نہیں بلکہ ہم تو آپ کو اس کی پابندی کا حکم دیتے ہیں۔
مقوقس کہنے لگا: کیا یہ جن کے بارے میں آپ بیان کرتے ہیں یہ اللہ کے رسول نہیں؟
حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
مقوقس کہنے لگا: تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب انہیں ان کی قوم نے ان کے شہر سے نکالا تو انہوں نے بددعا نہ کی؟
حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ نبی نہیں تھے؟ تو پھر جب ان کی قوم نے ان کو سولی پر لٹکانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے بددعا کیوں نہ کی؟ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو انہیں اٹھانا پڑا۔
مقوقس کہنے لگا: بہت خوب تم ایک دانا شخص ہو جو کسی دانا شخص کے پاس سے آئے ہو۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مصر سے مدینہ کی طرف سفر

6ھ میں مقوقس شاہِ مصر نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے قاصد حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ کیا اور وہ بنہا (نیل کی شاخ پر واقع)، فلسطین کی بندرگاہ ایلہ (موجودہ ایلات)، تبوک اور العلاء سے ہوکر مدینہ پہنچیں۔

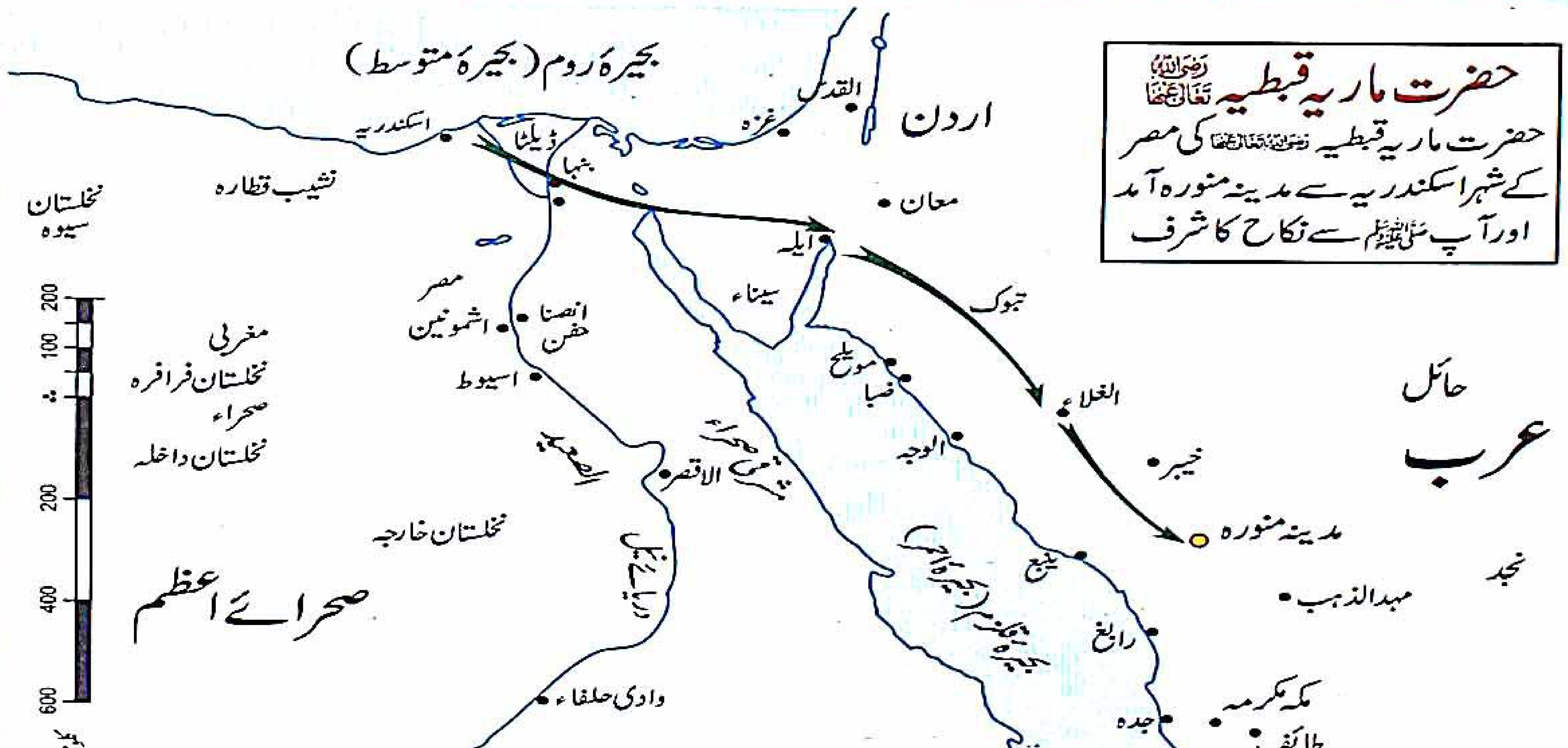

Marfat.com

مقوقس بادشاہ کا حضور ﷺ کے خط کا جواب دینا

پھر اس نے اپنے کاتب کو بلایا تا کہ وہ عربی میں جواب لکھے اور اس نے یہ جواب لکھوایا:

یہ خط حضرت محمد (ﷺ) بن عبد اللہ کی خدمت میں قبطیوں (مصریوں) کے حکمران مقوقس کی طرف سے لکھا جا رہا ہے۔ آپ پر سلامتی ہو۔ میں نے آپ کا مکتوب پڑھا اور آپ نے جس بات کا تذکرہ کیا ہے اور جس کی طرف دعوت دی ہے اسے اچھی طرح سمجھا ہے۔ مجھے یہ تو علم تھا کہ آخری نبی آنے والے ہیں مگر میرا خیال تھا وہ شام میں آئیں گے۔ بہر حال میں نے آپ کے قاصد کی پوری تعظیم کی ہے اور بطور خدمت دو لونڈیاں آپ کو بھیج رہا ہوں، جنہیں قبطیوں میں عظیم مرتبہ حاصل ہے۔ اس کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں کپڑوں کے جوڑے اور آپ کی سواری کے لئے بہترین خچر بھی بھیج رہا ہوں۔ والسلام علیکم

شاہ مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک 100 دینار اور پانچ کپڑے تحفہ میں دیئے۔ واپسی کے وقت ساتھ حفاظتی دستہ بھیجا اور کہا: عنقریب آپ کے نبی کی حکومت اس علاقے پر ہوگی۔ دو لونڈیاں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیرین جو کہ دونوں بہنیں تھیں۔ (السیرۃ الحلبیہ 280:3 / والسیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ 69:2) (عیون الاثر 265:2 وامام السائلین 20 / السیرۃ النبویہ لابن کثیر 541:3 / اسد الغابہ 660:1 بحوالہ انس سیرت النبی ﷺ)

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبول اسلام

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام کی دعوت دی اور اس پر عمل پیرا رہنے کی ترغیب دی، چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کی بہن سیرین بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئیں۔ لیکن ان کا خادم بدستور اپنے مذہب پر قائم رہا۔ اس نے مدینہ منورہ میں آکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عالیہ یعنی ایک اونچے مقام پر ٹھہرایا جو مدینہ سے نجد کو جاتے ہوئے ایک بستی میں واقع تھا۔ آنحضرت ﷺ ان کے پاس مختلف اوقات میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر پردہ کے احکام جاری کر دیئے تھے۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امتیازی خصوصیات

ذوالحجہ 8 ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت ﷺ کا ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت ام بردہ بنت منذر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں دے دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اعتقها ولدها

یعنی ان کے بیٹے نے انہیں آزادی بخش دی۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ ملک یمین کے گروہ سے تعلق رکھتی تھیں، لیکن رسول اللہ ﷺ ان کا از حد خیال رکھتے تھے، بلکہ کہنا چاہیے کہ بہت احترام کرتے اور انہیں تمام سہولتیں بہم پہنچاتے تھے۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اکثر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جاتے اور ان کی ہر قسم کی ضرورت پوری کرتے۔ بقول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مدینہ منورہ آئیں تو پہلے پہل انہیں حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرایا گیا تھا۔ اس کے بعد انہیں عالیہ میں منتقل کر دیا گیا۔ ان کو اللہ نے اس درجہ اعزاز بخشا کہ ایک لڑکا بھی عطا کیا اور اس ضمن میں باقی ازواج مطہرات سے ممتاز کیا۔

نبی کریم ﷺ کا نامۂ مبارک بنام مقوقس (شاہِ مصر)

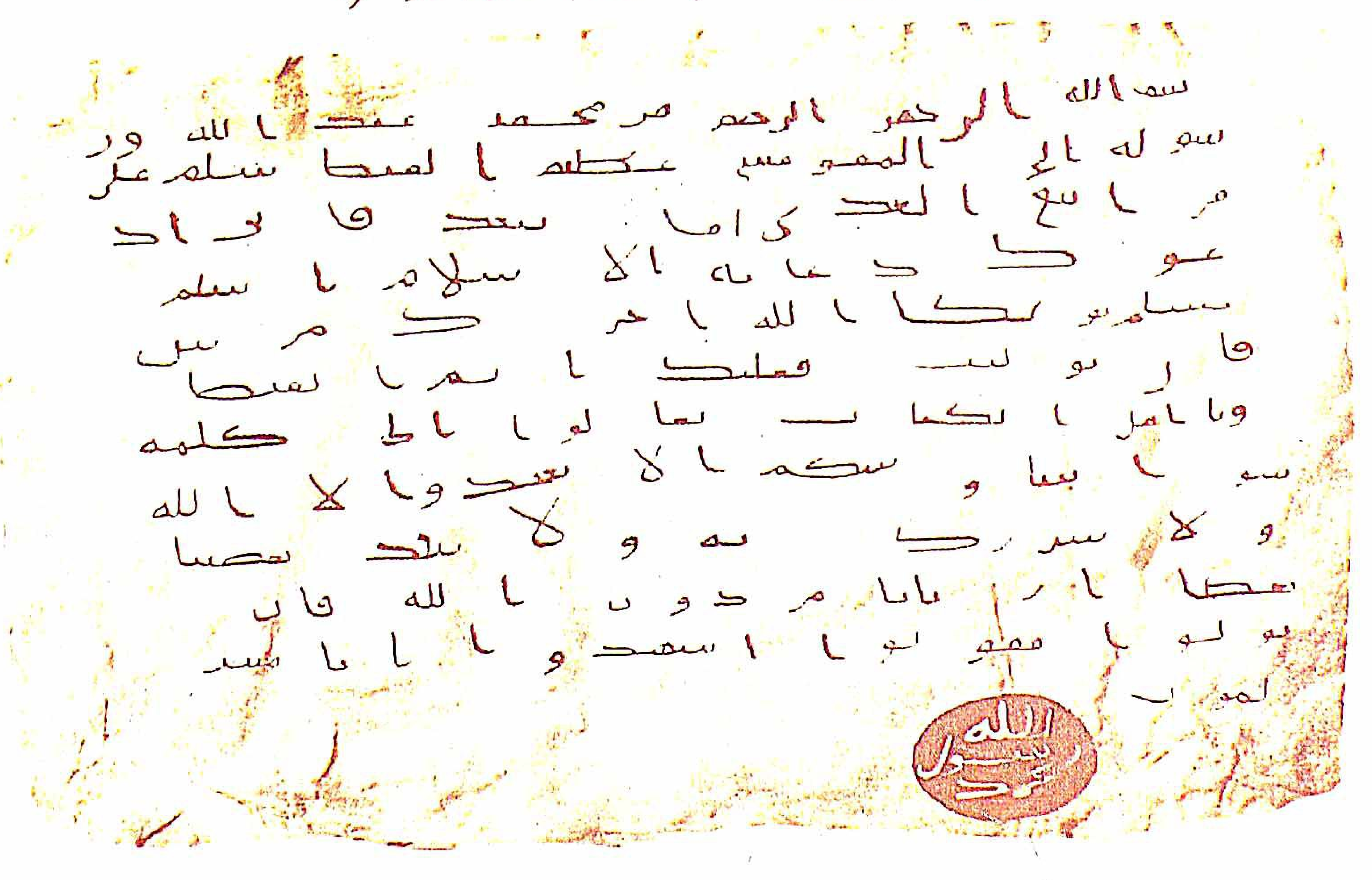

Marfat.com

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی وفات

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اس درجہ بلند مرتبے کی حامل تھیں کہ خواتین ان پر رشک کرتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ عظام رضی اللہ عنہم انہیں انتہائی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپنے زمانہ خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی تمام ضروریات پوری کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ ان کا وظیفہ مقرر کیا اور ان کے اخراجات کی ذمہ داری قبول کی۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات 16 ہجری میں ہوئی۔ ان کے جنازے پر لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ اسے دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انتہائی حیران ہوئے تھے۔ نماز جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

مسجد مشربہ ام ابراہیم رضی اللہ عنہا

عوالی میں واقع باغات اور درختوں میں گھرا ہوا مشربہ حضرت ام ابراہیم رضی اللہ عنہا جو ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا۔ یہیں رسول اللہ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ چونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی یا لونڈی کا گھر تھا اس لئے اس میں آپ ﷺ کے نماز ادا کرنے میں شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں آپ ﷺ کا ذاتی باغ بھی تھا۔

معروف مساجد میں سے ایک مشربہ حضرت ام ابراہیم ابن النبی ﷺ بھی ہے۔ ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا باندی تھیں۔ مقوقس شاہ اسکندریہ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا، ان کی بہن سیرین اور ایک ان کا قریبی رشتہ دار حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیرین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور انہیں اپنے لئے لونڈی کی حیثیت سے رکھا اور اپنے مال صدقہ میں سے بالا خانہ میں انہیں سکونت عطا کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے جس کے سبب آپ ﷺ کی پنڈلی یا کندھا کچھ زخمی ہو گیا اور آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کے لئے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے مشربہ (کمرے) میں تشریف فرما ہوئے اس کی سیڑھی لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس عیادت کے لئے حاضر ہوتے اور آپ ﷺ انہیں بیٹھ کر نماز پڑھاتے تھے۔ (الحدیث۔ اسے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔)

آج کل اس مسجد کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ یہ بنو قریظہ کے شمال میں حرہ شرقیہ کے نزدیک باغات کے درمیان واقع تھی، اب صرف ایک چار دیواری ہے۔ قبلہ سے شمال کی جانب 16 فٹ اور شرقاً غرباً 21 فٹ ہے۔ (حوالہ اخذ کی کتاب مسجد نبوی ﷺ کا تصویری البم)

مشربہ بستان کو کہتے ہیں۔ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا والدہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کا یہاں ایک باغ تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھیں اور حضور ﷺ ان کے ساتھ بہت خوش رہتے تھے۔ اور یہ بات میرے لئے غیرت اور رشک کا موجب ہوئی۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ ان کو ان کے باغ میں لے گئے اور انہوں نے وہیں رہنا شروع کر دیا اور وہیں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ گاہے بگاہے وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں نمازیں بھی پڑھتے۔ یہ مقام عوالی مدینہ منورہ حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان واقع ہے۔ چار دیواری کے اندر مسجد ومقام ہے۔ آج کل چار دیواری کے اندر جانے کے راستے بند ہیں۔ (جذب القلوب ص 141)

مدینہ کے قریب حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی چار دیواری، کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا یہیں دفن ہیں۔

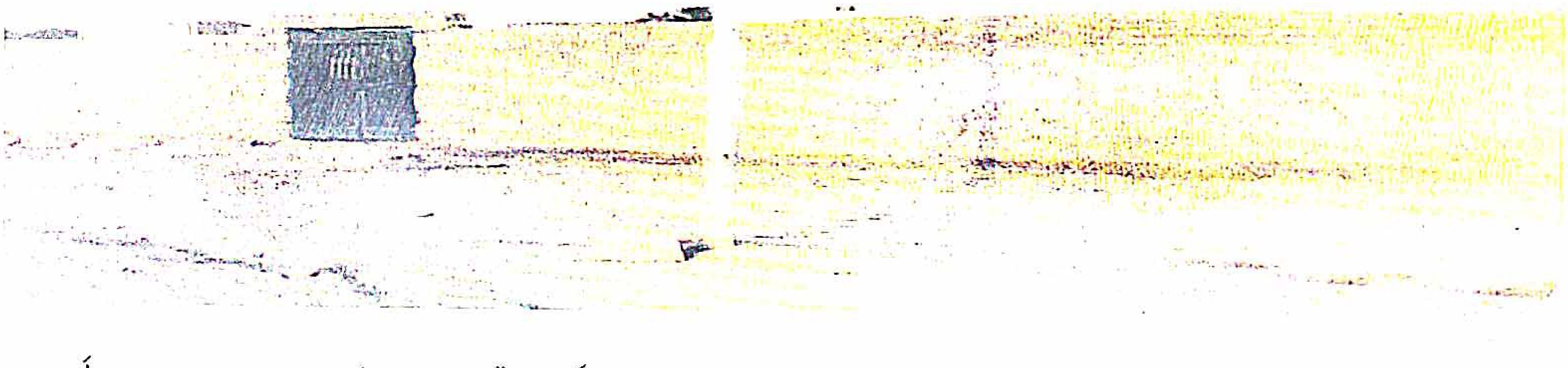

مدینہ منورہ کے نواح میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ام ابراہیم کا مکان جہاں وہ قیام پذیر رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی مسجد اور قبر وہیں ہے جہاں آپ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں اور وفات پائی۔
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو مقوقس بادشاہ نے حضور ﷺ کے لئے تحفہ میں بطور باندی بھیجا تھا۔ ان سے ایک بچہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش

حضور سید دو عالم ﷺ کے صاحبزدے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے آخری بیٹے ہیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ذی الحجہ 8 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ساتویں روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ کیا گیا۔ بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی گئی اور بال دفن کئے گئے۔ عوالی میں ایک مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے سپرد کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً آپ عوالی میں تشریف لے جاتے گود میں لے کر پیار فرمایا کرتے۔ سولہ ماہ زندہ رہ کر آپ ﷺ کے صاحبزادہ نے انتقال فرمایا۔ (مدارج النبوۃ ص 543)

ان کے انتقال پر حضور ﷺ نے فرمایا: انا بک لمحزونون

ہم تیرے سبب غمزدہ ہیں۔

آپ کے انتقال کے موقع پر اتفاق سے سورج گرہن ہو گیا۔ اہل عرب کا نظریہ تھا کہ سورج گرہن کسی بڑے انسان کی موت پر ہوتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا سورج گرہن کسی کی موت پر نہیں ہوتا۔ یہ نشانات قدرت سے ہے۔ جب ایسا دیکھو تو نماز پڑھو، صدقہ دو۔ (زرقانی/سیرت المصطفیٰ)

ان کی نماز جنازہ خود حضور سید دو عالم ﷺ نے پڑھائی۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر میں اتارا۔ حضور سید دو عالم ﷺ نے قبر پر پانی چھڑکا۔ (تاریخ المدینہ ص:358)

حضور ﷺ کا ابراہیم بن محمد ﷺ کو جنت البقیع میں دفن کرنا

سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سرکار دو جہاں ﷺ کے نور چشم، محبوب رب العالمین ﷺ کے لخت جگر تھے۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر فرمایا: میرے بیٹے کو جنت البقیع میں عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احاطے میں دفن کرو۔ خوش خبری سنائی کہ میرے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنت میں ایک انا ہوگی جو شیر خواری کے ایام پورے گی۔ رحمت کون و مکاں ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا۔ یہ پانی ابر رحمت تھا۔ یہ ابر رحمت بقیع میں تا حشر دفن ہونے والوں کی ارواح کو سیراب کرتا رہے گا۔ اس سے پہلے یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کی قبر پر نہ برسا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جگر گوشے کی قبر پر سے ریزے بھی چنے۔

اے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے بقیع میں دفن ہونے والوں کے لئے سعادت و برکت کے دروازے کھول دیئے۔ جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کو امن و سلامتی کا پروانہ عطا فرما دیا۔ اتفاق سے اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا تو اہل عرب کا کیال تھا کہ سورج گرہن کسی بڑے انسان کی موت پر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نشانیاں آفتاب و ماہتاب ہیں۔ یہ نہ کسی کی موت سے گہناتے ہیں نہ کسی کی حیات سے۔ لہٰذا جب تم یہ کیفیت دیکھو تو سہمے ہوئے مسجدوں کی جانب رجوع کرو۔ یہ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ آپ ﷺ روتے ہیں؟ فرمانے لگے میں فقط ایک آدمی ہی تو ہوں آنکھ میں آنسو بھرے دل میں ہی خشوع ہے با ایں ہمہ ایسی بات نہیں کہتا جو پروردگار کو ناراض کرے۔ خدا کی قسم اے ابراہیم! حقیقت میں ہم تیرے لئے رنجیدہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو میں ہر ایک قبطی سے جزیہ ساقط کر دیتا۔ حضرت ابن جابر مکحول سے روایت ہے وفاتِ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: اگر ابراہیم زندہ ہوتا تو اس کا کوئی ماموں غلام نہ ہوتا۔ یعنی قبطی قوم کے تمام لوگ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل آزاد کر دیئے جاتے۔

جنت البقیع میں موجود حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر جو کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رحمتِ دو عالم ﷺ کی یہ پھوپھی تاریخ اسلام کی بہادر خواتین میں سے ایک ہیں۔ ان کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور غیر معمولی فضائل ومناقب کے حامل ہیں۔

دعوت اسلام کی ابتدا قریبی عزیزوں سے

دعوت عامہ کا آغاز کہاں سے ہوا؟ اس سلسلے میں بھی وحی الٰہی نے رہنمائی فرمادی۔ اور ارشاد ہوا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

اپنے قریبی خاندان کو عذاب سے ڈراؤ

چنانچہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے اولادِ عبدالمطلب کی ضیافت کا اہتمام کیا۔ جس میں ابولہب سمیت آپ ﷺ کے تمام چچاؤں اور پھوپھیوں نے شرکت کی۔ کھانے کے بعد رحمتِ دو عالم ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے خاندان والوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراؤں۔

یہ سنتے ہی ابولہب آگ بگولہ ہوگیا، اور واہی تباہی بکنے لگا۔ اس لئے مزید بات چیت نہ ہوسکی، اور محفل برخاست ہوگئی۔

چند دنوں بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا ''یارسول اللہ! خاندان والوں کو آگاہ کرنے کی ایک بار پھر کوشش کیجئے''۔

چنانچہ رحمت دو عالم ﷺ نے دوبارہ سب کو بلایا اور نہایت دردمندانہ انداز میں ان سے خطاب فرمایا۔ پہلے چند تمہیدی باتیں ارشاد فرمائیں، پھر اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے فرمایا:

''اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں، خصوصاً تمہاری طرف اور عموماً تمام لوگوں کی طرف۔ واللہ! جس طرح تم سوتے ہو اسی طرح ایک دن مر جاؤ گے اور جس طرح جاگتے ہو اسی طرح روز محشر اٹھ کھڑے ہوگے، پھر تم سے حساب لیا جائے گا، نیکی کی جزا ملے گی اور بُرائی کی سزا۔ پھر یا تو ہمیشہ کیلئے جنت میں چلے جاؤ گے یا ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ خدا کی قسم اے اولادِ عبدالمطلب! جتنا کچھ تمہارے لئے میں لے کر آیا ہوں اتنا کبھی کوئی لے کر نہیں آیا، میں تمہارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیاں لے کر آیا ہوں۔''

اس محفل میں ابولہب بھی موجود تھا اس نے حسب سابق پھر رحمت دو عالم ﷺ کو نازیبا باتیں کہنی شروع کردیں، پھر اپنے بھائیوں، بہنوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

''اے اولادِ عبدالمطلب! یہ بہت ہی بُری باتیں ہیں، اس کو ایسی باتوں سے روکو، قبل اس سے کہ یہ کام دوسروں کو کرنا پڑے۔ اگر لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو اس وقت تم کیا کروگے؟ اگر تم نے اس کو ان کے سپرد کردیا تو یہ بات تمہارے لئے باعث عار ہوگی اور اگر تم نے اس کی حفاظت کی کوشش کی تو تم چند آدمی پورے عرب کا کس طرح مقابلہ کرسکو گے؟ نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم سب مارے جاؤ گے۔''

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جراٴتمندانہ اقدام

رحمت دو عالم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابولہب کی باتیں ناگوار گذریں، کہنے لگیں۔

''تم تو ہر موقع پر اپنے بھتیجے کو رسوا کرنے کے درپے رہتے ہو، کیا یہ اچھی بات ہے؟ خدا کی قسم! ہر مذہب کے علماء مدتوں سے یہ خوشخبری سناتے آرہے ہیں کہ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک نبی پیدا ہوگا.... وہ نبی یہی تو ہے۔''

ابولہب بولا ''یہ سب فضول باتیں ہیں، عربوں کی مشترکہ قوت کے سامنے ہم نہیں ٹھہر سکتے۔''

ابوطالب نے کہا ''بہرحال جب تک دم میں دم رہا ہم اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دیکھ کر صبر و استقلال کا مظاہرہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بہن ہیں۔ غزوہ احد میں جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا المناک سانحہ پیش آیا تو یہ ان کو دیکھنے کیلئے آئیں۔ چونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ چاک اور ناک کان کٹے ہوئے تھے۔ اس لئے رحمت دو عالم ﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ یہ ان کو اس حال میں دیکھیں۔ نہ جانے بھائی کے پارہ پارہ جسم کو دیکھ کر بہن کے دل پر کیا گذر جائے۔ چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا: ''امی جان! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ واپس چلی جائیں۔''

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں ''کیوں بھلا؟ مجھے پتہ ہے کہ میرے بھائی کے ناک کان کاٹ لئے گئے ہیں، مگر اس کے ساتھ یہ سب کچھ تو خدا کی راہ میں ہوا ہے اور خدا کی تقدیر پر مجھ سے زیادہ راضی کون ہوسکتا ہے؟ میں انشاء اللہ صابر رہوں گی۔''

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جراٴت مندانہ جواب رحمت دو عالم ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے آخری دیدار کی اجازت دے دی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کمال صبر وضبط سے بھائی کا کٹا ہوا لاشہ دیکھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا دعائے مغفرت کی اور کہا ''اب انہیں دفن کردیا جائے''۔

(الاصابہ ج 4 ص 349، بحوالہ سیدالوریٰ)

مقام احد: جہاں حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہادری کے جوہر دکھائے

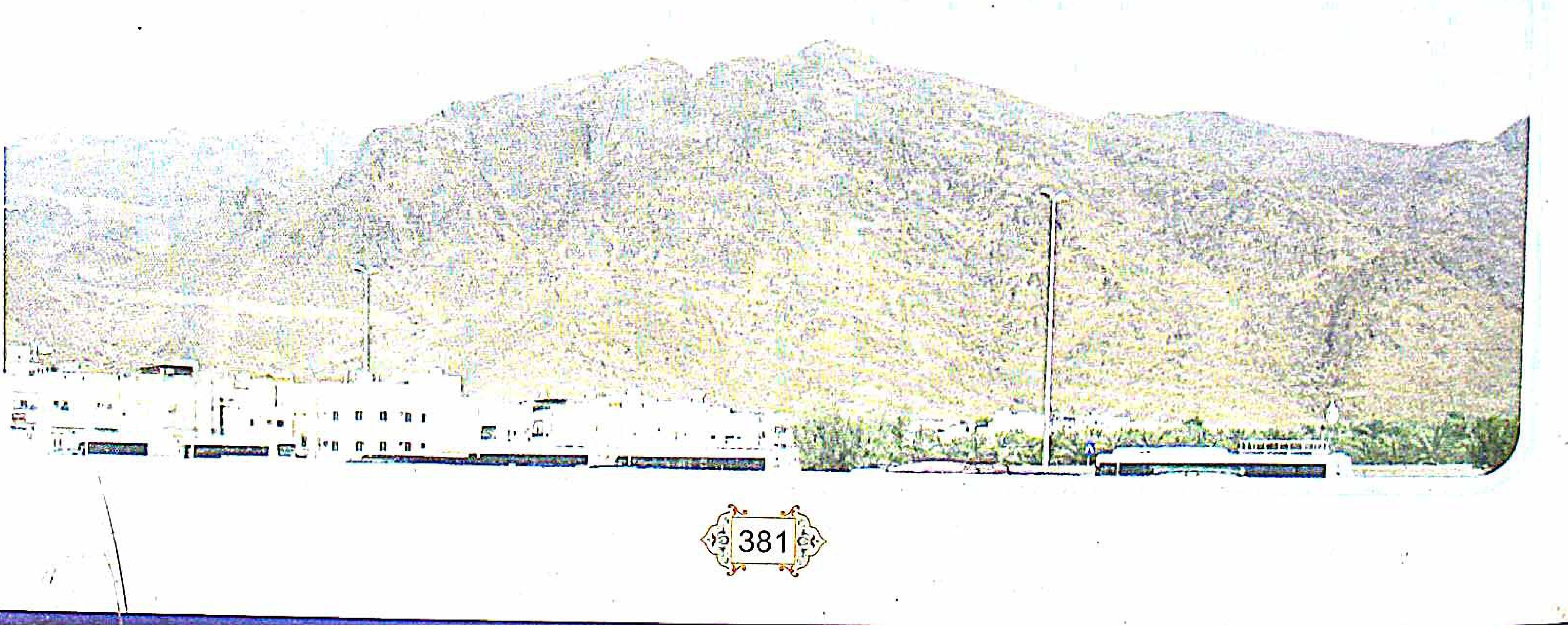

Marfat.com

غزوہ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہادری کا انوکھا واقعہ

غزوہ خندق میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے عورتوں کے تحفظ کی خاطر انہیں فارع نامی ایک چھوٹے سے قلعہ میں بھیج دیا اور ان کی حفاظت ونگہبانی کے لئے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین فرمادیا۔ مدینہ کے بدباطن یہودیوں نے سوچا کہ اس وقت مرد تو سارے جہاد میں مصروف ہیں کیوں نہ اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے اور مستورات کو ذلیل ورسوا کیا جائے۔

چنانچہ انہوں نے ایک آدمی کو سن گن لینے کے لئے قلعہ کی طرف بھیجا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو مشکوک حالت میں پھرتے اور تاک جھانک کرتے دیکھا تو سمجھ گئیں کہ یہودیوں کا جاسوس ہے۔ انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ اگر اس نے واپس جاکر دوسروں کو بتادیا کہ مستورات کی حفاظت کا کوئی خاص اہتمام نہیں ہے تو نہ جانے ذلیل یہودی کیا کرگزریں۔

اس لئے انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: حسان تم نیچے جاؤ اور اس آدمی کو قتل کردو۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رزم (لڑائی) کے آدمی نہ تھے، وہ تو بزم کے بادشاہ تھے۔

انہوں نے جواب دیا: بی بی جی! اگر میں اس کام کا ہوتا تو یہاں عورتوں میں بیٹھا ہوتا؟ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصروفِ جہاد نہ ہوتا؟

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود ہی ہمت کی، ایک خیمے کا چوبی ستون اکھیڑ کر نیچے اتریں، آہستہ سے دروازہ کھولا، اور جونہی جاسوس سامنے آیا چوبی ستون سے ایسا زوردار وار کیا کہ اس کو مار ہی ڈالا۔ پھر واپس جاکر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: حسان! میں نے اس کو مار ڈالا ہے، اب تم جاکر اس کا سر کاٹ لاؤ، تاکہ اسے قلعہ کے اوپر سے یہودیوں کی آبادی کی طرف پھینک دیا جائے۔ اپنے جاسوس کا یہ حشر دیکھ کر ان کو دوبارہ شرارت کی جرأت نہ ہوگی۔ مگر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر معذوری ظاہر کردی، بی بی جی! میرے بس سے یہ کام بھی باہر ہے۔ مجبوراً یہ فریضہ بھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہی انجام دینا پڑا اور جب اس کا سر نیچے پھینکا گیا تو یہودی کہنے لگے: ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ محمد (ﷺ) نے مستورات کے تحفظ کا معقول انتظام کر رکھا ہوگا۔ (الاصابہ 4:349 بحوالہ سیدالوریٰ)

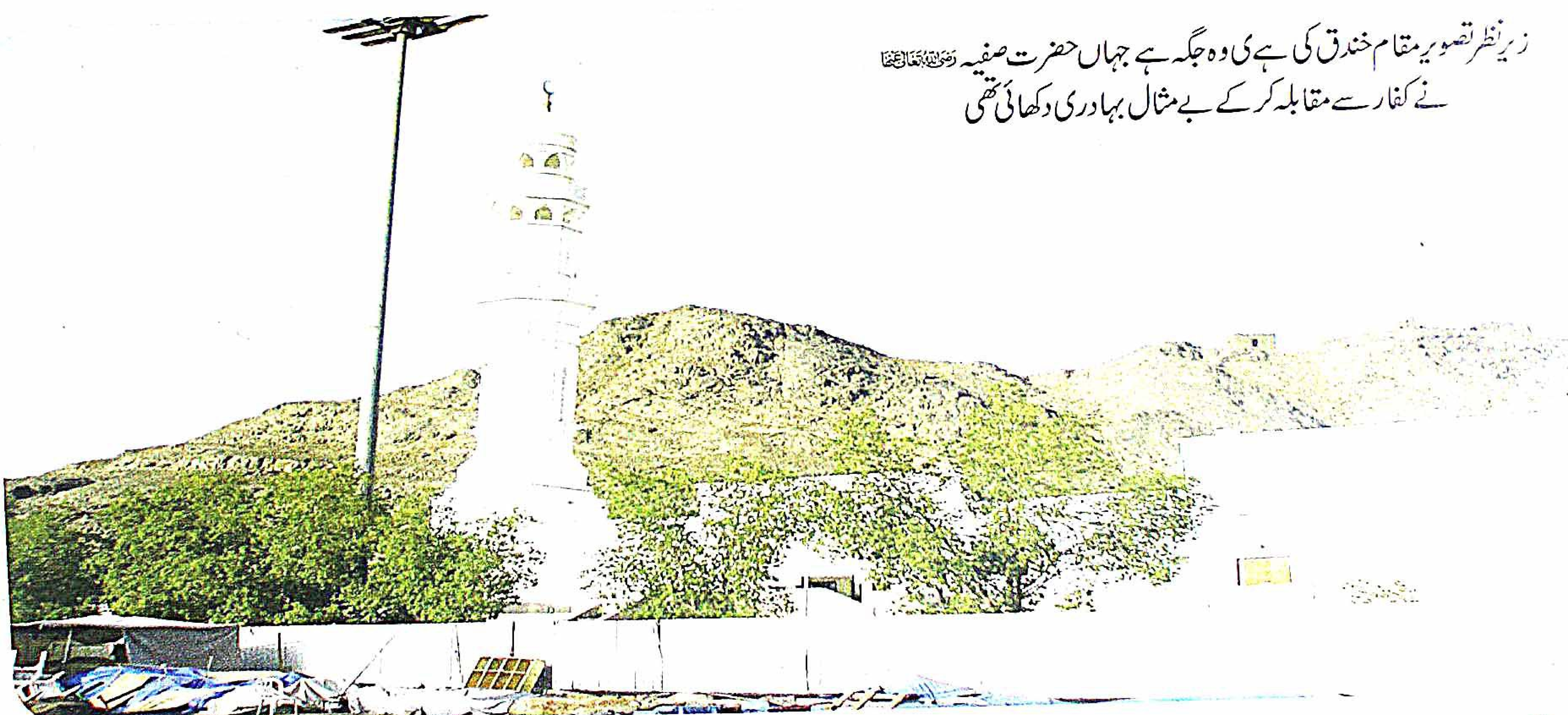

زیرِ نظر تصویر مقام خندق کی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کفار سے مقابلہ کرکے بے مثال بہادری دکھائی تھی

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

غیر معمولی طور پر دلیر اور شجاع ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاعرہ بھی اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ اپنے والد کی وفات، بھائی کی شہادت اور رحمتِ دو عالم کے وصال پر انہوں نے جو شاہکار مرثیے کہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بعمر 73 سال انتقال فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(سیر الحلبیہ ج1 ص: 311/ الآثار المحمدیہ ص: 222، 223)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ

ہمارے پیغمبر ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1. حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2. حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3. حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
4. حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحب زادی تھیں۔ وہ آپ ﷺ کی بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کی پیدائش کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک تیس برس تھی۔ یعنی آپ ﷺ کی شادی کے پانچ سال بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی وقت نعمت اسلام سے سرفراز ہوگئی تھیں جب ان کی والدہ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں۔ لیکن ان کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے۔ جنگ بدر 17 رمضان 2 ہجری کو ہوئی۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار قریش کی جانب سے مسلمانوں سے برسر پیکار تھے۔ جنگ بدر میں ان کو ایک انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کرلیا تھا۔ ان کی رہائی کا انتظام ان کی بیوی یعنی رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تھا۔ انہوں نے اپنا ایک ہار بدلے میں بھیجا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شادی کے وقت اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں دیا تھا۔ اس وقت تک حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ منورہ کو ہجرت نہیں کی تھی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ معظمہ میں مقیم تھیں۔

یہ ہار حضور ﷺ نے دیکھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد آگئی اور فرمانے لگے اگر یہ ہار حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیا جائے تو میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔ یہ ہار اس کے پاس اس کی ماں کی نشانی ہے۔ ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمانے لگے کہ تمہارا فدیہ یہ ہے کہ تم حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ بھیج دو۔ یہ اس پر راضی ہوگئے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدینہ روانگی

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کر دیا کیوں کہ کفار کے تعرض کا خوف تھا۔ کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے۔ مقام ذی طوی میں پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ سے زمین پر گرادیا۔ وہ حاملہ تھیں، حمل ساقط ہوگیا، کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا۔ لوگ ہٹ گئے تو ابوسفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا اور کہا تیروں کو روک لو ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے۔ انہوں نے تیر ترکش میں ڈال دیئے۔ ابوسفیان نے کہا محمد (ﷺ) کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں، اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے۔ ہم کو زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روکنے کی ضرورت نہیں، جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اس وقت چوری چھپے لے جانا۔ کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر مکہ واپس آئے چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بھیج دیا تھا۔ کنانہ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے حوالے کیا وہ ان کو لے کر روانہ ہوگئے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی اور ان دونوں کے آپس میں بڑے خوشگوار دن گزر رہے تھے۔ اس لئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مدینہ چلے جانے کے بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغموم رہنے لگے۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت اور امانتداری کے معاملہ میں بہت امین مشہور تھے۔ اہلِ قریش اپنا تجارتی مال ان کے ساتھ فروخت کرنے کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے تو حضور ﷺ کو خبر پہنچی۔ حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معہ ایک سو ستر سوار کے تعاقب کیلئے بھیجا۔ چنانچہ مقام حیص میں دونوں قافلے ایک دوسرے سے دوبدو ہوئے۔ سوارانِ اسلام نے مشرکین کو گرفتار کرلیا۔ اور جو کچھ مال ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کرلیا۔ لیکن حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قافلے کا یہ حشر دیکھ کر مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں پناہ دے دی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے سفارش کی کہ اس قافلہ کا سارا مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے مجاہدین کے پاس کہلا بھیجا، تو سب نے اسے بخوشی قبول کرلیا۔ اسکے بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مال اسباب لے کر مکہ معظمہ پہنچے اور جس کا جو کچھ لینا دینا تھا لے دے کر حساب صاف کیا اور ایک روز قریش کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اے اہلِ قریش میرے ذمہ کسی کا مطالبہ تو باقی نہیں؟ اہلِ قریش نے کہا: نہیں۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے تو لو اب سن لو میں اب مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

پڑھا اور فرمایا خدا کی قسم! مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد اسلام لانے سے صرف یہ امر مانع تھا کہ تم لوگ یہ خیال نہ کرو کہ میں تمہارے مال کو غبن کر چکا ہوں۔ اس لئے مسلمان ہوگیا ہوں۔ اب جب کہ میں تم سب کا مال تم کو دے چکا ہوں تو اب کوئی وجہ نہیں کہ میں بے باک ہو کر اسلام قبول نہ کروں۔ (طبقات ابن سعد ص:22)

اس کے بعد وہ مدینہ آئے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں۔ ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی جدید نکاح نہیں ہوا لیکن دوسری روایت میں تجدید نکاح کی تصریح ہے۔

وفاتِ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ

نکاح جدید کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت کم زندہ رہیں اور 8ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا جس کا طریقہ خود آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، خود قبر میں اترے اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا اس وقت چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔

Marfat.com

جنت البقیع: جہاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں

جنت البقیع میں قبروں کی ویرانی، زبوں حالی اوران سے بے اعتنائی زائرین کے لئے حزن وملال کا باعث ہے۔ یہاں قبریں نہیں صرف قبروں کے نشان ہیں جن پر کوئی کتبہ نہیں، نشان نہیں، سایہ نہیں، سائبان نہیں، کون سی قبر کس خوش نصیب کی ہے؟ صرف سینہ بہ سینہ چلنے والی روایتوں سے پتہ چلتا ہے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اہم قبریں ہیں۔

ہر قبر سطح زمین کے ہموار ہے، جس کے سینے پر چند پتھر رکھے گئے ہیں، ماضی کی بعض تصاویر سے پتہ چلتا ہے کہ کسی زمانے میں قبروں پر عالی شان گنبد اور خوبصورت قبے تعمیر تھے۔ آل سعود نے 1926ء میں سب گرا دیئے اور قبروں کو زمین کے برابر کر دیا گیا۔

جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں جانب امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبریں ہیں۔ اسی جانب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابدی نیند سو رہی ہیں۔ ان کے سامنے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔

جنت البقیع کی دور سے لی گئی تصویر

Marfat.com

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آپ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چھوٹی اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑی تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوبرو اور موزوں اندام تھیں۔ زرقاوی میں ہے

کانت بارعة الجمال وہ نہایت جمیل تھیں۔

رسول اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی کا نام حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ ان کی پیدائش کے وقت نبی ﷺ کی عمر 33 برس تھی۔ قبل از اظہار نبوت اور نزول وحی سے پہلے حضور ﷺ نے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا تھا۔ نبوت کے بعد جب سورۃ اللھب نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے کبیدہ خاطر ہو کر اپنے بیٹے سے کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی رقیہ بنت محمد کو طلاق نہ دی تو ہماری زندگی اور تمہارے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہمارا حرام ہے۔ عتبہ نے بہ تعمیل حکم والدین حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔ انکا صرف عقد ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی۔

(مواہب لدنیہ ص: 197 ج 1 / بحوالہ اسلام کی بیٹیاں)

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی

اس کے بعد ان کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اس وقت سارے مکہ میں یہ بات مشہور تھی کہ سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ایک صحابیہ نے کچھ شعر ان کی شادی پر کہے تھے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ راہِ خدا میں مکے سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (مستدرک حاکم)

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حبشہ کی طرف ہجرت

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ جب واپس آئیں تو مکہ کی سرزمین پہلے سے زیادہ خونخوار تھی چنانچہ دوبارہ ہجرت کی۔ کچھ مدت تک آنحضرت ﷺ کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ ایک عورت نے آکر خبر دی کہ میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا دی اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بی بی کو لے کر ہجرت کی ہے۔

(حوالہ سیر الصحابیات 103)

اس مرتبہ حبشہ میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں۔ جب یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو چند بزرگ جن میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں، مکہ آئے اور آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی، جہاں انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر قیام کیا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

2ھ میں جو غزوۂ بدر کا سال تھا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف ہوئی۔ آنحضرت ﷺ اس زمانے میں بدر کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غزوہ کو روانہ ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا۔ عین اسی دن جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ آکر فتح کا مژدہ سنایا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ غزوہ کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ۔ اس فقرہ نے عورتوں میں کہرام برپا کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑا لے کر مارنے کیلئے اٹھے آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا رونے میں کچھ حرج نہیں لیکن نوحہ وبین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہیے۔

طبرانی شریف میں ہے جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت پر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر کے کنارے کھڑی ہو کر بہت روئیں۔ حضور سید عالم ﷺ اپنے دست مبارک سے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنسو پونچھ رہے تھے۔ (خلاصۃ الوفا)

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد

حبشہ کے زمانۂ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام عبداللہ تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اسی نام پر تھی۔ چھ سال تک زندہ رہا، ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس چہرے پر چونچ ماری اور جاں بحق ہو گیا۔ یہ جمادی الاولیٰ واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (اسد الغابہ ج 5 ص 457 / بخاری ج 1 ص 442)

جنت البقیع جہاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ مدفون ہیں

مسجد نبوی سے جنت البقیع کو جانے والا دروازہ۔ جنت البقیع ہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں۔

Marfat.com

جنت البقیع کے دروازے کا دلکش منظر

جنت البقیع کے باہر لگے بورڈ

حضور اکرم ﷺ کی 4 بیٹیوں کی قبر مبارک

جنت البقیع میں قبور دختران رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کی قبروں سے بائیں طرف تقریباً دس میٹر کے فاصلے پر آنحضرت ﷺ کی دختران کی درج ذیل قبریں ہیں۔

(1) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (2) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (3) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (4) اور قریب ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھیں مدفون ہیں۔

Marfat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔نزول وحی سے قبل ان کا نکاح بھی حضور ﷺ نے ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے کر دیا تھا۔اور ان سے بھی یہی واقعہ پیش آیا جو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آیا تھا۔یعنی سورۃ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے اپنے دونوں بیٹوں سے یہی کہا کہ بنت محمد ﷺ کو طلاق دے دو، ورنہ ہمارے ساتھ تمہارا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ چنانچہ عتیبہ نے بھی ماں باپ کے حکم کے مطابق حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی اور ان کا بھی صرف عقد ہی ہوا تھا۔ رخصتی سے پہلے ہی طلاق مل گئی۔(مواہب لدنیہ ص:197، ج1)

عتیبہ نے صرف طلاق ہی نہیں دی بلکہ دربار نبوی ﷺ میں آکر گستاخی کی۔حضور سید عالم ﷺ پر حملہ کیا، پیراہن چاک کیا۔

استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

گستاخی کی سزا

عتیبہ کی اس گستاخی پر حضور سید عالم ﷺ نے اس کے حق میں بد دعا دی۔اے اللہ اس پر اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط فرما۔چنانچہ ایک مرتبہ قریش کا تجارتی قافلہ شام کی طرف گیا۔زرقاء کے مقام پر اُترا۔ابولہب اور عتیبہ دونوں باپ بیٹا اس قافلے میں شامل تھے۔رات کے واقت ایک خونخوار شیر آیا جو تمام قافلے والوں کو دیکھتا اور سونگھتا تھا۔جب عتیبہ پر پہنچا تو اس کو چباڈالا اور یہ شیر ایسا غائب ہوا کہ پھر اس کا پتہ ہی نہ چل سکا کہ کہاں گیا۔(زرقانی ج3 ص:200)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوگیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مغموم رہنے لگے۔حضور ﷺ نے پوچھا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان کیوں رہتے ہو؟ عرض کیا حضور ﷺ! مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی ہے، حضور ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کی وفات سے میری تو کمر ٹوٹ گئی ہے۔ حضور ﷺ سے جو رشتہ قرابت وابستہ تھا، منقطع ہوگیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ عِنْدِیْ مِائَۃَ بِنْتٍ یَمُتْنَ وَاحِدَۃً بَعْدَ وَاحِدَۃٍ زَوَّجْتُکَ اُخْرٰی بَعْدَ اُخْرٰی ھٰذَا جِبْرِیْلُ اَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اُزَوِّجَکَھَا (مواہب لدنیہ ص:197 ج1)

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو میں ایک کے مرنے کے بعد دوسری سے تمہارا نکاح کرتا جاتا۔یہ جبرائیل کھڑے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ کا مجھے حکم ہے کہ ام کلثوم کا نکاح میں تمہارے ساتھ کر دوں۔

چنانچہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگیا اور وہ رشتہ قرابت جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ سے حاصل تھا، حضور ﷺ نے منقطع نہیں ہونے دیا۔بلکہ اپنی دوسری بیٹی دے کر اسے برقرار رکھا اور قسم کھا کر فرمایا کہ اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوں تو میں ایک کے مرنے کے بعد دوسری تمہیں دیتا ہی چلا جاؤں۔سبحان اللہ! کیا شان ہے۔اسی بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔یعنی ان کے عقد میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کے دو نور آئے۔بالفاظ دیگر رسول ﷺ کی یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو نور قرار پائیں۔اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نور والے ٹھہرے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد چھ سال [illegible] رہیں۔9ھ میں وفات ہوئی۔حضور نبی کریم ﷺ نے [illegible] پڑھائی، بقیع میں دفن ہوئیں۔حضرت انس بن مالک [illegible] سے روایت ہے کہ جس وقت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر میں اتارا [illegible] حضور ﷺ اس وقت قبر کے پاس موجود تھے۔آپ [illegible] آنکھوں سے سیل اشک رواں تھے۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا [illegible] کوئی اولاد نہیں تھی۔

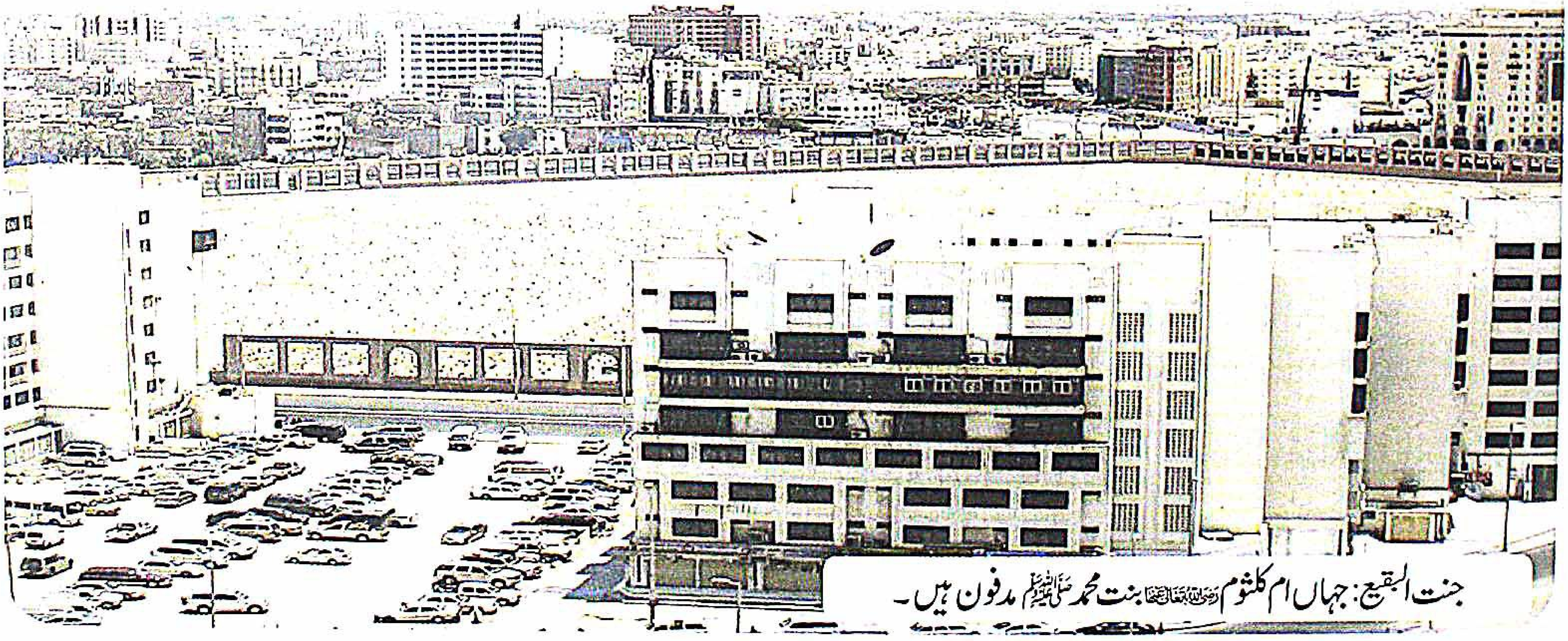

جنت البقیع: جہاں ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ مدفون ہیں۔

جنت البقیع کا فضائی منظر

Marfat.com

جنت البقیع: جہاں ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

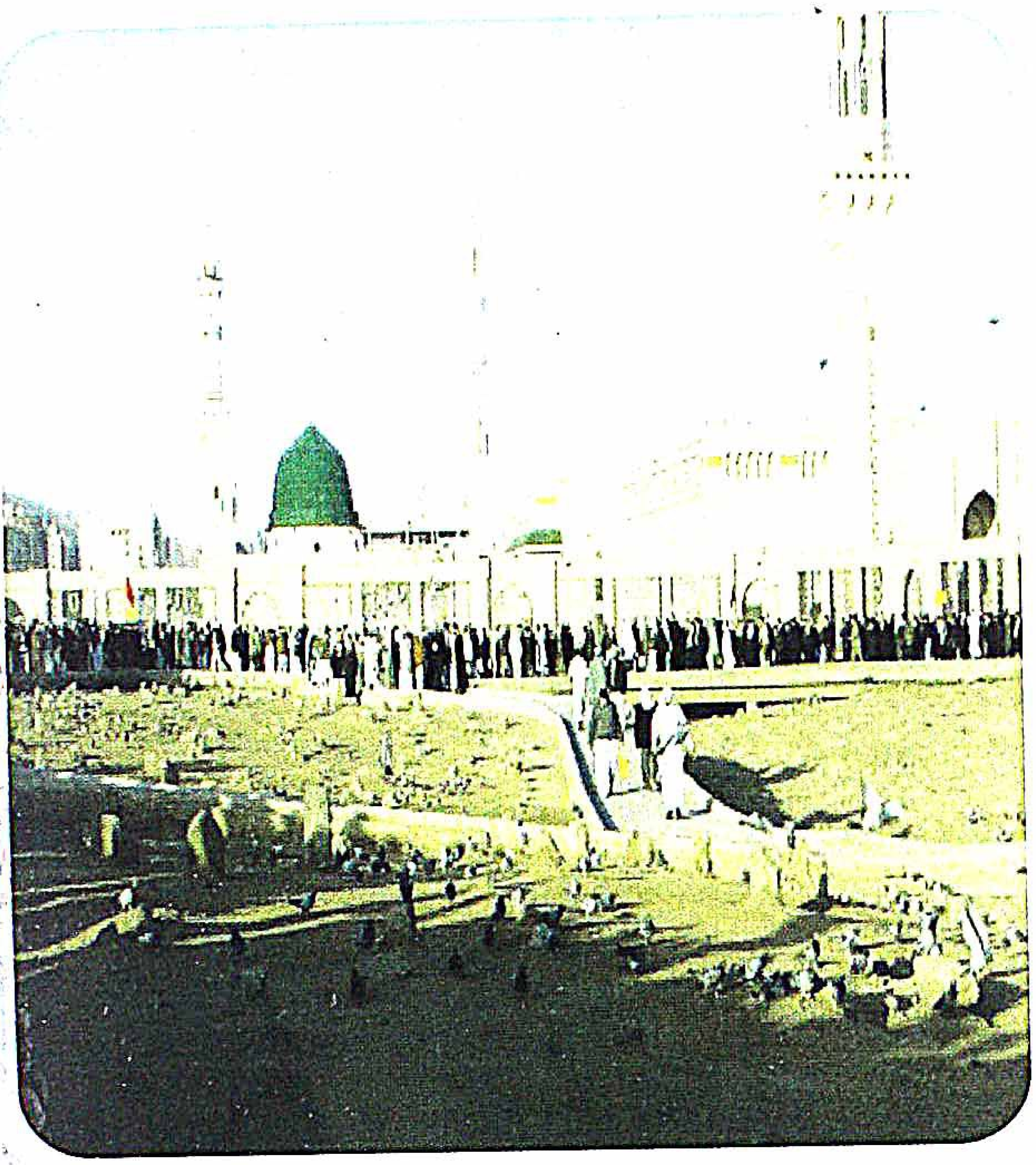

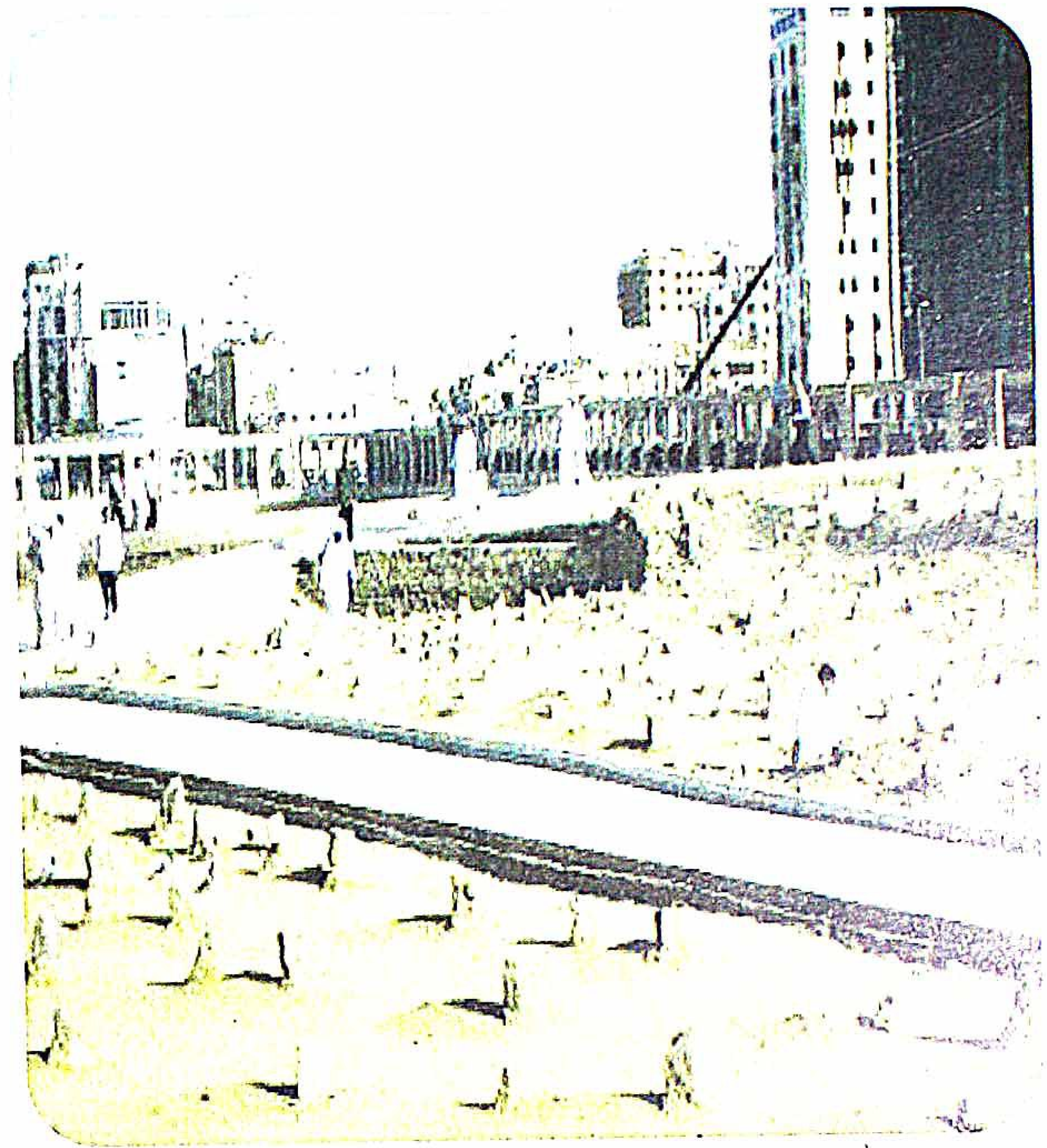

جنت البقیع: وہ مبارک جگہ ہے جہاں روز قیامت آپ ﷺ سب سے پہلے جائیں گے۔

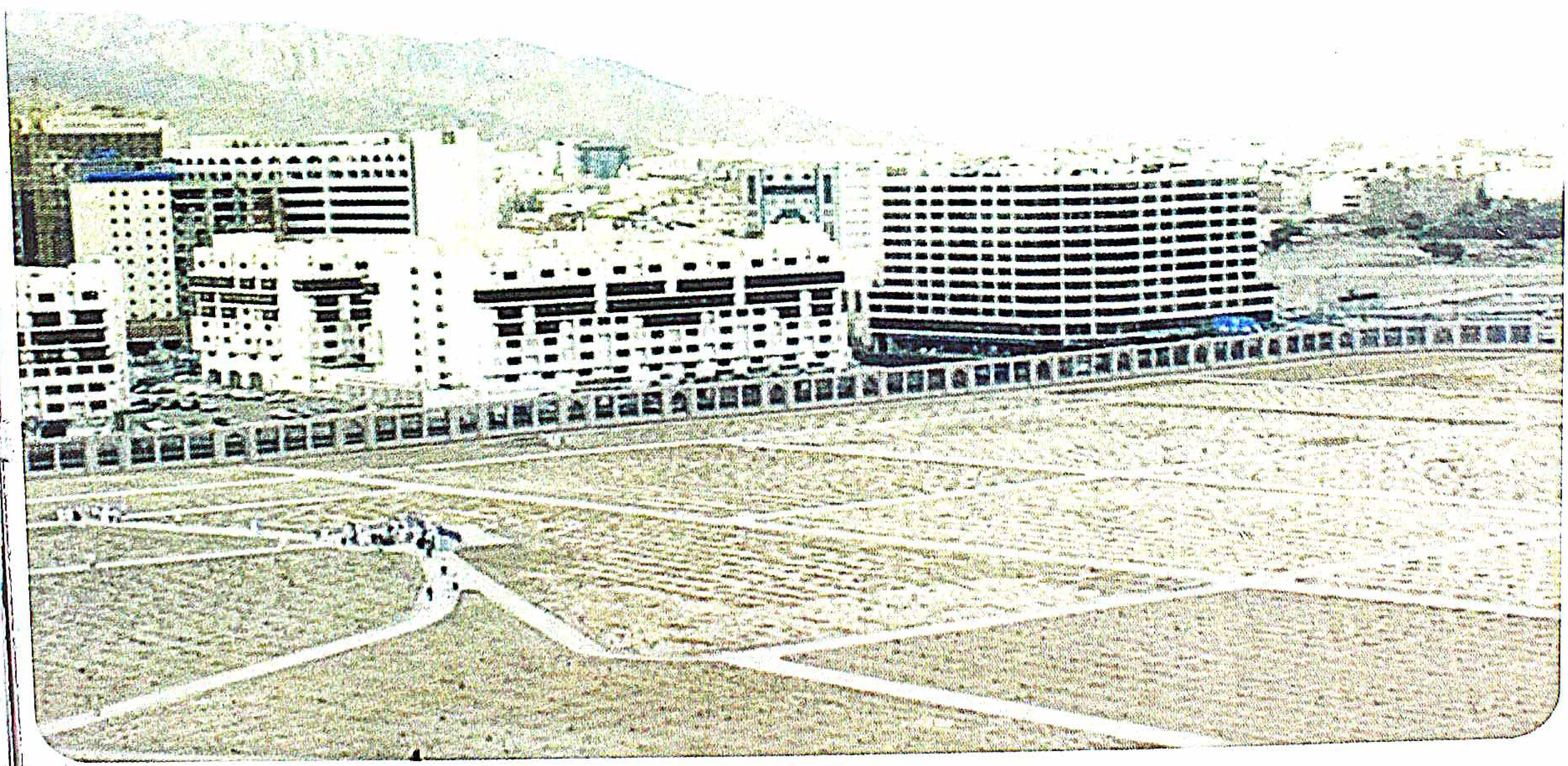

جنت البقیع 1907ء کی تصویر اس میں گنج ہائے گرانمایہ مٹی کی ڈھیریوں میں بے نام ونشان ہیں۔ قبرستان کا موجودہ رقبہ 174,962 مربع میٹر ہے۔
1970ء میں اس کی احاطہ بندی کی گئی اور درمیان میں راستے بنا دیئے گئے۔ دیواروں کی بلندی 4 میٹر اور لمبائی 1724 میٹر ہے۔

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے کم عمر تھیں۔ ان کے سالِ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سال پیدا ہوئی جس سال آنحضرت ﷺ کو خلعت نبوی سے سرفراز کیا گیا تھا۔

دوسری روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پانچ برس قبل اس دوران پیدا ہوئی جب کعبۃ اللہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر پینتیس برس تھی۔ بعض روایات میں یہ مرقوم ہے کہ نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے القابات

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکارم اخلاق کا مجموعہ اور فضائل حمیدہ کا پیکر تھیں۔ دنیا کی نیکیاں ان کی ذات میں جمع ہو گئی تھیں۔ وہ خواتین عالم کی سردار اور سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہیں۔ زہرہ، بتول، زکیہ، مطہرہ، راضیہ، مرضیہ اور طاہرہ ان کے القاب ہیں۔ فہم و فراست اور علم و فضل میں اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے ممتاز تھیں۔

دنیا کے باکمال انسان سے نکاح

مشہور روایت کے مطابق اٹھارہ سال کی عمر میں اور اگر سال ولادت ایک نبوت مان لیا جائے تو پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی عمر میں 2 ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کیا۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے دنیا کے بہترین اور باکمال انسان سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا ہے۔

جس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں اسی طرح مردوں میں آپ کی نظر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالی مرتبہ رکھتے تھے۔

نکاح کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر 21 برس پانچ مہینے تھی۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے؟ بولے ایک گھوڑا اور زرہ کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے بے حد ضروری ہے، زرہ کو فروخت کر ڈالو۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہ سے چار سو اسی درہم پر خریدی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیمت لا کر آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دی۔

خاتونِ جنت کا جہیز

حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں، عقد ہوا اور حضور ﷺ نے جہیز میں ایک پلنگ اور ایک بستر دیا۔ اصابہ میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک چادر، دو چکیاں اور ایک مشک بھی دی اور عجب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

بہترین ولیمہ

نکاح کے بعد رسم عروسی کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک مکان لے لیں۔ چنانچہ حضرت حارثہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان ملا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اس میں قیام کیا۔ شادی ہو چکی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی ﷺ نے فرمایا ولیمہ بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ مہر ادا کرنے کے بعد جو رقم بچی اس سے ولیمے کا انتظام کیا گیا۔ ولیمے میں کیا چیزیں شامل تھیں؟ جو کی روٹی، گوشت، کھجور اور پنیر۔ اس زمانے کے مطابق یہ بہت اچھا ولیمہ تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ مکان جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی

یہاں یہ بیان کرنا بہت اہم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ نے اسی مکان میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی تمام اولادیں اسی مکان میں پیدا ہوئی تھیں۔ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کے بعد اس مکان کا نام مولدِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہو گیا تھا۔ سلطان سلمان خان نے اس پر گنبد بنوایا تھا۔ مولدِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زمین سے کسی قدر نیچے تھا۔ وہاں تک رسائی کے لئے چھ سیڑھیاں اترنی پڑتی تھیں۔ مولد پر ایک قبہ اور اندر ایک گول پتھر تھا۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک زیارت گاہ لکھا ہے۔ یہاں ایک مکتب بھی قائم تھا جہاں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی تھی لیکن آل سعود نے دیگر متبرک مقامات کی طرح اس کو بھی مسمار کر دیا۔ (بحوالہ سیرت البرص: 33)

جو جگہ ''مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' کہلاتی تھی وہ ''دار خدیجہ'' میں تھی جہاں شادی کے بعد حضور اکرم ﷺ ہجرت تک مقیم رہے، یہ تصویر مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے۔

Marfat.com

خادم سے بہتر وظیفہ

ایک روز شاہِ امم سلطانِ مدینہ ﷺ کی خدمت میں وافر مقدار میں مالِ غنیمت آیا جس میں قیمتی ساز وسامان کے علاوہ غلام بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر آ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا آپ اگر ابا جان کے پاس جائیں اور گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانے کے لئے ایک غلام کا مطالبہ کریں تو میرے خیال میں بہتر رہے گا۔ کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں آپ پانی لانے اور چکی چلانے سے بہت زیادہ تھک جاتی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سلام عرض کیا، حال واحوال دریافت کیا اور خاموشی سے آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئیں۔ آپ ﷺ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا بیٹا خیریت تو ہے کیسے آنا ہوا؟ کہا بس ابا جان سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے لئے خادم طلب کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی۔ بغیر کوئی مطالبہ کئے واپس گھر آ گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا بنا؟ فرمایا مجھے کچھ مانگتے ہوئے حیاء آتی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا چلو دونوں چلتے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں دونوں میاں بیوی حاضر ہوئے۔ شرماتے ہوئے مدعا پیش کیا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹا یہ مال جو تمہیں دکھائی دے رہا ہے، اصحاب صفہ میں تقسیم ہوگا۔ میں تمہیں اس سے بہتر چیز عطا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمدللہ، اور 34 بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ اس سے دن بھر کی تھکاوٹ اتر جایا کرے گی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احد کے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی پوری زندگی صبر، شکر، زہد وتقویٰ کے ساتھ گذاری۔ دنیا کے مال ومتاع سے بے رغبتی طبیعت کا حصہ بن گئی۔ دیگر صحابیات کے ساتھ غزوۂ احد میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور زخمی مجاہدین کو پانی پلانے کی خدمات سرانجام دیں۔ اس جنگ میں رسولِ اکرم ﷺ بھی زخمی ہوئے۔ آپ ﷺ کے زخموں کو پانی سے صاف کیا اور ان پر کپڑا اجلا کر راکھ سے پٹی کی، جس سے خون نکلنا بند ہو گیا اور جنگ میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت غم کیا۔ (حوالہ صحابیات مبشرات)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوہ خندق، غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں بھی خدمات سرانجام دیں۔

احد: جہاں جنگ کے میدان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اونٹ کی اوجھڑی کا پھینکا جانا اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اوجھڑی ہٹانا

ایک موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے جب سجدہ میں گئے تو عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر لاکر رکھ دی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی بچی تھیں بھاگتی ہوئی آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اوجھڑی کو ہٹایا اور عقبہ کو بددعا دی۔

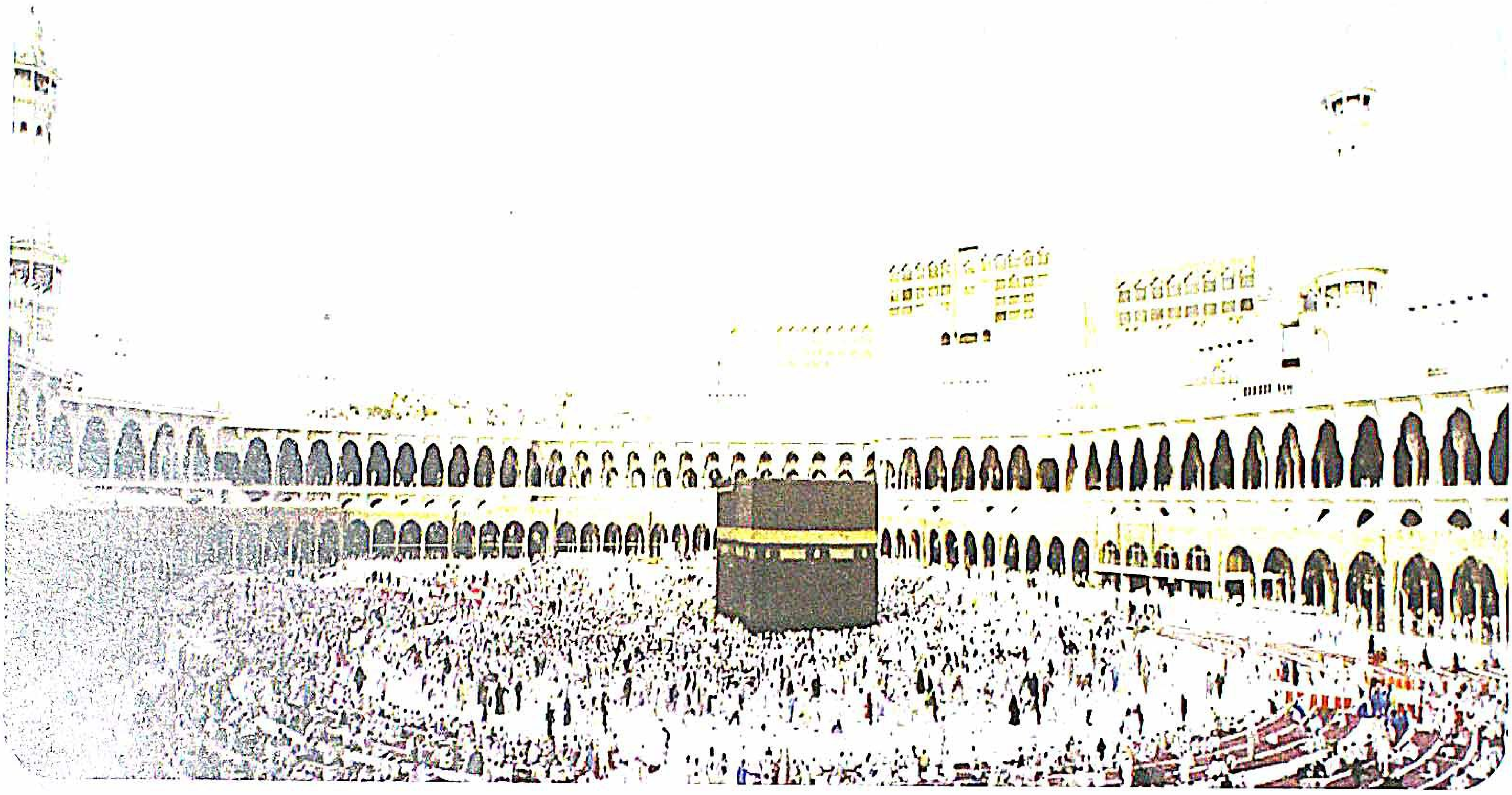

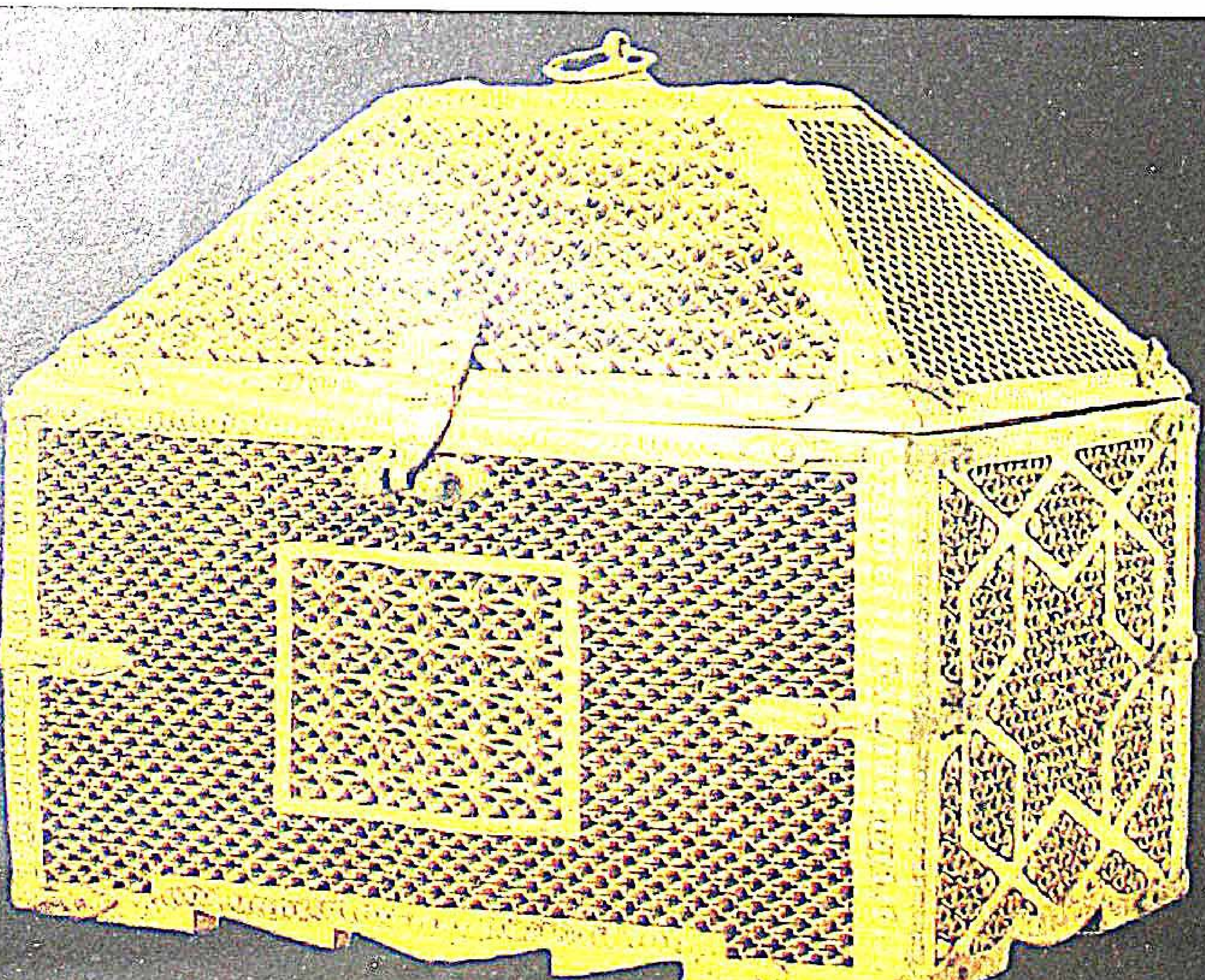

توپ کاپی میوزیم میں موجود لکڑی کے اس بکس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جبہ محفوظ ہے۔ یہ جواہرات سے مزین بکس استنبول کے توپ کاپی نامی میوزیم میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک

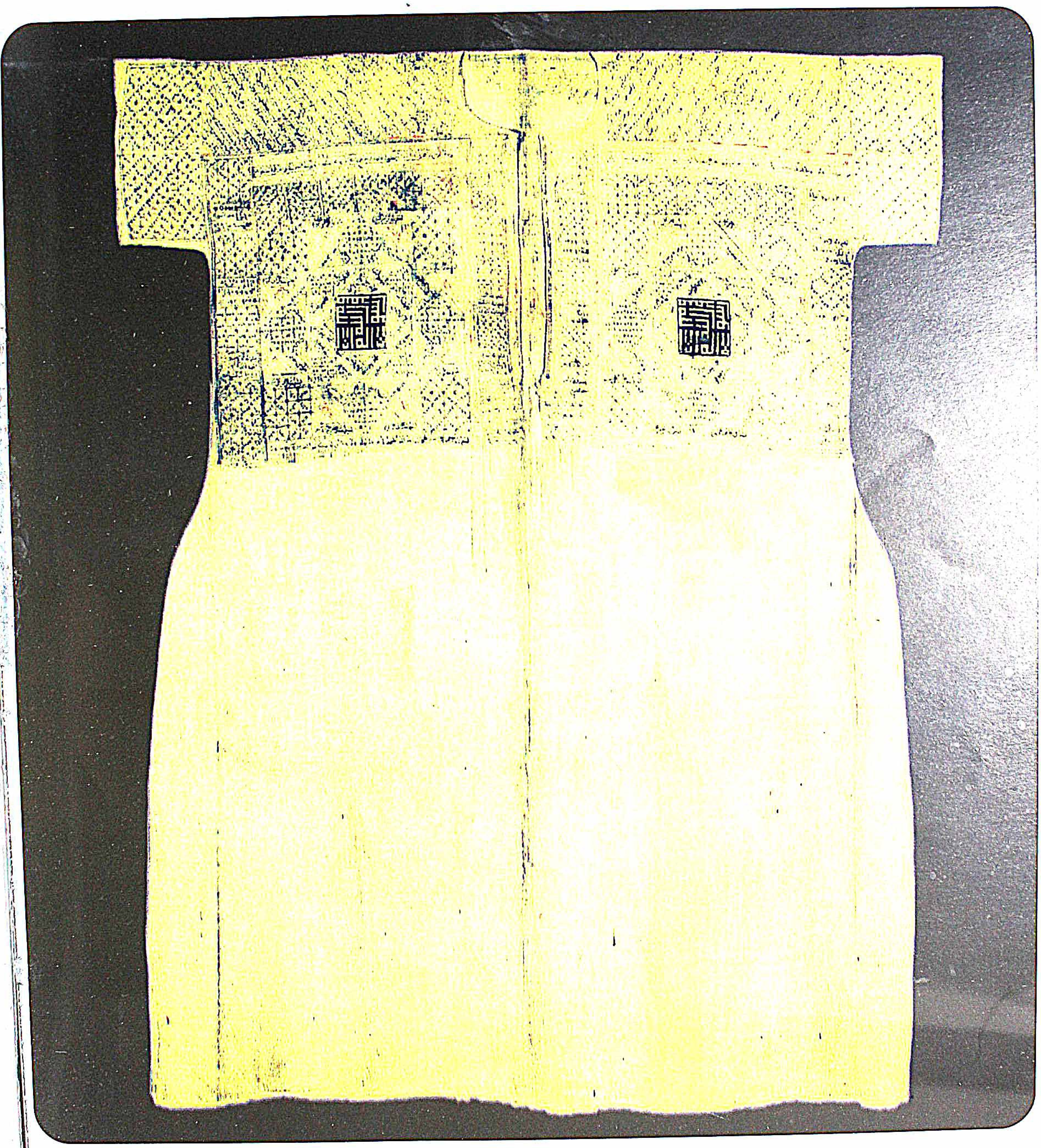

مدینہ منورہ سے ترکی منتقل ہونے والے تبرکات میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صندوق بھی تھا جس کو آپ استعمال کرتی تھیں۔ اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذاتی سامان تھے،
جن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قمیص مبارک اور چادر پاک تھی، یہ سارے تبرکات توپ کاپی کے میوزیم میں ''امانات مقدسہ'' کے ضمن میں محفوظ ہیں
خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قمیص مبارک اس پر آیات و کتابت اس طرح آپ کے زیب تن کرتے وقت نہ تھیں بلکہ بعد میں نقش و نگار بنایا گیا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جبہ پاک، اونی کپڑے کا اندر سے سوتی کپڑے کا استر لگایا ہوا ہے۔ یہ جبہ ترکی کے توپ کاپی میوزیم میں محفوظ ہے۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کی قلبی محبت

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ کون پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ شکل وصورت، گفتگو اور نشست و برخاست میں بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔ جب آتیں تو رسول اقدس ﷺ اٹھ کر ملتے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے۔ جب نبی اقدس ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ خوش آمدید کہتیں اور ادب بھرے انداز میں آپ ﷺ کا ماتھا چومتیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوش دیکھ کر خوشی محسوس کرتے اور غمگین دیکھ کر خود بھی افسردہ ہو جاتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا۔ حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئے۔ آپ ﷺ نے منبر میں خطبہ دیا اس میں اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا میری لڑکی میرا جگر گوشہ ہے جس سے اس کو دکھ پہنچے گا مجھے بھی اذیت ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ارادے سے باز آ گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی تک پھر کبھی دوسرا نکاح نہ کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پہلے بیٹے کی ولادت شعبان 3 ہجری کو ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ نومولود کو دیکھنے کے لئے بیٹی کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کا نام آپ ﷺ نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھا اور کان میں اذان دی۔ ساتویں دن عقیقہ کیا۔ سر کے بال اتروائے اور ان بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا صدقہ دیا۔ شعبان 4 ہجری کو دوسرا بیٹا پیدا ہوا، اس کا نام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھا۔ اس کے کان میں بھی آپ ﷺ نے خود اذان دی۔ ساتویں دن عقیقہ کیا اور سر منڈایا۔ تیسرا بیٹا محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوا جو بچپن میں ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ ان دونوں نواسوں کے ساتھ رسول اقدس ﷺ کو بہت پیار تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ دونوں بچے میرے لئے پھول اور کلیاں ہیں۔ یہ دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔

آپ ﷺ کا حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ چادر میں لپٹے کوئی چیز اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے چادر کا پلو اٹھایا اور فرمایا یہ میرے بیٹے۔ میری بیٹی کے بیٹے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مجھے ان سے بہت پیار ہے، جو ان سے پیار کرے گا میں بھی اسے پسند کروں گا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش

5 ہجری کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بیٹی نے جنم لیا جس کا نام رسول اقدس ﷺ نے زینب رکھا۔ 7 ہجری کو دوسری بیٹی پیدا ہوئی۔ اس کا نام ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رکھا۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ ان کے ہاں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے۔ شادی کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین و انصار سے کہا مجھے مبارک باد دو۔ سب نے پوچھا امیر المؤمنین آپ کو مبارکباد کس بات کی دیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری شادی ہوئی۔ اس طرح آلِ رسول ﷺ سے میرا تعلق قائم ہو گیا ہے۔ جو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ مہاجرین و انصار نے یہ خبر سن کر خوشی کا اظہار کیا اور مبارک باد دی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیوں کی سینی لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے کر چلو۔ پھر خود حضور سید دو عالم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کو کھولا تو گھر کے تمام افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: انی لک هذا

اے بیٹی یہ سب تمہارے لئے کہاں سے آیا؟

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بے شمار روزی دیتا ہے۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے اہلِ بیت کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا۔ پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت ناک اور تعجب خیز برکت ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔ (روح البیان آل عمران ص 323)

مکان حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مسجد نبوی کے جنوب مغرب گوشے میں نبی اکرم ﷺ کے مکان سے ملحق حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان تھا۔ آج کل روضۂ اطہر کی جالیوں کے احاطے میں یہ مکان ہے۔ بہت سے حجاج اکرام عقیدت و احترام کی خاطر اس مقام کو خاص طور پر چومتے ہیں۔ قیام کے دوران بہت سے حضرات و خواتین یہاں زیارت کیلئے آتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی بیویوں کی سردار مریم علیہا السلام، پھر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، پھر آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی حدود اربعہ یوں تھی۔

جنوب میں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ شریفہ

شمال میں: باب جبرائیل سے نکلنے والا راستہ

مغرب میں: مسجد نبوی

مشرق میں: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ شریفہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب حجرہ شریفہ کو چاروں طرف سے اونچی اونچی دیواروں کے ذریعہ گھیر کر محفوظ کرنے کا ارادہ کیا تو شمال میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا۔ اس کا بھی کچھ جنوبی حصہ اس گھیرابندی میں شامل ہو گیا۔

نیز حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب 91ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کے دوران بیس نئے دروازے کھولے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی زمین دروازہ نمبر 2 کے سامنے آ گئی۔ اس لئے یہ دروازہ باب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہوا۔ لیکن جلد ہی جب دوبارہ مشرقی دیوار کی تجدید ہوئی تو یہ دروازہ بند کر کے اس کی جگہ پر ایک کھڑکی لگا دی گئی اور اس کے بعد بارہا اس دیوار کی تجدید ہوئی مگر یہ کھڑکی اپنی جگہ پر برقرار رہی جو اب بھی باب جبرائیل سے باہر نکلتے ہوئے دائیں جانب ہے۔

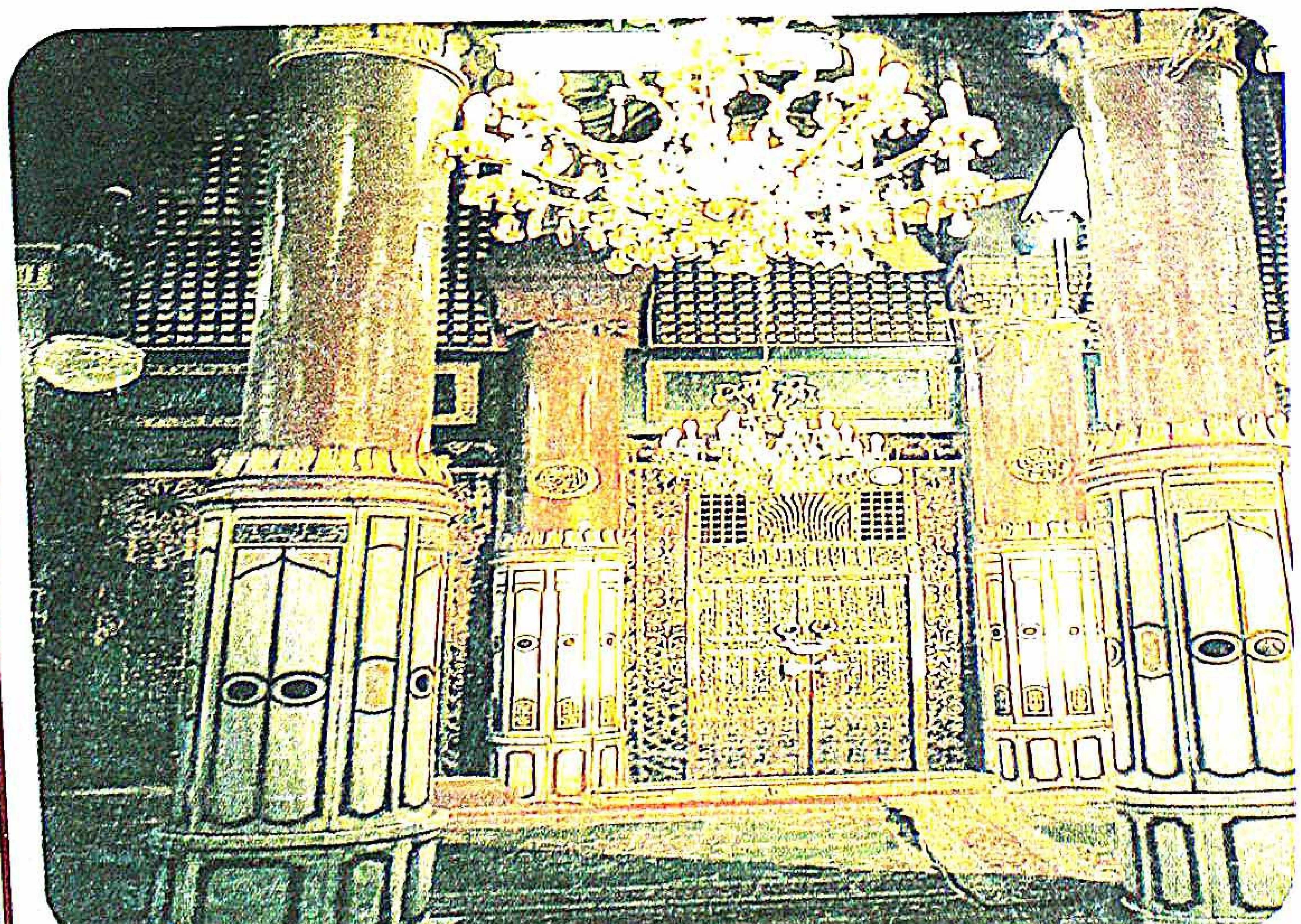

یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آج سے 1400 سال پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہتی تھی۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان

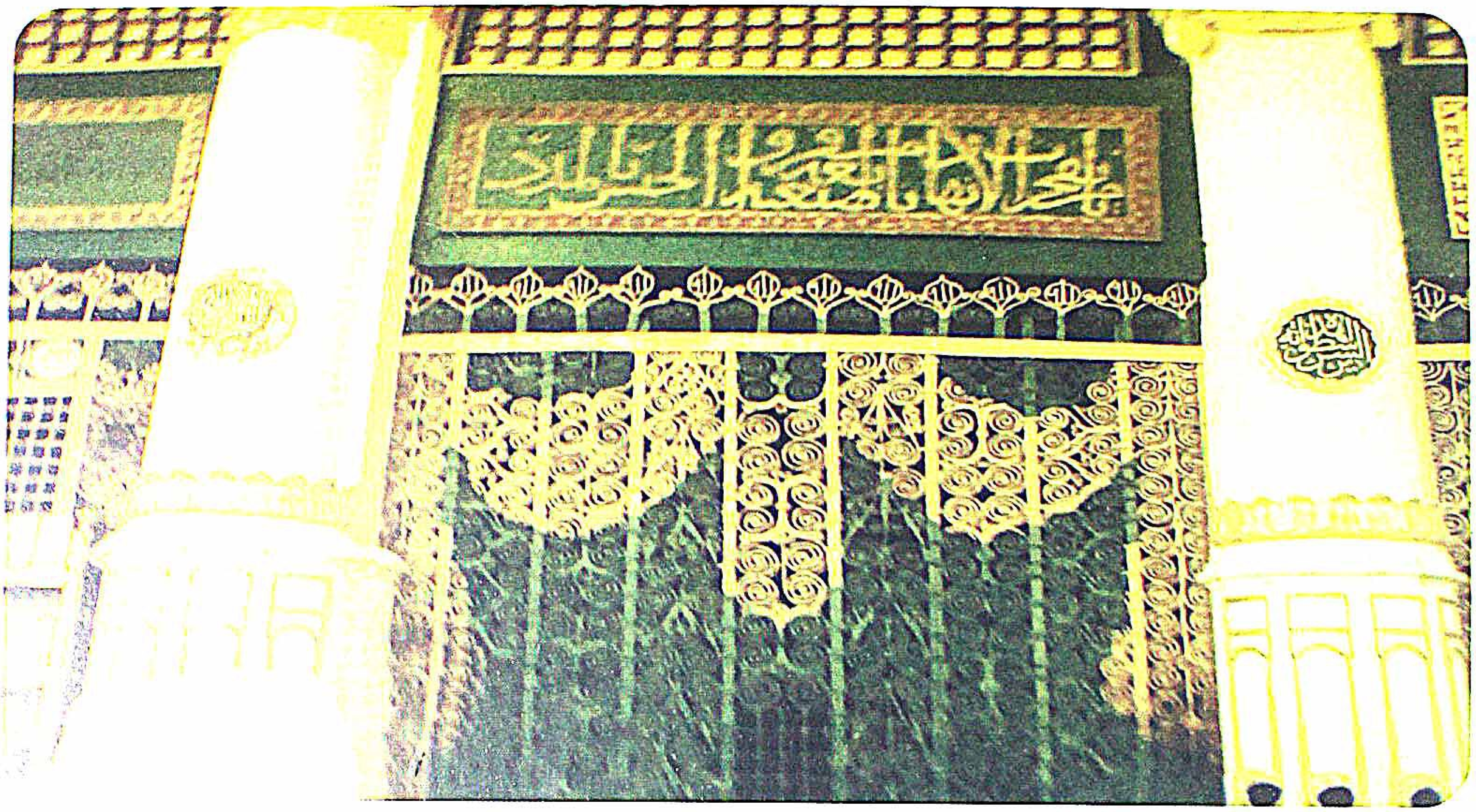

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے متصل دیوار

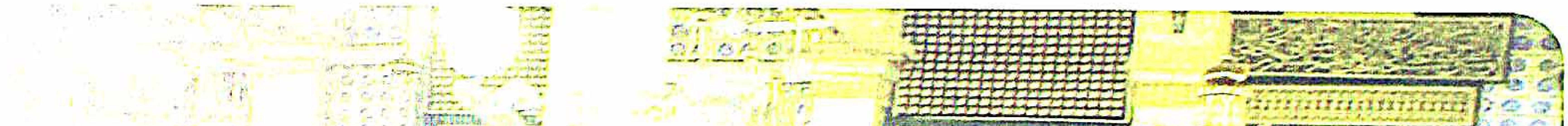

محراب تہجد: جو سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے متصل ہے جو مقصورہ سے باہر، ستون تہجد کے بغل میں ہے۔

Marfat.com

جنت کی عورتوں کی سردار

حضور ﷺ کا فرمان: فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ (صحیح بخاری، باب مناقب فاطمہ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے پاس آئیں ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی آؤ! مرحبا! اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا۔ پھر ان کے کان میں آپ ﷺ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ ﷺ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔

چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے میرے کان میں کہا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے۔ لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آملنے والی تم ہوگی۔ میں (آپ ﷺ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنوگی۔ (یا آپ ﷺ نے فرمایا) مومنہ عورتوں کی تو اس پر میں ہنسی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب 3623، 3625 / صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل فاطمہ بنت النبی ﷺ رقم: 6312، 6314)

شعب ابی طالب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا محصور ہونا

جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو مکہ معظمہ میں ایک ہنگامہ بپا ہوگیا۔ ہر طرف سے سرداران قریش پر دباؤ ڈالا گیا کہ کچھ کرو ورنہ اقتدار کی گیند تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ تمہارا رعب و دبدبہ خاک میں مل جائے گا۔ ابوجہل نے اس تازہ ترین صورتِ حال پر غور وخوض کے لئے روسائے مکہ کو اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا اب کیا کیا جائے؟ ہمارے آباء واجداد کے دین کے خلاف اٹھنے والی اس نئی تحریک کا سدِ باب کس طرح کیا جائے؟ یہ تحریک دن بدن بڑھتی جارہی ہے اس کو کس طرح روکا جاسکتا ہے۔

اس مجلس میں ایک فاجر وفاسق، شرپسند اور شیطان کا دستِ راست نضر بن حارث بھی بیٹھا ہوا تھا، وہ بڑا چالاک اور شاطر تھا۔ اس نے کہا: محمد (ﷺ) اور ان کے جاں نثاروں کا اور ان کی اخلاقی اور اقتصادی مدد کرنے والے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا سوشل بائیکاٹ کردیا جائے۔ ان سے لین دین، خرید وفروخت اور رشتہ ناطہ بالکل ختم کردیں۔ انہیں شعب ابی طالب میں محصور کردیا جائے اور اس چیز کی کڑی نگرانی کی جائے کہ باہر سے خورد ونوش کی کوئی چیز ان تک پہنچنے نہ پائے۔ اس طرح یہ لوگ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر خود ہی مرکھپ جائیں گے۔ اس طرح یہ نئی تحریک خود بخود دم توڑ جائے گی۔ یہ انوکھی تجویز سن کر حاضرین نے تائید میں نعرے بلند کئے۔ اس طرح مسلمانوں اور ان کی اخلاقی مدد کرنے والے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو ابوطالب کی وسیع وعریض حویلی میں بند کردیا گیا۔

یہ محاصرہ دو چار دن نہیں بلکہ پورے تین سال تک جاری رہا۔ بچوں کی چیخ وپکار، عورتوں کی سسکیاں اور بوڑھوں کی بے بسی بھی ان پتھر دل کافروں کو پگھلا نہ سکی۔ ظلم وستم کا یہ دور انتہائی صبر آزما تھا لیکن یہ دیکھ کر تاریخ کا ہر طالب علم انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ کوئی فرد بھی ان سخت ترین تکلیف دہ حالات سے دلبرداشتہ ہوکر اسلام سے دستبردار نہیں ہوا۔ اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی مقناطیسیت کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس کٹھالی سے نو آموزانِ اسلام کندن بن کر نکلے۔ اس حصار میں نازونعم میں پلی ہوئی مکہ معظمہ کی متمول ترین خاتون ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی نورِ چشم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شریک تھیں۔ ان کی اس وقت عمر صرف بارہ سال تھی۔ اس عمر میں مسلسل بھوک اور پیاس نے جسم کو لاغر کردیا جس کے اثرات ساری عمر برقرار رہے۔ (صحابیات مبشرات)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابوجہل کو تھپڑ رسید کرنا

ایک دن حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابوجہل بن ہشام کے پاس سے گذر ہوا۔ اس خبیث نے انہیں ایک زوردار طمانچہ رسید کردیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قریش کے سردار حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ابوجہل کے ناروا سلوک کی شکایت کی۔ وہ فوراً اٹھا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ہمراہ لیا، ابوجہل کے پاس آیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا بیٹا تم بھی اس بدبخت کو اسی طرح طمانچہ رسید کرو جیسے اس نے تمہارے طمانچہ مارا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور پھر یہ واقعہ رسولِ اقدس ﷺ کو سنایا۔ یہ بات سن کر سید المرسلین ﷺ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رویے سے بہت خوش ہوئے اور اس کے لئے ہدایت کی دعا کی جس کے نتیجے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے فتح مکہ میں دین اسلام قبول کرنے کی سعادت عطا کی۔

حضور ﷺ کی تکلیف دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رونا

اسی دور میں رسول اقدس ﷺ طائف کے سفر پر روانہ ہوئے۔ وہاں بھی اہلِ طائف نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے، جس سے لہولہان ہوئے، نقاہت سے غنودگی کی کیفیت بھی طاری ہوئی۔ اہلِ طائف کی بدسلوکی پر رسول اقدس ﷺ نے ان کی ہلاکت کے بجائے ہدایت کی دعا کی۔

جب آپ ﷺ طائف سے مکہ واپس تشریف لائے تو اپنے پیارے ابا جان کو زخمی حالت میں دیکھ کر دونوں لاڈلی بیٹیاں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا زاروقطار رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے آنسو صاف کئے تسلی دی اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹا گھبراؤ نہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے گا، اپنے نبی کو غالب کرے گا، تنگی کے بعد آسانی کے دن آنے والے ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی نہ ہنسیں

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی، غشی کے دورے پڑنے لگے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روتے ہوئے آہیں بھرتے ہوئے کہا: ہائے میرے ابا جان! ہائے میرے ابا جان کی تکلیف کی گھڑیاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی افسردہ حالت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: بیٹا آج کے بعد آپ کے ابا جان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ شاید میری بیٹی تیرے ابا جان آرام دہ منزل کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ جب رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم زاروقطار رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ان آخری لمحات میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تھے۔ ان کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دختر رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پوری زندگی کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ شدتِ غم کے اثرات زندگی کے آخری لمحات تک برقرار رہے۔

حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عاشقانہ موت

آپ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری صاحبزادی ہیں۔ آپ ہی سے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا۔

وھی تذوب وما ضحکت بعدہ (اتحاف السائل للمناوی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جتنی دیر زندہ رہیں آپ نے ہنسا ترک کردیا اور اکثر آنسو بہاتیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہوکر واپس ہوئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردرد لہجے میں فرمایا:

کیف طابت قلوبکم تحثون التراب

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے دلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا کیسے پسند کرلیا۔ (اسد الغابہ 226:7)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان 11ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ ماہ بعد وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر 29 سال تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اپنے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دو پیارے پیارے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو لاڈلی بیٹیاں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سوگوار چھوڑا۔ رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ میت کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سلمیٰ ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لحد میں اتارا۔ اس طرح خواتین اہل جنت کی سردار، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ جنت الفردوس کے سفر پر روانہ ہوگئیں۔

موت کے وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت

ام ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وصال نے پہلے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوایا اور فرمایا جس طرح خواتین کا جنازہ لے جایا جاتا ہے مجھے ہرگز پسند نہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ خواتین کے لئے کھجور کی شاخوں کو ملا کر اور ان پر کپڑا ڈال کر پالکی کی طرح بنایا جاتا ہے۔ فرمایا مجھے بنا کر دکھاؤ۔ انہوں نے بنا کر دکھایا تو آپ نے نہایت ہی پسند کرتے ہوئے فرمایا:

مااحسن ھٰذا مأجملہ تعرف بہ المرأۃ من الرجل

یہ بہت ہی خوب ہے، اس سے عورت اور مرد کے جنازہ میں امتیاز ہوجاتا ہے۔ (ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ 63)

چنانچہ ان کا جنازہ اسی طرح پردے میں [illegible] اسلام میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی خاتون ہیں [illegible] جنازہ اس طریقے سے اٹھایا گیا۔ ان کے بعد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ بھی اسی طرح قبر تک لے جایا گیا۔

زیر نظر تصویر جنت البقیع کی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون ہیں

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرے کے باہر کا منظر

صفہ کے بالکل سامنے اسطوانہ تہجد ہے۔ یہ جگہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کی دیوار کے باہر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے چند شب نماز تہجد پڑھائیں، اصحاب صفہ اس کرم پر کتنے خوش ہوں گے کہ خاص قبولیت کے وقت جب خداوند کریم کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے سرور کائنات امام الانبیاء ﷺ ان کو اپنی امامت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

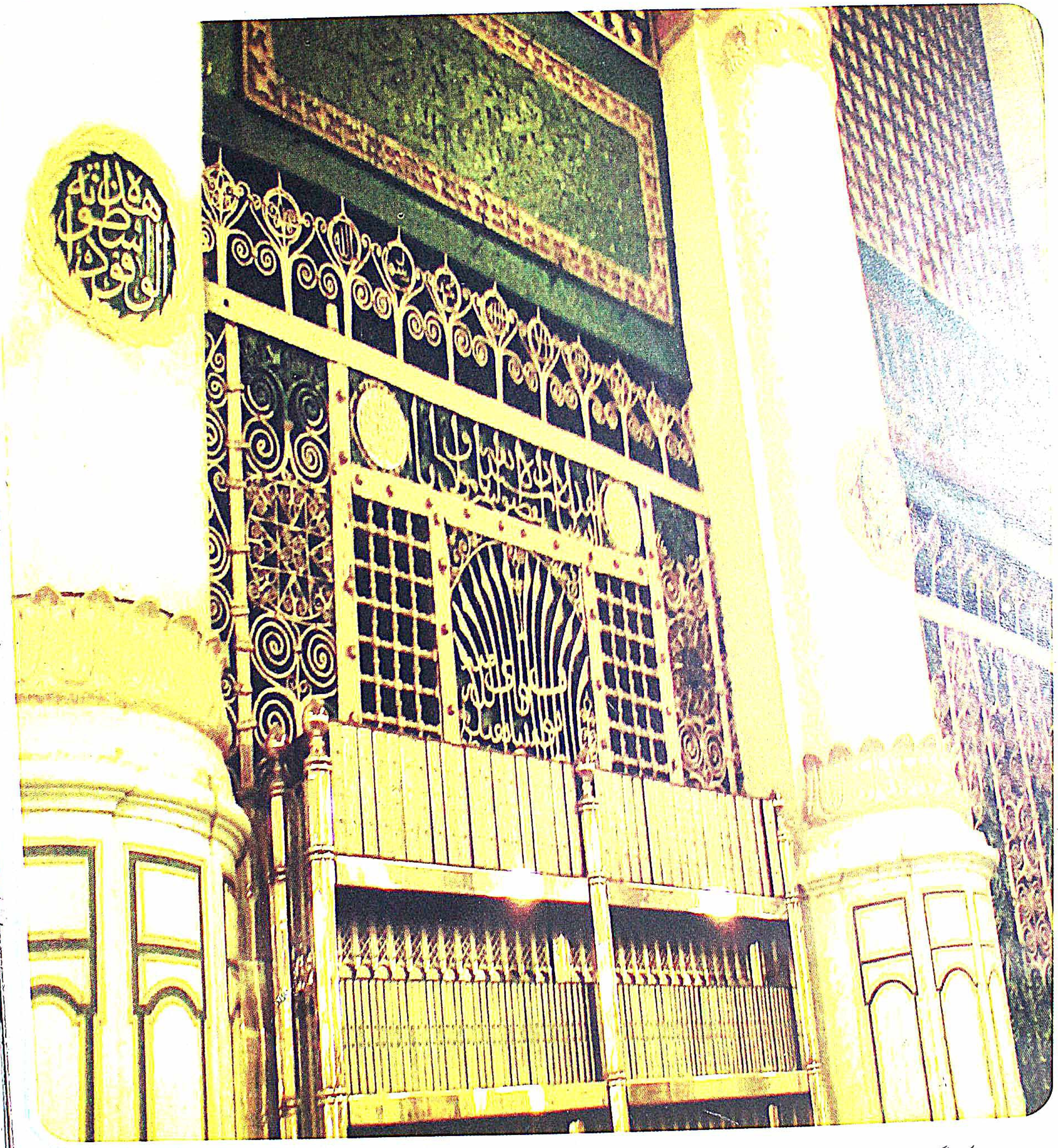

یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں آج سے 1400 سال پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہتی تھیں۔ یہ مکان مسجد نبوی میں حجرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مدرسہ صفہ کے درمیان ہے۔

Marfat.com

وہ جگہ جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قیام فرمایا تھا

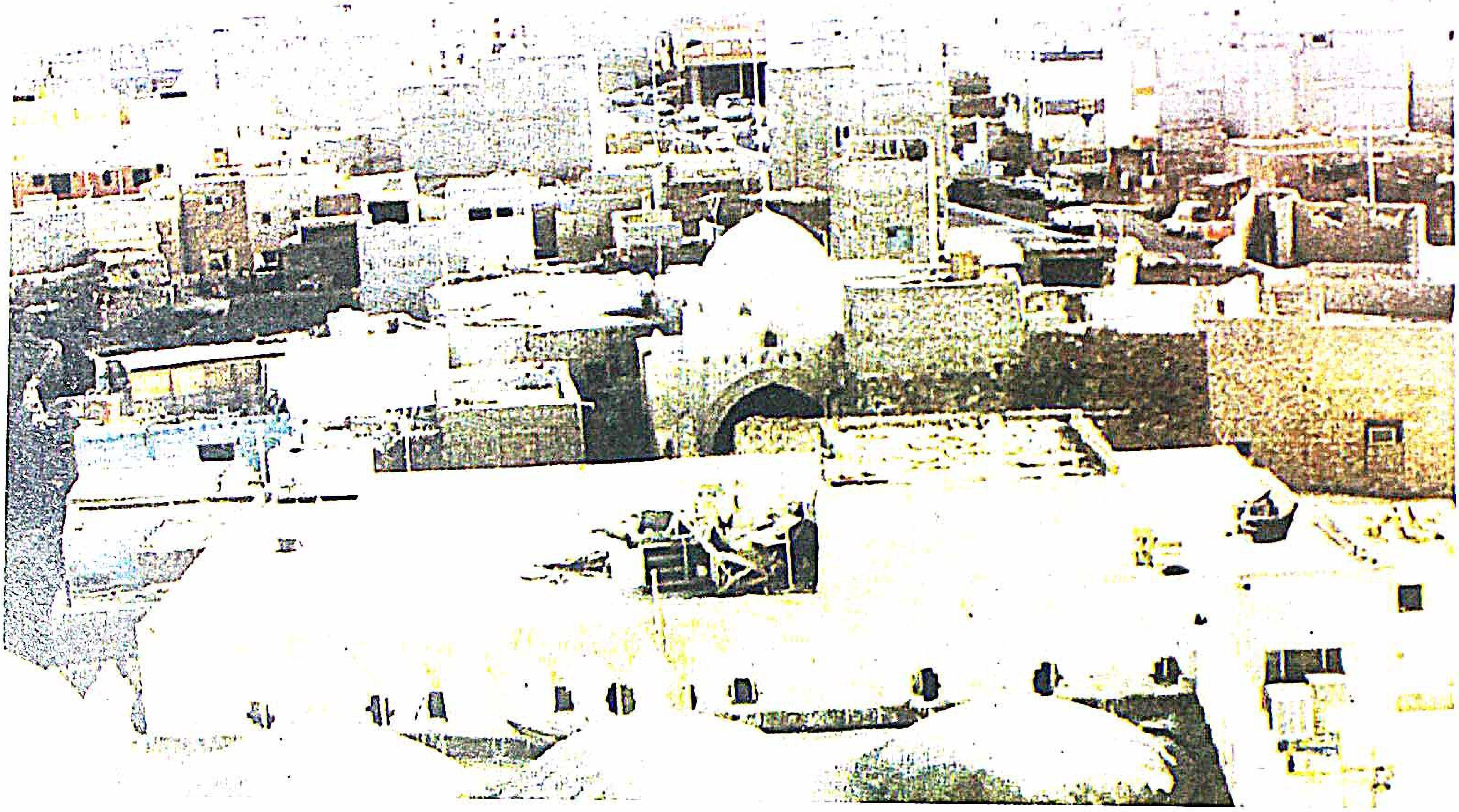

زیرنظر تصویر مسجد کے ساتھ اس مقام کی ہے جہاں ہجرت کے موقع پر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ آتے ہوئے قیام کیا

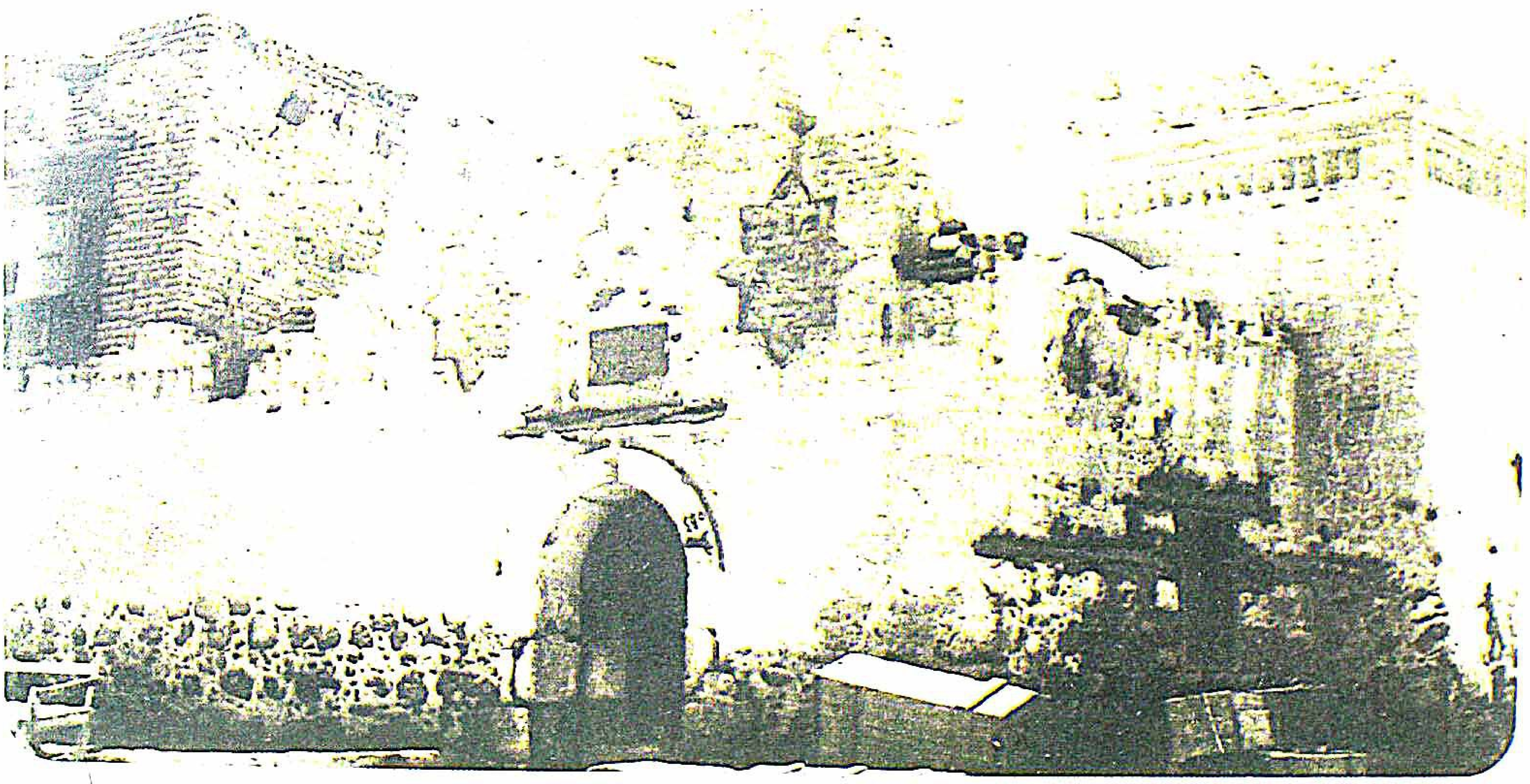

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم مبارک کو چوری کرنے کا ناپاک منصوبہ

اصل موضوع پر آگے بڑھنے سے پیشتر ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ دو واقعات ایسے پیش کئے جائیں جن سے واضح ہو جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کی آل واولاد اور آپ ﷺ کے دوستوں کی حفاظت ان کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی فرماتے ہیں۔ پہلا واقعہ مندرجہ ذیل ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے پاکستان کے سب اخبارات 1981ء ہم صرف روزنامہ بے باک بہاولپور مورخہ 28 نومبر 1981ء کا تراشہ پیش کرتے ہیں۔

عنوان ہے "حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جسد مبارک جنت البقیع سے چوری کرنے کا خوفناک منصوبہ جسے جنرل ضیاء الحق نے اپنی بصیرت سے ناکام بنا دیا۔"

اقبال سہیل صاحب نے ذکر کیا کہ 1981ء میں عالم اسلام کے ایک عظیم مفکر اور صاحب طرز ادیب مراکش جاتے ہوئے مدینہ منورہ رکے اور حاضری کے دوران شدید تھکاوٹ کے باعث مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ میں بیٹھ گئے اور اسی غفلت کے عالم میں آنکھ لگ گئی اور انہوں نے حضور سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ اداس تھے۔ وہ عظیم مفکر ادیب ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر بیٹھے اور آنکھ دوبارہ لگنے کی وجہ سے دوبارہ حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس بار بھی آپ اداس تھے۔ چنانچہ انہوں نے اٹھ کر وضو کیا نفل نماز پڑھی اور بہت روئے ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ انہوں نے مدینہ میں موجود اہل علم سے رجوع کیا مگر کوئی بھی تعبیر پیش نہ کر سکا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے آگے کا سفر شروع کیا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا، وہاں کی علمی کانفرنس اور شاہ مراکش کی علمی مجلسوں سے فارغ ہو کر انہوں نے وہاں جمع دنیائے اسلام کے ممتاز اہل علم اور اہل فکر سے اس غیر معمولی واقعہ کا ذکر کیا۔ جو بھی سنتا تھا پریشان ہو جاتا تھا۔ موصوف نے مراکش کی ایک ممتاز عالم وفاضل شخصیت سے اس کا ذکر کیا انہوں نے یہ خواب سننے کے بعد مفکر موصوف کی خدمت میں دوسرے روز فجر کی نماز کے بعد شہر اس کی مسجد میں ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسرے روز عالم اسلام کے اس جلیل مفکر نے ممتاز مراکشی عالم وفاضل شخصیت سے مسجد میں ملاقات کی۔ انہوں نے دوبارہ اس خواب کو سنایا اور کہا کہ وہ واضح طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ ان کی یہ رائے ہے کہ وہ یہ خواب ہو بہو اسی طریقے سے پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو جا کر سنائیں۔

چنانچہ مفکر وعالم جلیل نے فوری طور پر مراکش سے پاکستان کا سفر اختیار کیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق کو ان کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے فون پر رابطہ قائم کر کے عرض کیا کہ مفکر موصوف اسلام آباد تشریف لائیں، لیکن انہوں نے قانونی وسیاسی پیچیدگیوں کے پیش نظر معذرت کی۔ جواب میں جنرل محمد ضیاء الحق نے فرمایا کہ وہ دوپہر تک خود کراچی پہنچ جائیں گے۔ اور دوپہر کا کھانا آپ کے ساتھ کھائیں گے اور نماز ظہر آپ کے پیچھے ادا کریں گے۔ جنرل صاحب کراچی پہنچے، کھانے کے بعد نماز ظہر ادا کی انہوں نے جنرل صاحب سے اپنے آنے کا مقصد اور سارا واقعہ بیان کیا اور مراکش کے عالم جلیل کا بھی ذکر کیا۔ اس پر جنرل صاحب بہت دیر تک روتے رہے اور خاموش ہو گئے۔ مفکر موصوف سے بغل گیر ہوئے اور فوری طور پر اجازت طلب کر کے واپس ایئر پورٹ پر آئے اور وہاں سے اسلام آباد چلے گئے۔

اسلام آباد پہنچ کر انہوں نے سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز سے فون پر رابطہ قائم کیا اور حالات کی خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان حرمین شریفین کی خدمت کے سلسلے میں بعض حفاظتی معاملات میں حصہ لینا چاہتا ہے اور اس کا پورا خرچ پاکستان برداشت کرے گا۔ شاہ فہد نے آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ پاکستان کا خدمت گزاروں پر مشتمل ایک تربیت یافتہ دستہ مدینہ منورہ پہنچا۔ جو تفتیش وتحقیق کے ضمن میں جنت البقیع بھی پہنچے۔ وہاں ایک حاجی کی نشاندہی پر ایک قبر کے قریب آنے والی آوازوں پر مزید تلاش وتحقیق کی۔

سعودی گورنر اور فوجی کمانڈروں سے رابطہ قائم کیا۔ قبروں پر ایک جدید قسم کی مشین لگانے سے مزید آوازوں کا علم ہوا۔

چنانچہ علماء مدینہ اور امام حرم مدنی کے فتوؤں پر جگہ کھودی گئی تو کھودنے والا دھڑام سے اندر جا پڑا۔ چنانچہ سارے فوجی اور تربیت یافتہ پاکستانی خدمت گزار اندر کود گئے۔ پہلے گرنے والے کو ایک گولی بھی لگی۔ یہ ایک سرنگ تھی جس کے اندر روشنی کا بھی زبردست بندوبست تھا۔ قصہ مختصر اس خندق میں تمام ضروری اشیاء کا جدید ترین انداز سے انتظام تھا۔

یہ خندق جنت البقیع کے پیچھے ایک بڑے ہوٹل میں جا نکلتی تھی، مکمل معلومات حاصل کرنے پر پتہ چلا کہ یہ ہوٹل ایک باطنی بیوہ کا ہے۔ (باطنی شیعوں کا ایک فرقہ ہے) اور اس وقت یہاں کوئی دو اڑھائی سو کے لگ بھگ ایک مخصوص ملک کے خاص فرقے کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔

سعودی حکومت نے یہ عمارت بم سے اڑا دی، اور بعد ازاں بلڈوزروں سے زمین ہموار کر دی۔ اس طرح یہ عمارت اپنے مکینوں سمیت زمین بوس ہو گئی، سعودی عرب کی حکومت نے مکان کی بیوہ مالکہ کو گرفتار کر لیا اور ضروری قانونی وشرعی کاروائی کی۔ اس طرح جنرل محمد ضیاء الحق کے بروقت اقدام اور عظیم خدمت کے باعث امت مسلمہ اس ذلت اور عذاب سے محفوظ ہو گئی۔

واقعہ مذکورہ کے باب میں سعودی حکومت نے ضروری تحقیق وتفتیش کے بعد ایک رپورٹ مرتب کی۔ اس رپورٹ میں اس مخصوص فرقے کے عزائم کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔ یہ زائرین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسد مبارک کو ایران کے شہر قم میں منتقل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ ان کا مقبرہ ایران میں مرجع خلائق ہو۔

نیز ان زائرین نے جنت البقیع میں موجود دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ کی قبروں کے ساتھ توہین آمیز رویہ رکھا تھا۔ ان زائرین کی یہ مذموم خواہش بھی تھی کہ حضور اکرم ﷺ کے تابوت مبارک تک پہنچیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بالخصوص توہین کریں۔ الحمد للہ! اس سازش کے بروقت افشاء ہونے کے باعث یہ لوگ اپنے ان مکروہ عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے۔

جنت البقیع کا فضائی منظر

مدینہ منورہ کا مبارک قبرستان "جنت البقیع" جہاں کتنے جلیل القدر صحابیات، ازواج مطہرات اور تابعین وصالحین مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام نفوس ہستیوں پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے۔

رضی اللہ عنہم وارضاہم

Marfat.com

جنت البقیع: جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ روضہ انور میں عبادات کے تقاضے پورے کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے سب سے اہم متبرک مقام جنت البقیع پہنچے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کی زیارت کے بعد انتہائی مقدس زیارت گاہ ہے۔ یہ دراصل قدیم قبرستان ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ازواجِ مطہرات، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہیں۔ دروازے کے بالکل قریب چار قبور ایک ساتھ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں۔ دو قبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی ہیں۔ ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد والدہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرزند حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ بھی یہیں دفن ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی یہیں ہے۔ پہلے ان مزارات پر قبے تھے، جنہیں 1926ء میں آل سعود کے حکم سے منہدم کر دیا گیا۔ مگر ان مقدس ہستیوں کی عظمت اور ان سے لوگوں کی عقیدت میں کوئی فرق نہ آیا۔ کل قبرستان زیارت گاہ بن گیا۔ اور دن رات عقیدت کے آنسو بہتے رہتے ہیں۔

افسوس کہ حکومت نے اندر جانے سے روک رکھا ہے۔ اس لئے اب باہر ہی سے نذرانۂ عقیدت پیش کر کے زیارت کر لی جاتی ہے۔ ایک عجیب وغریب ماحول نظر آتا ہے۔ دوران زیارت ہر طرف گریہ وبکا کی آوازیں اور رخساروں پر آنسو بہتے نظر آتے ہیں۔

جنت البقیع میں زائرین کے لئے بنا ہوا راستہ، یہی وہ راستہ ہے جو مسجد نبوی تک جاتا ہے

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم نے جنت البقیع کے اوصاف میں پڑھا ہے کہ اس قبرستان کے مشرق میں کھجوروں کے باغات اور مغرب میں مکانات ہوں گے۔ یہاں سے قیامت کے دن ستر ہزار آدمی اٹھیں گے، جن کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح جگمگا رہی ہوگی۔ (اخبار مدینہ) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے، سحر کے وقت جنت البقیع کی زیارت کو تشریف لے گئے، اہل بقیع کو سلام پیش کیا اور دعا دی۔

Marfat.com

جنت البقیع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے مزارات

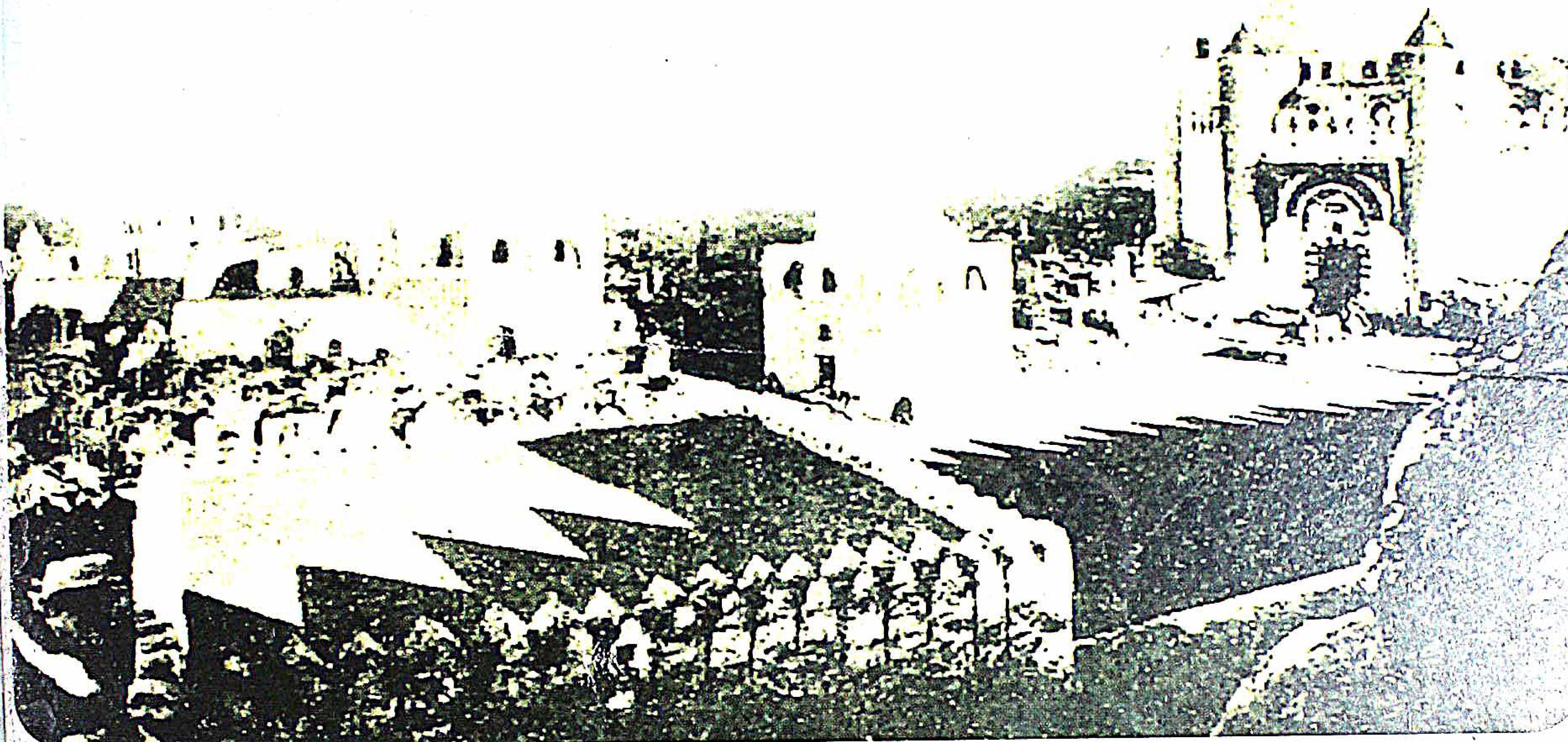

یہ مزارات 1926ء میں شاہ عبدالعزیز ابن سعود کے دور میں گرادیئے گئے۔ کیونکہ لوگوں نے ان مزارات کو پوجا پاٹ کی جگہ بنالیا تھا۔ لوگوں کو شرک سے بچانے کے لئے حکومت نے مزارات کو گرادیا مگر افسوس کہ حکومت نے امہات المومنین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں بیٹیوں اور مشہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبروں کی نشاندہی کے لئے ذرہ برابر بھی انتظام نہیں کیا، چنانچہ کچھ ہی قدیم زائرین کو ان قبروں کی پہچان ہے۔

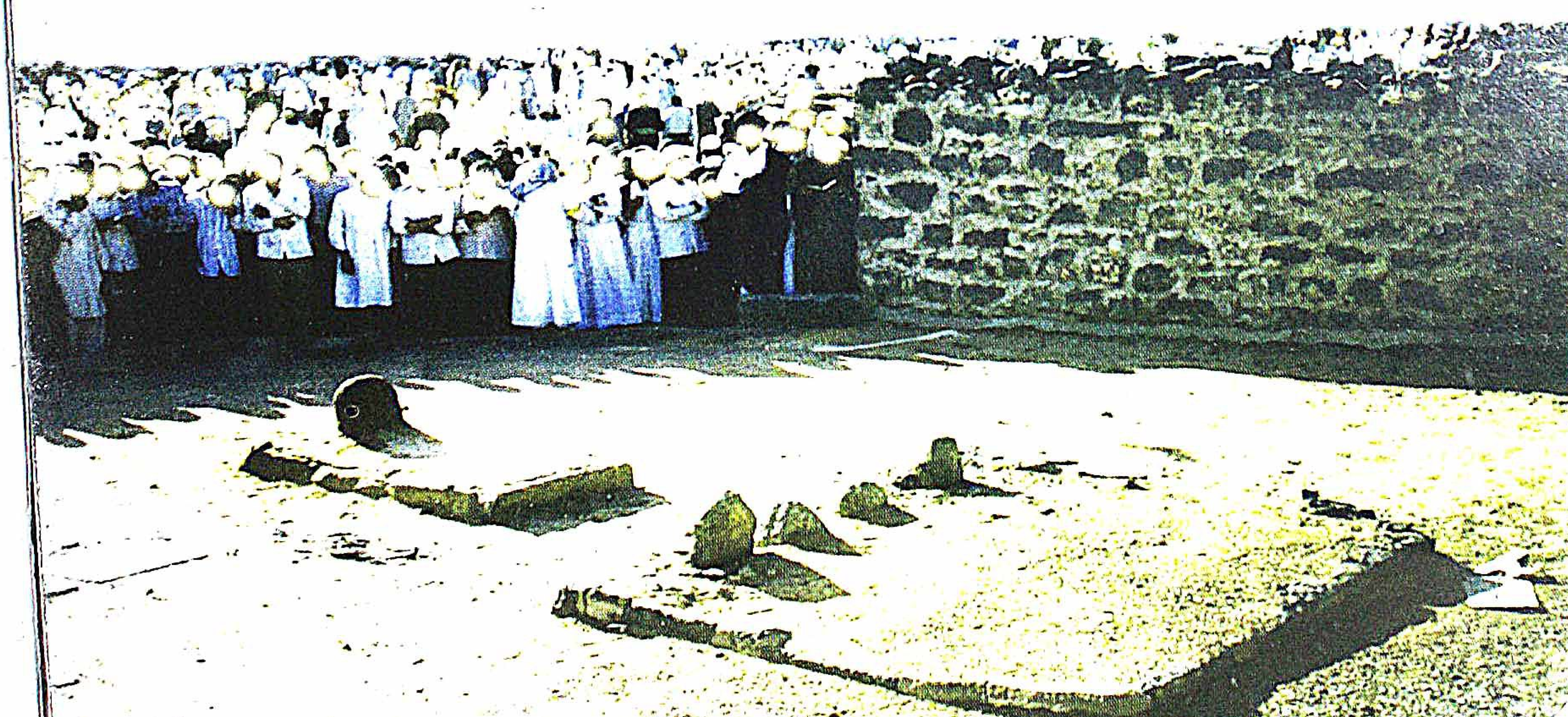

جنت البقیع میں موجود حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عربوں کے ہاں بچوں کی پرورش کا نظام

عربوں کو چونکہ اپنی فصاحت و بلاغت پر بہت ناز تھا۔ اس لئے وہ زبان کے تحفظ کا انتہائی خیال رکھتے تھے۔ اور بیرونی آمیزش سے بچانے کے لئے نہایت اہتمام کرتے تھے۔

اس سلسلے میں وہ سب سے پہلا قدم یہ اٹھاتے تھے کہ بچے کو پرورش کے لئے شہر سے باہر بھیج دیتے تھے، تا کہ اس کی زبان ادھر ادھر کے الفاظ اور لہجوں کے اختلاط سے محفوظ رہے۔ خصوصاً مکہ مکرمہ میں تو اس کی ضرورت اور زیادہ تھی، کیونکہ یہ بابرکت شہر مرجع خلائق تھا۔ ایک کارواں جاتا تھا تو دو آتے تھے۔ یہ لوگ مختلف علاقوں کے ہوتے تھے، اور اپنی اپنی بولیاں اور لہجے رکھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں پروان چڑھنے والے بچے کی زبان خارجی اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ اس لئے مکہ مکرمہ کے صاحب حیثیت شرفاء اپنے بچوں کو رضاعت کے لئے دیہات میں رہائش پذیر زبان آور قبیلوں میں بھیج دیا کرتے تھے۔ تا کہ ابتداء سے ہی فصیح عربی ان کی زبان پر چڑھ جائے اور اس کا مٹھاس بھرا لہجہ ان کی گفتگو میں رچ بس جائے۔

نبی کریم ﷺ کی رضاعت کیلئے دائی کی تلاش

اسی دستور کے مطابق عبدالمطلب نے بھی اپنے پوتے کی رضاعت کے لئے کسی دیہاتی عورت کی تلاش شروع کر دی۔ چونکہ دودھ پلانے والیوں کو بچوں کے والدین کافی کچھ دے دیتے تھے، اس لئے بچے حاصل کرنے کے لئے گاؤں کی عورتیں مکہ مکرمہ آتی رہتی تھیں۔ جن دنوں رحمتِ دوعالم ﷺ کی ولادت ہوئی تھی انہی ایام میں قبیلہ بنی سعد کی کچھ عورتیں اسی غرض سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئیں۔ انہیں عورتوں میں ایک عورت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ یہی وہ خوش نصیب خاتون ہیں جن کو رحمتِ دوعالم ﷺ کی رضاعی ماں بننے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ رضاعت باکرام کی پُرلطف روئیداد انہی کی زبانی پیش خدمت ہے۔

رضاعت کی کہانی، مائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی

ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا۔ کھانے کو کچھ نہ رہا تو بنی سعد سے تعلق رکھنے والی دس عورتیں رضاعت کے لئے بچوں کی تلاش میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ میں بھی اپنے خاوند کے ہمراہ ان کے ہمرکاب تھی۔ سواری کے لئے ہمارے پاس ایک اونٹنی تھی اور ایک سفید رنگ کی گدھی۔ قحط سالی کی وجہ سے اونٹنی کے تھن خشک ہو چکے تھے۔ اور ان میں سے ایک قطرہ دودھ کا نہیں نکلتا تھا۔ گدھی بھی اتنی لاغر و کمزور ہو چکی تھی کہ بمشکل چل رہی تھی۔ بار بار پیچھے رہ جاتی اور قافلے والوں کو رک رک کر ہمارا انتظار کرنا پڑتا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوش قسمتی

بہرحال جوں توں کر کے ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور بچوں کی تلاش شروع کر دی۔ میری ساتھی عورتوں کو تو بچے مل گئے، مگر عجیب اتفاق ہوا کہ مجھے کوشش کے باوجود کوئی بچہ نہ مل سکا۔ اسی دوران عبدالمطلب ادھر آ نکلے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ تو کون ہے؟ بنی سعد کی ایک عورت ہوں۔ میں نے جواب دیا۔

تیرا نام کیا ہے؟ عبدالمطلب نے پوچھا

حلیمہ سعدیہ

یہ سنتے ہی عبدالمطلب کے چہرے پر مسرت اُمنڈ آئی اور مسکراتے ہوئے بولے۔

خوب! خوب! حلم اور سعادت، دو ایسی صفات ہیں جن کے ساتھ عمر بھر کی بھلائی اور دائمی عزت وابستہ ہے۔ حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے گھر میں ایک یتیم بچہ ہے۔ میں نے اس کے بارے میں بنی سعد کی دیگر عورتوں سے بھی بات چیت کی ہے مگر والد زندہ نہ ہونے کی بنا پر کوئی عورت اسے لینے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ وہ سب کہتی ہیں کہ ہم تو بچے کے ماں باپ سے انعام و اکرام ملنے کی توقع پر رضاعت کی خدمات انجام دیتی ہیں، جس بچے کا باپ وفات پا چکا ہو اس کی رضاعت سے ہمیں کسی خاص بھلائی کی امید نہیں۔

حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تو اسے لینے کے لئے تیار ہے؟

فَعَسٰی اَنْ تَسْعَدِیْ بِهٖ

امید ہے کہ وہ تیرے لئے باعث سعادت ہوگا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

عبدالمطلب نے پوری صورت حال بیان کی تو میں نے کہا "ذرا ٹھہریے میں اپنے شوہر حارث سے پوچھ لوں۔ چنانچہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاوند حارث کے پاس آئیں اور اسے بتایا کہ مجھے اور تو کوئی بچہ نہیں مل سکا، البتہ عبدالمطلب کا ایک یتیم پوتا ہے، اگر اجازت ہو تو میں اس کو ہی لے لوں؟ مجھے یہ بات کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی کہ باقی تمام عورتیں تو بچے لے کر جائیں اور میں خالی ہاتھ لوٹ جاؤں۔"

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخوشی اجازت دے دی تو میں دوبارہ عبدالمطلب کے پاس آئی۔ وہ بیٹھے میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں نے انہیں خاوند کی رضامندی کے بارے میں بتایا تو وہ کھل اٹھے اور مجھے ساتھ لے کر حضرت آمنہ کے گھر کی طرف چل دیئے۔

حضرت آمنہ نے مجھے اهلاً و سهلاً کہا، پھر اس کمرے میں لے گئیں جس میں بچہ تھا۔

Marfat.com

نور سے مزین بچہ

وہ بچہ نہایت ہی سفید اونی کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور سبز رنگ کی ریشمی چادر پر محوِ خواب تھا۔ اس کے بدن سے خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔ اور فضا میں دلآویز مہک رچی بسی تھی۔ اتنا حسین وجمیل اور پیارا بچہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس خیال سے کہ وہ جاگ نہ اٹھے، میں دھیرے دھیرے آگے بڑھی اور آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ اسی وقت اس نے آنکھیں کھول دیں اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اس کی روشن روشن آنکھوں سے کرنیں پھوٹ رہی تھیں، میں بے تابانہ اس پر جھک گئی اور اس کی پیشانی چوم لی۔ پھر اسے اٹھا کر سینے سے لگایا، گھر والوں سے اجازت لی اور اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ماں کی گود میں بے مثال عدل

خشک سالی کے دوران اچھی غذا میسر نہ آنے کی وجہ سے میرا دودھ تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ میرا اپنا بیٹا ساری ساری رات بھوک سے بلکتا اور بلبلاتا رہتا تھا۔ نہ خود سوتا تھا، نہ ہمیں سونے دیتا تھا۔ مگر جب میں عبدالمطلب کے پوتے کو دودھ پلانے بیٹھی تو حیرت انگیز طور پر بے تحاشہ دودھ اتر آیا۔

ایک طرف سے پلانے کے بعد جب دوسری طرف سے پلانا چاہا تو اس نے منہ پرے کر لیا۔ گویا دوسری جانب اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دی۔ رضاعت کی پوری مدت میں اس کا یہی معمول رہا۔ دودھ کافی تھا، میں نے اپنے بیٹے کو بھی پلایا، اور وہ اچھی طرح سیر ہو کر سو گیا۔

حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی برکات

دونوں بچوں کو آرام سے لٹانے کے بعد اپنا پیٹ بھرنے کی فکر ہوئی۔ میرا خاوند اٹھ کر اونٹنی کی طرف گیا کہ شاید مسلسل نچوڑنے سے کچھ رس ہی پڑے۔ مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ اونٹنی کے تھن پوری طرح بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے خوب دودھ دوہا۔ اور جی بھر کر پیا۔

قحط کے بعد وہ پہلی رات تھی جو ہم نے پوری آسودگی سے بسر کی۔ پرآسائش رات گذارنے کے بعد صبح جب بیدار ہوئے تو میرا خاوند کہنے لگا

وَاللّٰهِ يَا حَلِيْمَةُ! لَقَدْ اَخَذْتِ نَسَمَةً مُّبَارَكَةً

حلیمہ! واللہ تو، تو کوئی بڑی ہی مبارک روح لے آئی ہے۔

میں نے جواب دیا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ رْجُوْ ذٰلِكَ

بخدا مجھے بھی یہی امید ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بیماریاں دور ہو گئیں

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے صرف حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی فیضیاب نہیں ہوئیں بلکہ بنی سعد کے دیگر افراد کو بھی وافر حصہ ملا۔ قبیلے کا کوئی فرد اگر بیمار پڑ جاتا تو مرض سے متاثرہ حصہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک رکھتا، اور اسی وقت شفایاب ہو جاتا۔ اسی طرح اگر کوئی جانور مبتلائے مرض ہو جاتا تو اس پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ شفا پھرایا جاتا اور وہ بھلا چنگا ہو جاتا۔ (السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص 102 / الزرقانی ج 1 ص 176 / الآثار المحمدیہ ص 56)

کمزور سواری تیز ہو گئی

واپسی پر آمنہ کے لال کو سینے سے لگائے جب میں اپنی سواری پر سوار ہوئی تو اس مولودِ مسعود کی برکت نے ایسا اثر دکھایا کہ وہی سواری جو آتے ہوئے چلنے سے قاصر تھی اتنی تیز ہوئی کہ بار بار کارواں کو پیچھے چھوڑ جاتی، وہ لوگ مجھ سے کہتے: حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم پر ترس کھا، اتنی تیز نہ چل کہ ہم تیرا ساتھ نہ دے سکیں۔ میری ساتھی عورتیں حیرت سے پوچھتیں، حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا یہ وہی سواری نہیں ہے جو آتے وقت اس قدر لاغر تھی کہ تیرا بوجھ بھی نہیں سہار سکتی تھی اور تجھے بار بار اتر کر پیدل چلنا پڑتا تھا۔ جب میں جواب دیتی کہ سواری تو وہی ہے، تو وہ تعجب سے پکار اٹھتیں

وَاللّٰهِ اِنَّ لَهَا لَشَانًا

واللہ! اب تو اس کی شان ہی نرالی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے فضا میں کستوری کی خوشبو پھیل گئی

یونہی سفر بخیریت تمام ہوا اور جب ہم اپنے گھروں میں پہنچے تو فضائیں مہک اٹھیں کہ

لَمْ يَبْقَ مَنْزِلٌ مِّنْ مَنَازِلِ بَنِيْ سَعْدٍ اِلَّا شَمَمْنَا مِنْهُ رِيْحَ الْمِسْكِ

بنی سعد کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جس سے کستوری کی خوشبو نہ پھوٹتی ہو۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر مبارک

Marfat.com

آمد رسول اللہ ﷺ کی برکت سے قحط دور ہو گیا

اس مبارک بچے کی آمد سے میرے گھر میں خوشحالی اور راحت کا دور دورہ ہو گیا۔ ہمارا علاقہ قحط زدہ تھا، گھاس اور سبزہ نام کو نہ تھا۔ مگر میری بکریاں جب سرِ شام صحرا سے واپس آتیں تو ان کے پیٹ غذا سے بھرے ہوئے اور تھن دودھ سے۔ جب کہ باقی لوگوں کی بکریاں بھوکی لوٹ کر آتیں اور ان کے نیچے ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا۔ قبیلے والوں کو مجھ پر رشک آتا اور وہ اپنے نوجوانوں سے کہا کرتے: تم بھی وہیں بکریاں چرایا کرونا! جہاں حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بکریاں چرتی ہیں۔

نوجوان جواب دیا کرتے، چراتے تو ہم بھی وہیں پر ہیں، اللہ جانے ہماری بکریاں بھوکی کیوں رہ جاتی ہیں۔ اسی سرور و فرحت اور خیر و برکت کے عالم میں دودھ پلاتے ہوئے جب دو سال کا عرصہ گذر گیا تو میں نے دودھ چھڑا دیا۔

دنیا کا سب سے بے مثال بچہ

بچپن کا دور کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے مگر جس کے کندھوں پر دو جہاں کا بوجھ پڑنے والا تھا اس کو ابتدا سے ہی لہو و لعب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ مائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتیں ہیں کہ جب وہ کھیل کود کے قابل ہوا تو اپنے بھائی کے ساتھ کھیلنے چلا تو جاتا تھا مگر خود کسی کھیل میں شریک نہ ہوتا بس! بھائی کو دوسرے بچوں سے کھیلتے ہوئے دیکھتا رہتا۔ کبھی کبھی اس کو بھی منع کیا کرتا اور اسے سمجھایا کرتا کہ

اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا

ہم کھیل کے لئے نہیں پیدا کیے گئے

(تاریخ الخمیس ج 1 ص:225 / الزرقانی ج 1 ص 56)

بچپن میں حضور ﷺ کا محبوب کو یاد کرنا

اس ہستی کو کھیل تماشے اور لہو و لعب سے دلچسپی ہو بھی کیسے سکتی تھی جس کے احساس کا یہ عالم تھا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں:

ایک دفعہ رات کے کسی پہر میری آنکھ کھل گئی تو میں نے سنا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ یوں مصروف راز و نیاز تھا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُيُوْنُ
وَالرَّحْمٰنُ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

لا الٰہ الا اللہ پاک ہے، پاک ہے، آنکھیں سو گئی،
مگر رحمٰن کو نہ اونگھ چھو سکتی ہے نہ نیند

(تاریخ الخمیس ج 1 ص:225 / السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص 102 / الآثار المحمدیہ ج 1 ص 56)

بچپن ہی سے جہاد کا شوق تھا

جو بچہ کھیلنے سے جی چرائے، وہ عموماً بیمار اور مریل سا ہوتا ہے، مگر تعجب ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ کھیل سے بیزاری کے باوجود قابل رشک صحت کے مالک تھے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں:

لَمَّا بَلَغَ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلَامِ الْفَصِيْحِ
وَلَمَّا بَلَغَ عَشْرَةَ اَشْهُرٍ كَانَ يَرْمِىْ السِّهَامَ مَعَ الصِّبْيَانِ

نو ماہ کی عمر میں آپ فصیح گفتگو کرتے تھے۔ اور جب دس مہینوں کے ہوئے تو بچوں کیساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔

(السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص 101 / الآثار المحمدیہ ج 1 ص 55 / الزرقانی ج 1 ص:225)

سورج سے زیادہ روشن چہرہ

جسمانی نشو و نما کے ساتھ ساتھ غیر معمولی روحانی عظمتوں کے آثار بھی ہویدا ہوتے رہتے تھے۔

وَكَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ نُوْرٌ كَنُوْرِ الشَّمْسِ
ثُمَّ يَنْجَلِىْ عَنْهُ

آپ ﷺ پر روزانہ (چند لمحوں کیلئے) سورج کی روشنی جیسا نور نازل ہوتا تھا پھر چھٹ جاتا تھا۔

(الآثار المحمدیہ ج 1 ص:55 / تاریخ الخمیس ج 1 ص 225)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبیلے کا محل وقوع

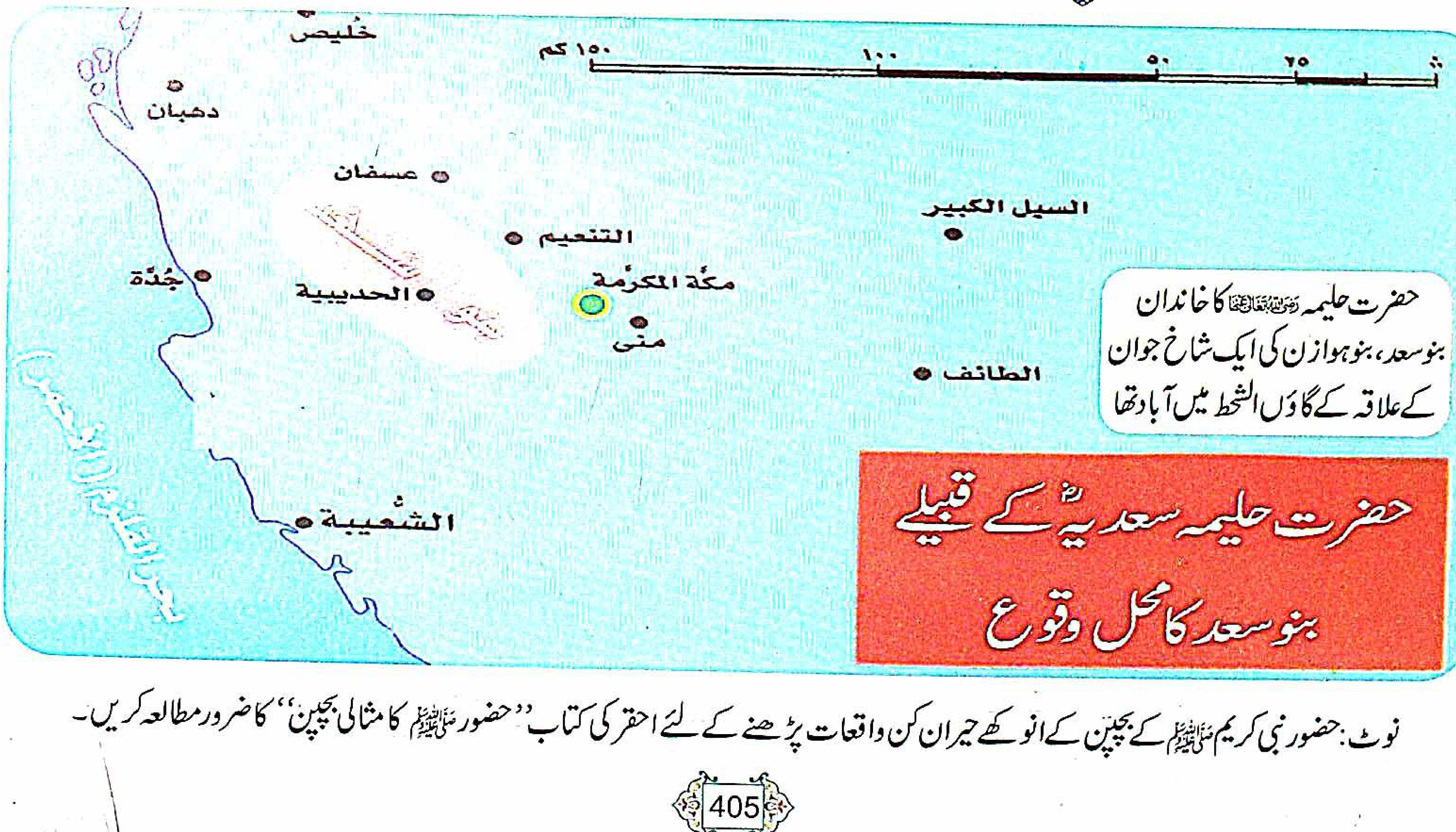

نوٹ: حضور نبی کریم ﷺ کے بچپن کے انوکھے حیران کن واقعات پڑھنے کے لئے احقر کی کتاب ''حضور ﷺ کا مثالی بچپن'' کا ضرور مطالعہ کریں۔

Marfat.com

دو سال حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رہنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ آمد

جس بچے کی آمد کے ساتھ بنی سعد کے دن پھر گئے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر برکتوں اور خوشیوں کا راج ہوگیا، اس بچے کو واپس کرنا اور اپنے آپ سے جدا کرنا انتہائی کٹھن کام تھا۔ مگر اب دو سال کا عرصہ گذر چکا تھا، اور دستور کے مطابق حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچے کو اتنی ہی مدت تک رکھنے کی مجاز تھیں۔ چنانچہ ایک دن بادل نخواستہ اسے واپس کرنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں۔ اب اسے حسن اتفاق کہئے یا حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوش قسمتی کہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں کچھ وباء سی پھوٹی ہوئی تھی۔ مائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس موقع کو غنیمت جانا، اور سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہنے لگیں "اس بچے کو فی الحال آپ ہمارے ہاں ہی رہنے دیں کیونکہ ادھر تو وباء پھیلی ہوئی ہے"۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہاں میں خود بھی یہ خطرہ محسوس کر رہی ہوں کہ کہیں یہ کسی وبائی مرض کا شکار نہ ہو جائے۔ بہتر ہے تم اسے واپس ہی لے جاؤ۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور کیا چاہیے تھا، یہی تو ان کے من کی مراد تھی۔ چنانچہ اس منبع خیرات اور مصدرِ برکات (ﷺ) کو لئے ہوئے فرحاں وشاداں واپس ہوگئیں۔

حضور ﷺ پر بادلوں کا سایہ تا کہ رحمت دو عالم ﷺ کو دھوپ نہ لگے

مکہ مکرمہ سے مراجعت کے بعد رحمت دو عالم ﷺ کی مزید عظمتوں کا مشاہدہ ہوا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ادھر سے واپسی کے بعد میں حضور ﷺ کا اور زیادہ خیال رکھا کرتی تھی۔ اور حتی الوسع حضور ﷺ کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتی تھی۔ ایک دن شدید گرمی تھی اور دوپہر کا وقت تھا، اچانک میں نے محسوس کیا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ میں اس کی تلاش میں بے تابانہ باہر کی طرف لپکی، دیکھا تو وہ اپنی بہن شیما کے پاس بیٹھا تھا۔ میں نے شیما کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

اس گرمی میں تو اسے باہر نکال لائی ہے۔

شیماء نے جواب دیا، امی! میرے بھائی کو تو ذرا سی گرمی بھی نہیں لگی، اس پر تو بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کئے ہوئے تھا، یہ چلتا تھا تو سایہ بھی چلتا تھا، یہ رکتا تھا تو سایہ بھی رک جاتا تھا۔

میں نے حیرت سے پوچھا:

اَحَقًّا یَا بُنَیَّۃ! بیٹی کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟

شیما نے پورے یقین سے جواب دیا:

اِیْ وَاللّٰہِ...... ہاں! اللہ کی قسم!

(السیرۃ الحلبیہ ج 1 ص 114 / الزرقانی ج 1 ص: 179 بحوالہ سید الوریٰ مولف قاضی عبد الدائم صاحب مدظلہ)

حضور ﷺ کا بکریاں چرانا

یوں تو رحمت دو عالم ﷺ کے بچپن کے تمام واقعات محیر العقول ہیں لیکن سب سے زیادہ حیران کن واقعہ شق صدر کا ہے۔ مکہ مکرمہ سے واپسی کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ایک دن آپ ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

اماں! میرے بہن بھائی دن بھر کہاں غائب رہتے ہیں؟

بیٹا! وہ تو بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔

پھر میں ان کے ساتھ کیوں نہیں جاتا؟

کیا تمہارا بھی جانے کو جی چاہتا ہے؟

ہاں! اماں!

بہتر ہے کل سے تم بھی جایا کرنا۔

شق صدر کے واقعہ پر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گھبراہٹ

اور یوں آپ ﷺ قبیلے کے دیگر بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے لگے۔ ایک دن سب بچے پہاڑ کے دامن میں واقع ایک وادی میں ہنس کھیل رہے تھے کہ ناگاہ تین اجنبی کہیں سے نمودار ہوگئے، ان میں سے ایک چپ چاپ آگے بڑھا اور رحمت دو عالم ﷺ کو پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی کی طرف چل پڑا۔ دوسرے بچے وقتی طور پر خوفزدہ ہو کر بھاگ اٹھے، مگر پھر واپس آ گئے۔ ان معصوموں کے ننھے ننھے ذہنوں میں یہی آیا کہ یہ کوئی دشمن ہیں، جو ہمارے دوست کو قتل کرنے کے درپے ہیں۔ بچوں میں اتنی طاقت تو نہیں تھی کہ تین توانا مردوں سے اپنے دوست کو چھڑا لیتے اور بچا لیتے۔ تاہم انہیں قتل سے باز رکھنے کے لئے بچوں نے زبانی طور پر ہر ممکن کوشش کی۔ معصومانہ جملے، ہر جملہ خوف، غم اور بے چارگی کا مرقع۔

آپ لوگوں نے اس کو کیوں پکڑ لیا ہے؟ یہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ تو سردارِ قریش کا بیٹا ہے۔ ہمارے پاس صرف رضاعت کے لئے آیا ہوا ہے۔ یتیم ہے۔ اس کا باپ مر چکا ہے۔ اس کو مار کر آپ کو کیا ملے گا؟ کیا فائدہ ہوگا؟

اجنبیوں نے بچوں کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے رحمتِ دو عالم ﷺ کو زمین پر لٹا دیا۔ اب تو سب ساتھیوں کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ ہمارے پیارے دوست کو مار ڈالیں گے۔ اس موقع پر ان معصوموں نے جو پیش کش کی وہ معصومانہ فداکاری اور جاں نثاری کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائے گی۔ انہوں نے کہا: اگر آپ نے بہر حال قتل کرنا ہے تو ایسا کیجئے اس کو چھوڑ دیجئے اور اس کے بدلے ہم میں سے جس کو آپ کا جی چاہے مار ڈالئے۔

اجنبیوں نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی اور اپنے کام میں مشغول رہے۔ ایک نے رحمت دو عالم ﷺ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر نیچے کی جانب کھینچا تو سینے سے ناف تک شگاف پڑ گیا۔ بچوں نے یہ منظر دیکھا تو دہشت زدہ ہو کر اپنے گھروں کی طرف بھاگ نکلے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا اندرونی منظر

Marfat.com

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، دوپہر کا وقت تھا، ہم گھر میں بیٹھے تھے کہ اچانک میرا بیٹا چیختا چلاتا ہوا دوڑتا آیا... او امی! او ابو! میرے قریشی بھائی کی خبر لیجیے

مَا قِصَّتُہٗ (قصہ کیا ہے؟) میں نے اس سے پوچھا۔

ہم ادھر کھڑے تھے، اس نے ہانپتے ہوئے وادی کی طرف اشارہ کیا، کہ اچانک ایک آدمی آیا اور اس کو پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی کی طرف لے گیا، پھر اسے لٹا کر اس کا سینہ چیرنے لگا۔ پھر مجھے کچھ پتہ نہیں کہ پھر کیا ہوا؟

شق صدر کے واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کو یہ اندیشہ لاحق ہوگیا کہ کہیں بچے کو سچ مچ ہی کوئی گزند نہ پہنچ جائے، چنانچہ انہوں نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشورہ دیا۔ حلیمہ! اس بچے کی بے حساب برکات کی وجہ سے فلاں گھرانہ ہم سے حسد رکھتا ہے، بچے کے ساتھ جو کچھ ہوا، مجھے یہ سب کچھ انہی لوگوں کا کیا دھرا نظر آتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب یہ امانت واپس کردی جائے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جی تو نہیں چاہتا تھا، مگر حالات کو دیکھتے ہوئے چار و نا چار متفق ہوگئیں اور ایک دن رحمتِ دو عالم ﷺ کو سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کرنے روانہ ہوگئیں۔

مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی گمشدگی اور بازیابی

مکہ مکرمہ کی گلیوں سے گزرتے ہوئے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رحمت دو عالم ﷺ کھو گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت تلاش کیا مگر نہ مل سکے، تھک ہار کر عبدالمطلب کو مطلع کیا۔ وہ بھی بے حد پریشان ہوگئے۔ اسی وقت حرمِ کعبہ تشریف لے گئے اور منظوم دعا پڑھی:

لَا هُمَّ اِنَّ رَاكِبِیْ مُحَمَّدًا   اَدِّهٖ اِلَیَّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ یَدًا

اَنْتَ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ لِیْ عَضُدًا   لَایُبْعِدِ الدَّهْرُ بِهٖ فَیَبْعَدَا

اَنْتَ الَّذِیْ سَمَّیْتَهٗ مُحَمَّدًا

الٰہی! میرے کندھوں پر سواری کرنے والے محمد (ﷺ) کو لوٹا دے اور مجھ پر احسان فرمادے۔ تو نے اس کو میرا مددگار بنایا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمانہ اس کو دور کردے اور وہ مجھ سے دور ہوجائے۔ تو نے ہی اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے۔

اس کے بعد متعدد آدمی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بالآخر آپ وادی تہامہ میں ایک درخت تلے کھڑے ہوئے مل گئے۔ مگر چونکہ عبدالمطلب نے کافی عرصے سے آپ کو نہیں دیکھا تھا اس لئے پہلی نظر میں پہچان ہی نہ سکے اور پوچھنے لگے:

مَنْ اَنْتَ یَاغُلَامُ؟ (لڑکے! تو کون ہے؟)

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

(رحمت دو عالم ﷺ نے جواب دیا)

فَدَتْکَ نَفْسِیْ اَنَا جَدُّکَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ

(تجھ پر میری جان قربان میں ہی ہوں عبدالمطلب، تیرا دادا)

کہتے ہوئے بے تابانہ آگے بڑھے اور آپ ﷺ کو سینے سے لگالیا، پھر سرور و غم کی ملی جلی کیفیت میں دیر تک روتے رہے۔

جب پوتے کو لے کر مکہ مکرمہ پہنچے تو اس کی بازیابی کی خوشی میں آپ نے اہل مکہ کی دعوت کی۔

وَنَحَرَ الشِّیَاهَ وَالْبَقَرَ (اور کئی بکریاں اور گائیں ذبح کیں)

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچیں اور رحمت دو عالم ﷺ کو واپس کرنے لگیں تو سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا، حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا بات ہے، آج تو خود ہی اس کو لے آئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تو اس کو اپنے پاس رکھنے کی بے حد مشتاق تھی؟

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت

رضاعت کی مدت ختم ہوچکی ہے اور میں نے اپنی ذمہ داری بطریق احسن ادا کردی ہے۔ اب مجھے ڈر لگتا ہے کہ اس کو کوئی حادثہ نہ پیش آجائے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اصل وجہ چھپانے کی کوشش کی۔ مگر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ذہین خاتون تھیں۔ کھٹک گئیں اور کہنے لگیں: نہیں! یہ بات نہیں ہے۔ اصل قصہ کچھ اور ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تو سچ سچ بتا۔

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ یوں جان چھوٹنی مشکل ہے تو شق صدر کا سارا واقعہ بلا کم و کاست بیان کردیا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: اَفَتَخَوَّفْتِ عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ؟

کیا تیرے خیال میں اس پر شیطان قسم کے کسی جن کا اثر ہوگیا ہے۔

نَعَمْ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: كَلَّا وَاللّٰهِ مَا لِلشَّیْطَانِ عَلَیْهِ مِنْ سَبِیْلٍ

ہرگز نہیں اللہ کی قسم! شیطان اس پر کسی طرح اثر انداز ہو ہی نہیں سکتا۔

اس کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بوقت ولادت ظاہر ہونے والے واقعات بیان کئے اور کہا: ایسے مبارک بچے پر شیطان کا داؤ کب چل سکتا ہے؟ بہر حال تو اسے چھوڑ جا، اور خوش خوش واپس چلی جا۔

(سیرت ابن ہشام ج 1 ص: 111 / تاریخ طبری ج 2 ص 127)

عبدالمطلب نے رضاعت کے عوض اتنا کچھ دے دیا کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر لحاظ سے مسرور و شاداں ہو کر الوداع ہوگئیں۔

(تاریخ الخمیس ج 1 ص: 228 بحوالہ سید الوریٰ)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قریش کا شکوہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر رضاعت کی نسبت سے رحمت دو عالم ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے کچھ عرصے بعد مکہ مکرمہ آئے تو قریش نے ان سے گلہ کرنے کے انداز میں پوچھا:

اَلَا تَسْمَعُ یَاحَارِثُ! مَا یَقُوْلُ ابْنُکَ

حارث کیا تم نے وہ باتیں نہیں سنیں جو تمہارا بیٹا کہتا ہے؟

مَا یَقُوْلُ؟ (کیا کہتا ہے؟) حارث نے حیرت سے سوال کیا۔

کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو گھر بنا رکھے ہیں۔ جنت اور جہنم...... اطاعت کرنے والوں کو جنت میں اعزاز و اکرام سے نوازے گا۔ اور نافرمانی کرنے والوں کو جہنم میں عذاب دے گا۔ اس کی ان باتوں سے ہمارے اندر پھوٹ پڑگئی ہے۔ اور اجتماعیت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا ہے۔

قریش کی شکوہ سنجی سے متاثر ہوکر حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمت دو عالم ﷺ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کا فخریہ انداز

بیٹے کیا بات ہے؟ تیری قوم تجھ سے شاکی ہے؟ وہ لوگ کہتے ہیں کہ تم بعث بعد الموت اور عذاب و ثواب کی باتیں کرتے ہو۔ کیا یہ درست ہے؟

ہاں ابا جان! رحمتِ دو عالم ﷺ نے جواب دیا۔ میں واقعی یہ حقائق بیان کرتا ہوں اور ابا جان! جب وہ دن آئے گا نا! تو میں آپ کا ہاتھ تھام کر آپ کو آج کی گفتگو یاد دلا دوں گا۔

بعد میں جب حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف با اسلام ہوگئے تو فخریہ کہا کرتے تھے: میرے ساتھ میرے بیٹے کا وعدہ ہے کہ وہ روز محشر میرا ہاتھ پکڑ کر ان باتوں کی یاد دہانی کرائے گا، جو اسے نبوت ملنے کے بعد پہلی مرتبہ میرے اور اس کے درمیان ہوئی تھیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس نے ایک دفعہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا تو پھر اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک مجھے جنت میں داخل نہ کردے۔

(روض الانف ج 1 ص: 107 / الزرقانی ج: 1 ص: 172,173)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں موجود کنواں

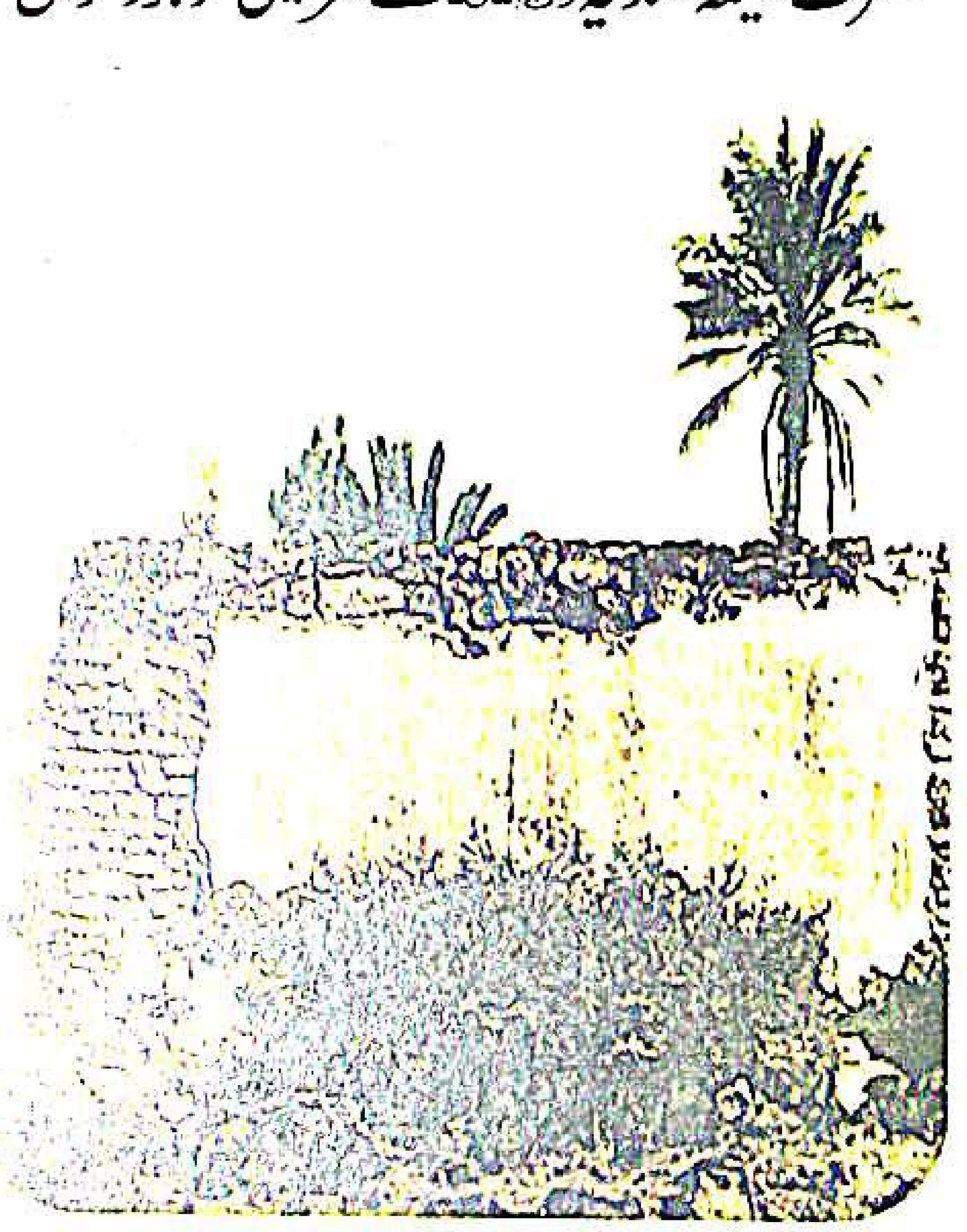

جنت البقیع میں دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر

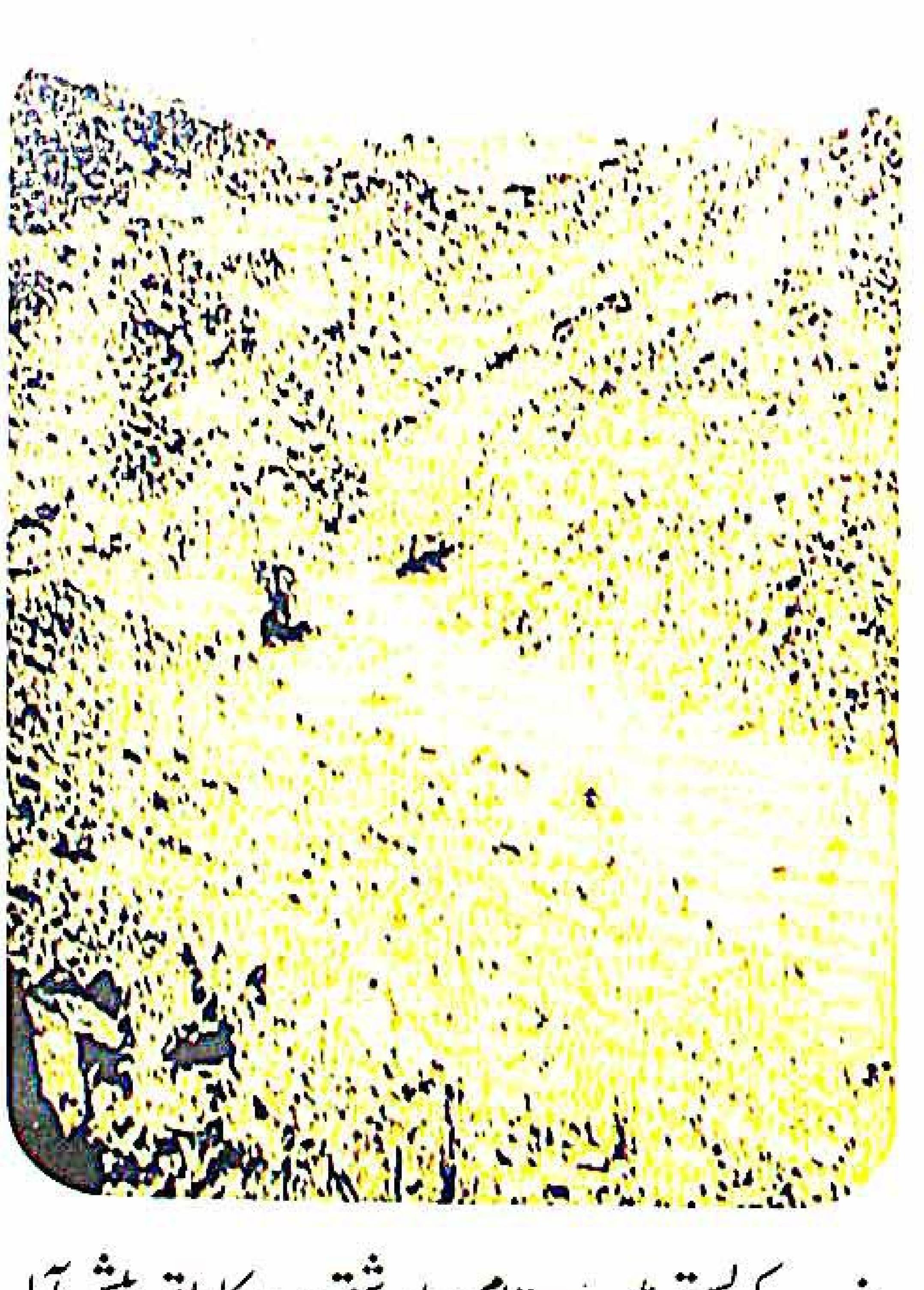

بنی سعد کی بستی میں وہ مقام جہاں شق صدر کا واقعہ پیش آیا

Marfat.com

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

آپ رضی اللہ عنہا کا مزار پرانوار بھی جنت البقیع میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے شمالی جانب واقع ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔ نام حلیمہ تھا، کنیت ام کبشہ۔ کبشہ ان کی لڑکی کا نام تھا۔ (سیرت حلبیہ ص: 144 ج 1:)

اتفاق سے یہ تینوں خواتین عاتکہ کے نام سے مشہور تھیں۔ اس امر کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

انا ابن العواتک من سلیم (حلبیہ ص:144، ج:1)

میں بنوسلیم کی تین عواتک کا بیٹا ہوں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے شمار سعادتوں میں سے اہم سعادت یہ ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔

اسلامہا لا شک فیہ عند جماهیر العلماء

جمہور علماء کے نزدیک سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسلام لانے میں کوئی شک نہیں۔ (حلبیہ ج:1،ص:169)

انا اعربکم انا قرشیٌ واسترضعت فی بنی سعد

میں تم سے زیادہ فصیح ہوں، میں قریشی ہوں، میں نے بنوسعد میں دودھ پیا ہے۔ (حلبیہ ص146)

یہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نصیب تھا کہ سید الانبیاء کی مرضعہ بنیں، ورنہ ان سے پہلے دس خواتین اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول میں ناکام رہ گئیں تھیں۔ (حلبیہ ج1 ص145)

رضاعی رشتوں کا احترام

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی باپ حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خاص احترام فرماتے تھے۔ ابوداؤد نے عمر بن سائب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی باپ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سامنے بٹھایا، پھر اماں سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو انہیں چادر پر بٹھایا۔ (حلبیہ ج1 ص:144)

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دودھ کی نسبت کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ کو بھی دودھ پلانے کا شرف ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مدینہ منورہ سے کپڑوں کا جوڑا بھیجا کرتے تھے۔ (حلبیہ ج:1،ص:143)

ایک جنگ میں حضرت شیماء بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی بیٹی) بھی گرفتار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا:

واللّٰہ انی لاخت صاحبکم من الرضاعۃ

اللہ کی قسم میں تمہارے سردار کی رضاعی بہن ہوں۔

(طبقات ابن سعد/ سیرت سید البشر ص:97)

حاضرین کو یقین نہ آیا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لائے۔ حضرت شیما نے اپنی انگلی پر زخم کا نشان دکھایا کہ ایک دفعہ بچپن میں آپ نے میری اس انگلی کو چبایا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں فرطِ محبت سے آنسو جاری ہوگئے۔ بیٹھنے کے لئے چادر مبارک بچھا دی اور فرمایا اے بہن تم میرے ہاں رہنا چاہو تو تمہارا اپنا گھر ہے۔ واپس جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ حضرت شیما نے واپسی کی خواہش کی تو انہیں چند اونٹ، بکریاں اور سامان کے ساتھ اعزاز و اکرام سے واپس رخصت کیا اور وہ اسی روز مسلمان ہوگئیں۔ (سیرت سید البشر، طبقات ابن سعد)

بکری کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا

اماں حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری جھولی میں تھے میری بکریاں قریب سے گزریں، ایک بکری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر چوما پھر بکریوں میں جا ملی۔ (سیرت حلبیہ ج:1،ص:148)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے باغ میں گئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں نے سجدہ کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی اجازت مرحمت فرمائیں کہ ہم بکریوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں کسی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے، اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرتی۔ (سیرت حلبیہ ج:2 ص:149)

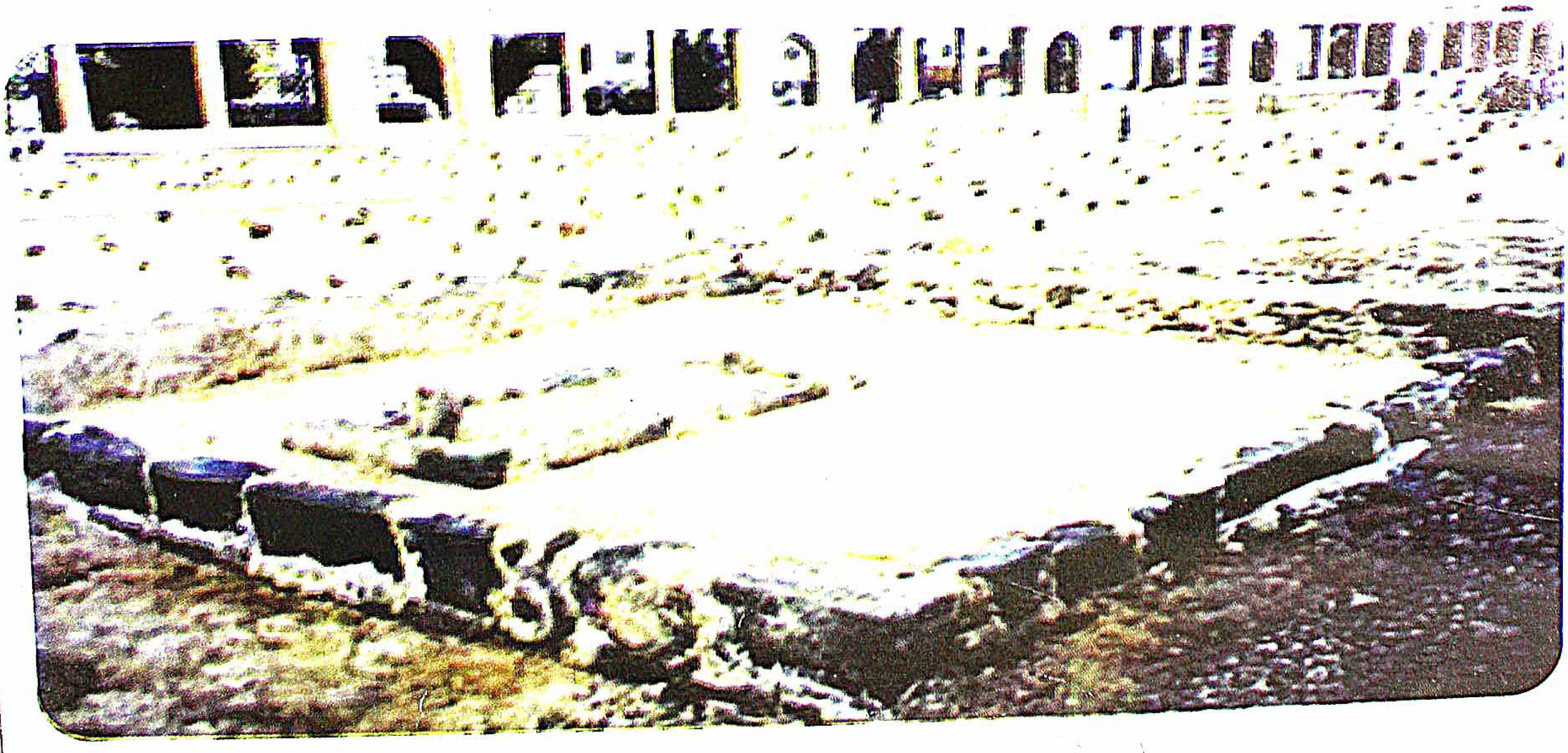

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی پرانی تصویر

Marfat.com

جنت البقیع میں موجود حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

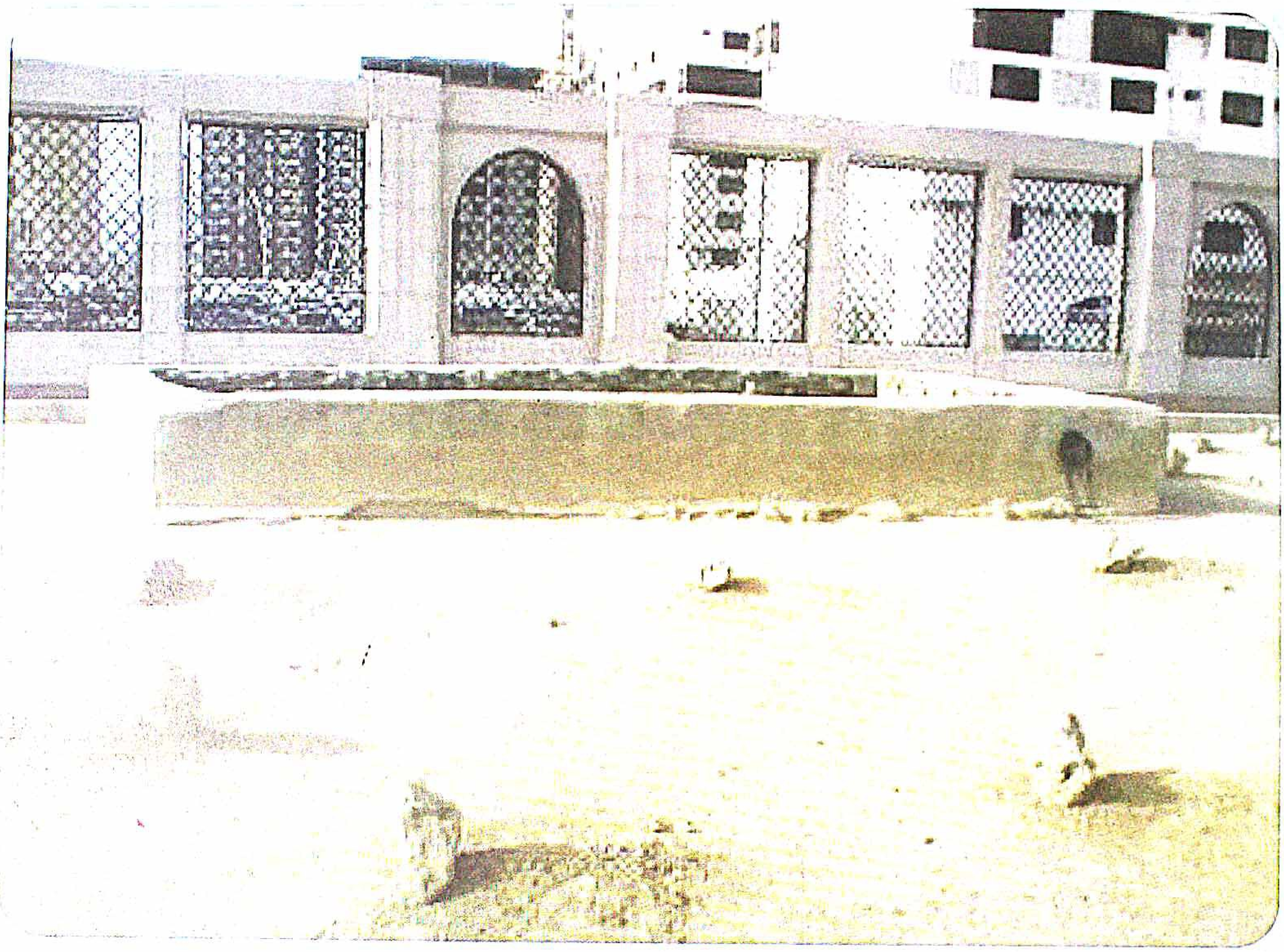

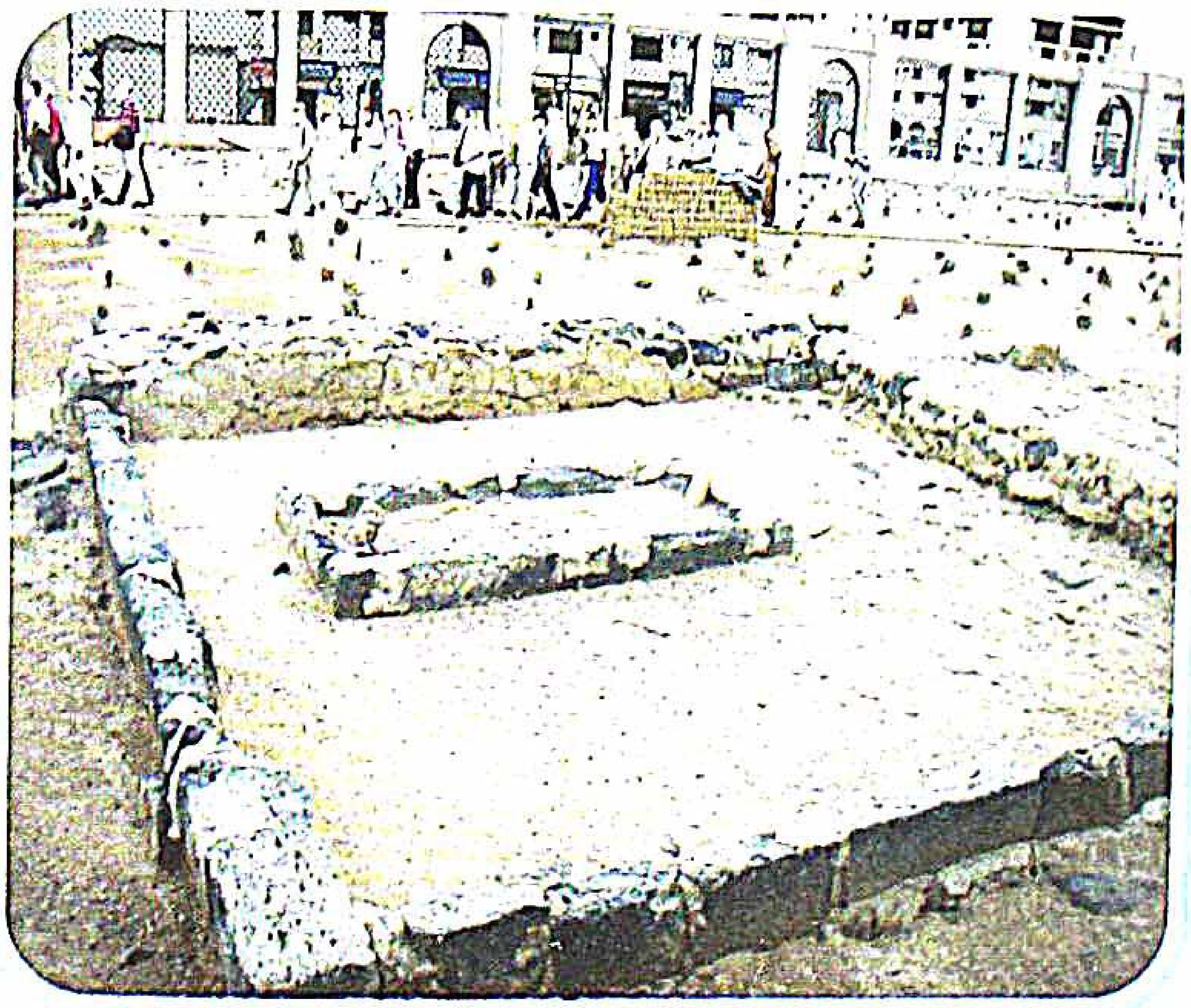

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کی نواسی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حقیقی بہن۔ آپ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوگئی تھیں۔ لیکن بہت کمسن تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا نکاح اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا تھا۔ سانحہ کربلا کے وقت آپ اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھیں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کو دیگر اہل بیت کے ساتھ دمشق لایا گیا۔ آپ اپنے زمانے میں بڑی عاقلہ اور فصیح و بلیغ خاتون مشہور تھیں۔

(طبقات ابن سعد ص:465 / الاصابہ ص:315 ج4)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے آپ کے دل پر جو گزری ہوگی وہ تو ظاہر ہے اس صدمے کا شرعی حدود میں اظہار بھی ہوا ہوگا۔ لیکن جن روایتوں میں آپ کی غیر معمولی نوحہ گری بیان کی گئی ہے، وہ غیر مستند بھی ہیں اور بعید از قیاس بھی۔ سرکار دو عالم ﷺ کی نواسی اس قسم کے بین اور ماتم سے یقیناً بلند تھیں جو آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

کربلا کے قافلے کی قیادت

واقعہ کربلا کے بعد خاندان آلِ رسول ﷺ کی قیادت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ آئی تھی اور انہوں نے بڑے تحمل، بردباری، جرأت اور فراست سے اپنے بچے کھچے قافلے کی قیادت کی تھی اور ان کے حوصلے بلند رکھے تھے۔ سانحہ کربلا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نواسی، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاتونِ جنت کی بیٹی کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا تھا۔

صبر کا پہاڑ

ان کے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان کے دوسرے تمام جوان اور بچے ان کی آنکھوں کے سامنے شہید ہوئے تھے لیکن اس عظیم خاتون نے کربلا سے دمشق تک قیدی کی حیثیت سے اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک نیزے پر دیکھتے ہوئے جس انداز میں سفر کیا اور پھر یزید کے دربار میں جس طرح خطاب کیا وہ ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ ورنہ گھرانے کے ایک فرد کی وفات پر بڑے سے بڑا آدمی بھی حواس باختہ ہو جاتا ہے۔

ہم تک واقعہ کربلا کے جو حالات پہنچے ہیں ان کی واحد چشم دید گواہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ اگر وہ بھی شہید کر دی جاتیں تو پھر اس عظیم سانحہ پر رہتی دنیا تک پردہ پڑا رہتا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس سانحہ کے بارے میں جگہ جگہ خطاب نے اس واقعہ کو دنیائے اسلام میں پھیلایا۔

دغا باز کوفیوں سے خطاب

اسیران کربلا کے ساتھ آپ کو بھی دمشق لے جایا گیا، راستے میں کوفہ والوں کے آہ و بکا اور نالہ و شیون کی صدا پر جس جرأت و فصاحت و بلاغت سے اظہار حقیقت فرمایا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

اے بے وفا، دغا باز اور بزدل کوفیو! اب روتے ہو اور ماتم کرتے ہو، خدا کرے تم ہمیشہ روتے رہو، تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو مضبوط دھاگے کو کاتنے کے بعد اس کے ٹکڑے کر دے، تم نے قسموں کو دھوکہ اور فریب کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ تم جھوٹے مداح، ظالم اور کینہ پرور، لونڈیوں کی طرح چاپلوس اور خوشامدی ہو۔ تم غلاظت کی ڈھیری پر اگے ہوئے گھاس کی مانند ہو۔

والله فابكو كثيرا واضحكو قليلا

اللہ کی قسم تم بہت زیادہ روؤ گے اور کم ہنسو گے۔ تم نے ہمیشہ کے لئے شرمندگی اٹھائی، بے وفائی کا یہ داغ تمہارے ماتھوں سے کبھی نہ دھل سکے گا۔

اے کوفیو! تم نے خلاصہ خانوادۂ نبوت، دین وشریعت کے مینار اور نوجوانان جنت کے سردار کو قتل کیا۔ نامرادو! تم نے اپنے لئے کیسا راستہ منتخب کیا، تم پر اللہ کا غضب اور عذاب ہو۔ جانتے ہو تم نے کس جگر رسول ﷺ کو پارہ پارہ کیا؟ کس کا خون بہایا؟ تم برے کام کے مرتکب ہوئے ہو، جس کی پاداش میں آسمان ٹوٹ پڑیں۔ زمین پھٹ جائے، پہاڑ پاش پاش ہو جائیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ آسمان تم پر خون کے آنسو روئے، یقیناً اخروی عذاب سخت پہنچنے والا ہے اور وہاں تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

آپ کے خطاب میں بعینہٖ اپنے والد ماجد باب مدینۃ العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطابت کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ بلاشبہ آپ صورت وسیرت میں لختِ جگر مصطفی ﷺ، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی تصویر تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک (شام)

Marfat.com

دمشق میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک

راویہ دمشق سے تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جو قریہ راویہ اور قبر الست کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حضرت سیدہ زینب الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم الشان مزار مبارک ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل

جہاں تک ان کے فضائل ومناقب کا تعلق ہے وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، یہی کیا کم ہے یہ سیدہ، حضور سید العالمین ﷺ کی نواسی، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بہن ہیں۔

یہی وہ سیدہ صابرہ ہیں جنہوں نے کاروان اہل بیت کو اس وقت لٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے چمن زہرا کے مہکتے پھولوں کو میدان کربلا میں یزیدی لشکر کے ظلم وستم کا شکار ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

یہی وہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کے تاروں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر کے ٹکڑوں کو دشمنوں کی تلواروں اور تیروں سے چھلنی ہوتے ہوئے اور اپنے خون سے کربلا کی زمین کو رنگین بناتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے حسین وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بھائیوں علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ وقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ جیسے بھتیجوں، محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ وعون رحمۃ اللہ تعالیٰ جیسے بیٹوں اور خاص عزیزوں کی لاشوں کو زخمی، خون میں تربتر خاموش پڑے ہوئے دیکھا تھا۔ یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے باوجود مصائب وآلام کے بادلوں میں گھر جانے اور مظالم کے پہاڑوں تلے دب جانے کے باوجود صبر واستقلال کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ دمشق شہر سے تقریباً چھ سات میل دور ہے۔ ہمارا قافلہ نماز جمعہ کے وقت وہاں پہنچا۔ پہلے ہم روضہ سے ملحق مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔

روضہ ایک خاصی کشادہ جگہ میں واقع ہے۔ اس کے دونوں طرف بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ دائیں طرف کی مسجد اہل تشیع کے لئے اور بائیں طرف کی مسجد اہل سنت کے لئے ہے۔ دونوں مسجدوں کے درمیان کھلی جگہ ہے۔ ان دونوں کے عین درمیان میں روضہ ہے۔ روضہ فانوس کی روشنی میں جگ مگ کرتا انتہائی خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ دیواروں اور گنبد پر شیشہ ہی شیشہ ہے، جو فانوس کی روشنیوں کو منعکس کرتے ہوئے اور زیادہ خوبصورت لگتا ہے۔

میرے خیال میں مقبرے کا ہال چالیس گز لمبا اور چالیس گز چوڑا ہوگا جس کے ایک طرف عورتوں اور دوسری طرف مردوں کے لئے جگہ ہے۔ عین مرکز میں قبر ہے جس کے اردگرد جالی ہے۔ اگر کوئی نذرانہ دینا چاہے تو کرنسی کی صورت میں اندر پھینک سکتا ہے۔ قبر سنہری ہے اور زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچی ہے۔ سر کے اوپر تاج رکھا ہوا ہے۔ جالی کے ساتھ لوگوں نے منت کے طور پر تالے اور رنگارنگ کپڑے باندھ رکھے تھے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مصری مزار کی تحقیق

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک مزار مصر میں بھی مشہور ہے۔ لیکن کسی مستند روایت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مصر جانا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ سانحۂ کربلا کے بعد دمشق آنا ضرور ثابت ہے۔ لہٰذا دمشق میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مدفون ہونا مصر کی بنسبت زیادہ قرین قیاس ہے۔ اگرچہ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسرے اہل بیت کو پورے اعزاز واکرام کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس بھیج دیا تھا۔ جس کے جواب میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کچھ زیور یزید کے پاس بھیجے لیکن یزید نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میں نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا، وہ کسی دنیوی لالچ کی وجہ سے نہیں، بلکہ آپ کے حق قرابت کی بنا پر کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم

عراق کے اہل بیت کے مزارات کی طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ مزار بھی بڑی شاندار عمارت میں واقع ہے، جس کے میناروں وغیرہ کا طرز تعمیر عراقی مزارات سے ملتا جلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرات اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح پر ابدی رحمتیں نازل فرمائے۔ (بحوالہ جہاں دیدہ)

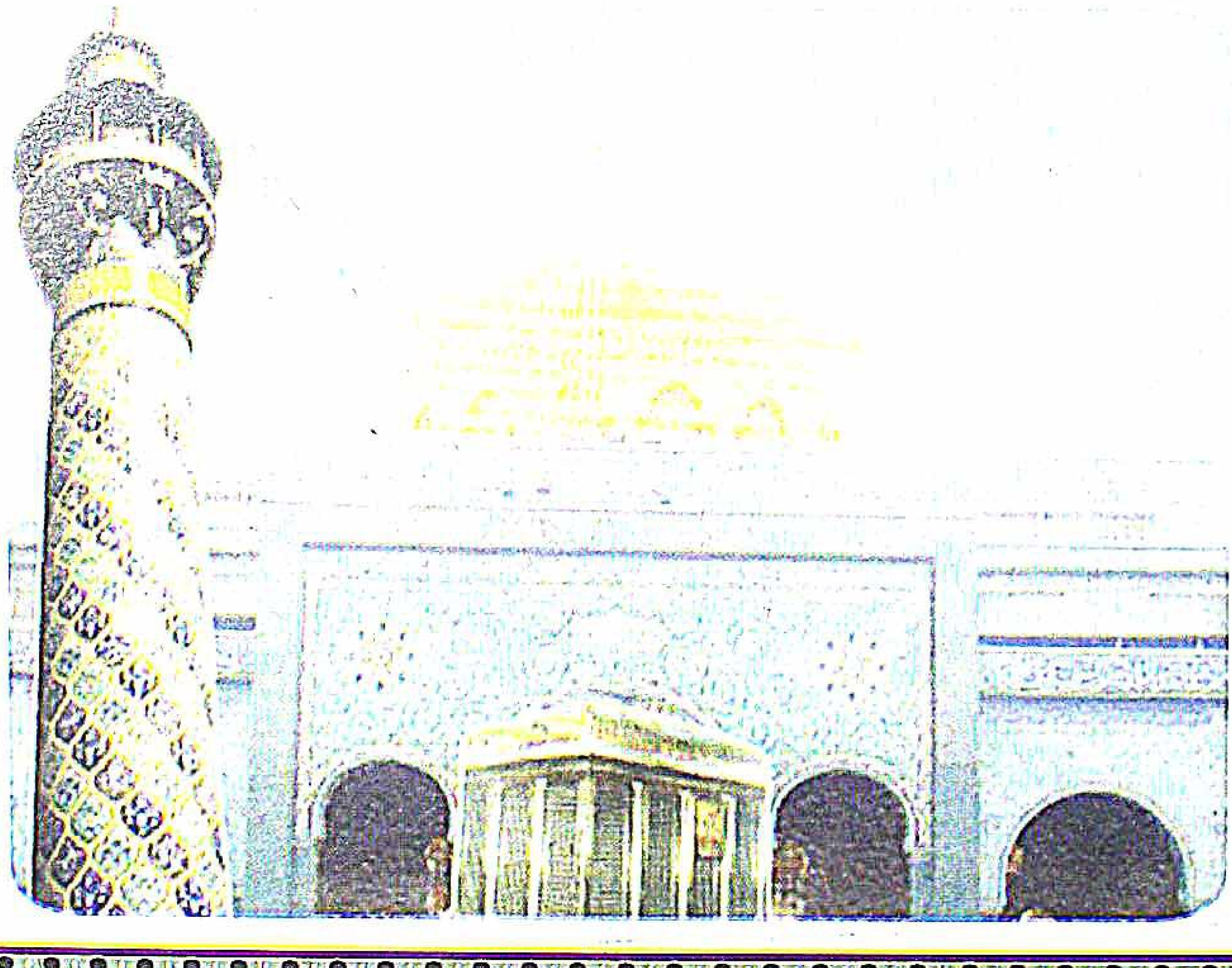

Marfat.com

کچھ لوگ مر کے بھی آج تک زندہ ہیں

محترمہ شائستہ صاحبہ اپنے سفرنامہ میں لکھتی ہیں کہ ''سفر شام میں میں نے ہوٹل کی کھڑکی کے باہر جھانکا، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ ویسے بھی شبِ جمعہ تھی، شبِ جمعہ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ ساری رات کھلا رہتا ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار والے علاقے میں لوگوں کا غیر معمولی ہجوم تھا۔ تاریخ کا فیصلہ کتنا ناگزیر اور اٹل ہوتا ہے؟ آج ان منبروں کے الفاظ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کردارکشی کے لئے استعمال ہوتے تھے، تاریخ کے اندھیروں میں گم ہوگئے اور ان کی بیٹی کے خطبات دنیا میں گونج رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دشمنوں کے محل کے کھنڈرات بھی نہیں ملتے اور آپ کی بیٹی کا دربار اس وقت بھی جگمگا رہا ہے، اور آپ سے محبت کرنے والے اس وقت بھی اللہ جانے کہاں کہاں سے آرہے ہیں۔''

میرا ذہن کوفے سے نہیں نکل پا رہا ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ کی روشنی میرے کمرے میں پھیلی ہوئی ہے۔ میرا کھڑکی کو بند کرنے کا دل نہیں چاہ رہا۔ اب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا متعلق واقعات یکے بعد دیگرے میرے ذہن میں گونجنے لگے۔ کربلا میں کئی مرتبہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدت غم سے بے تاب ہونے لگیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیمار بھتیجے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیقرار ہوگئیں اور ضبط گریہ نہ کرسکیں۔ نومحرم کی شام جب لشکر عمر سعد نے اچانک حملہ کردیا، پھر شب عاشورہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام جہاد کی تیاری فرمارہے تھے۔ پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خیمے سے نکل کر بے قراری سے ایک بلند مقام پر پہنچتی ہیں اور عمر سعد کو للکارتی ہیں۔ یہ مقام آج بھی تلہ زینبیہ کے نام سے موجود ہے۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد تو آپ صبر وسکون کا پہاڑ بن گئیں۔ اس کے بعد تاریخ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے قراری کا ذکر نہیں پڑھتے ہیں۔ ظاہر ہے سب محافظ، سب تسلی دینے والے چلے گئے، فریضے باقی رہ گئے۔

کربلا کی قیامت خیزرات میں آپ کی ہمت

بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیموں میں لوٹ مچی، آگ لگائی گئی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب بیبیوں اور بچوں کی حفاظت فرمارہی تھیں اور انہیں اٹھا کر جلتے ہوئے ایک خیمے سے نکال کر دوسرے خیمے میں لے جارہی تھیں۔

یہاں تک کہ آلِ رسول ﷺ کی ساری خیمہ گاہ میں شعلے اٹھنے لگے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اپنی گود میں اٹھا کر باہر لائیں۔ پھر وہ قیامت کی رات بھی آئی جب خاکِ کربلا پر جلے ہوئے خیموں کے درمیان آلِ رسالت پناہ لئے بیٹھی تھی اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ٹوٹا ہوا نیزہ لے کر ان کی پہرہ داری فرمارہی تھیں۔ ایک رات پہلے خیموں کی پہرہ داری کے لئے قمر بن ہاشم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام کے جاں نثار اصحاب حضرت حبیب ابن مظاہر، مسلم ابن عوسجہ، زہیر بن قیس اور کون کون موجود تھا۔ اب نہ خیمے تھے، نہ پہرہ دار۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تن تنہا اس لٹے ہوئے قافلے کی پہرہ داری کر رہی تھیں۔

اگلے دن عمر سعد نے اپنے مقتولین کو دفن کیا اور اسیرانِ اہلبیت کو مقتل شہدا کی طرف سے گزارا گیا۔ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نظر جب اپنے پیاروں کی پامال شدہ بے کفن لاشوں پر پڑی تو یوں لگتا تھا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی۔ اس موقع پر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی بھتیجے کو تسلی دیتی رہیں۔

تلہ زینبیہ (کربلا): جہاں سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید ہوتے دیکھا تھا

Marfat.com

تل زینبیہ کا بیرونی منظر

Marfat.com

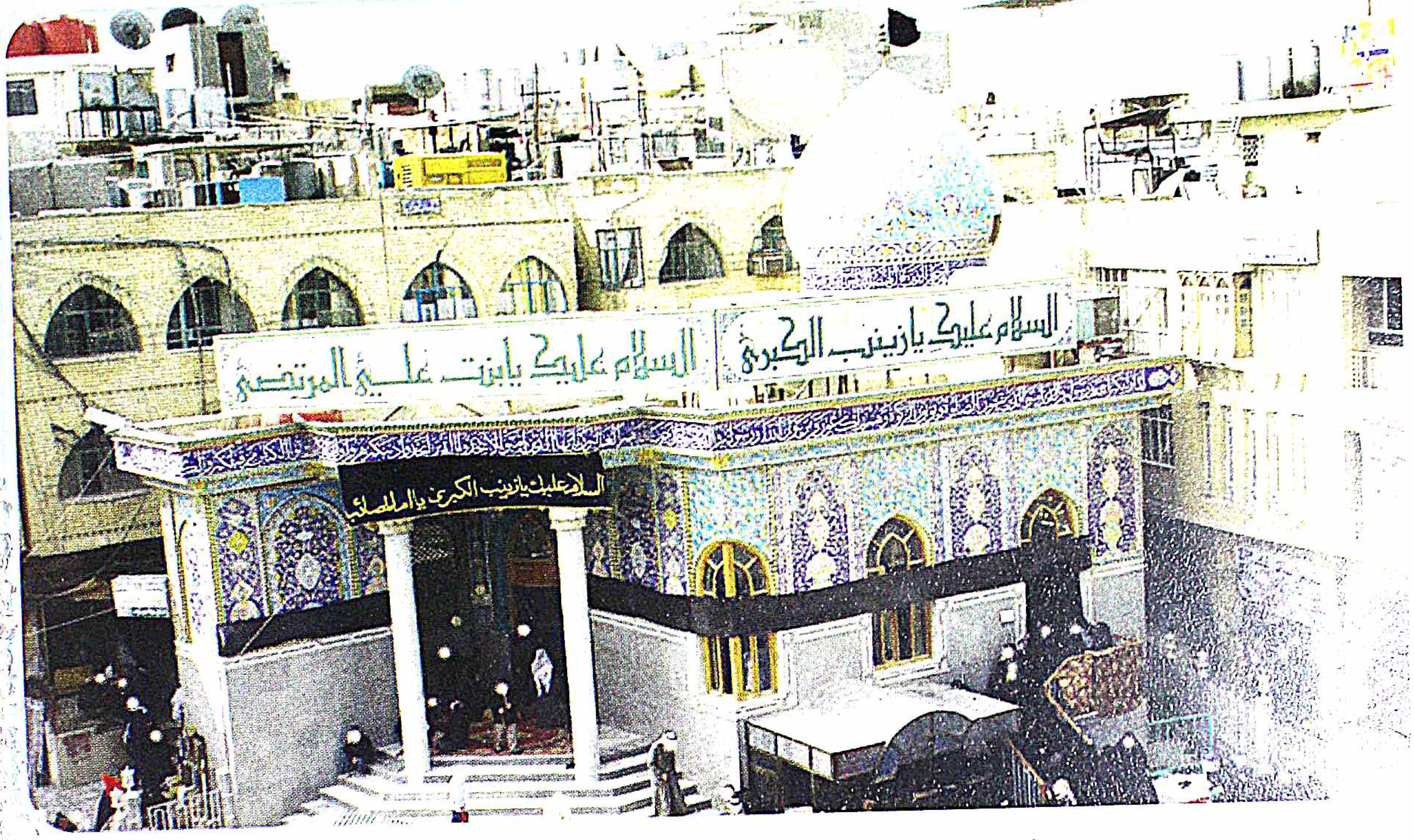

تلہ زینبیہ: وہ جگہ جہاں وقت شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی تھیں

تلہ زینبیہ کی باہر سے لی گئی ایک تصویر

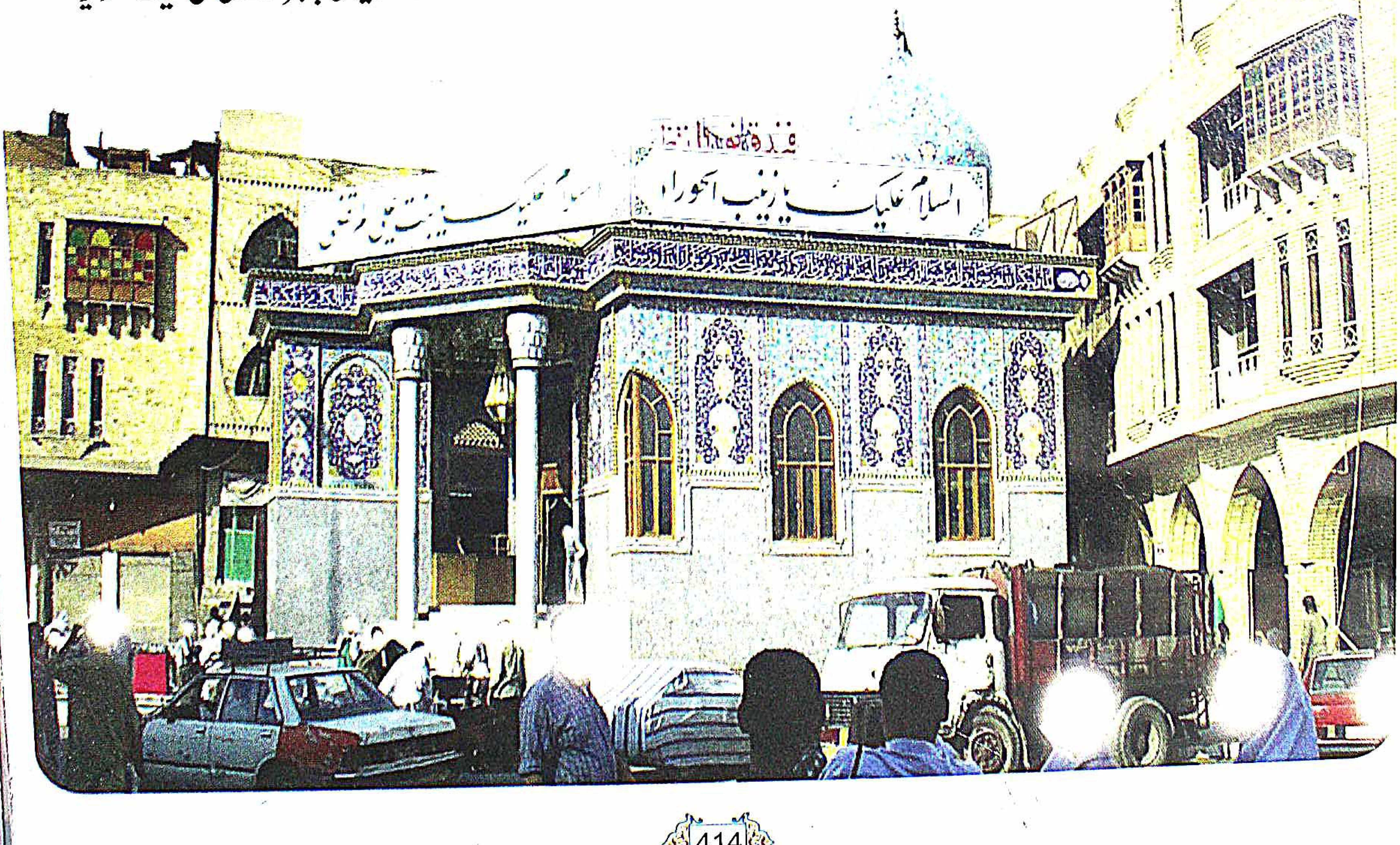

Marfat.com

تلہ زینبیہ: میدان کربلا میں موجود وہ جگہ وقت شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوکر اہل بیت پر ظلم ہوتے دیکھ کر رو رہی تھیں

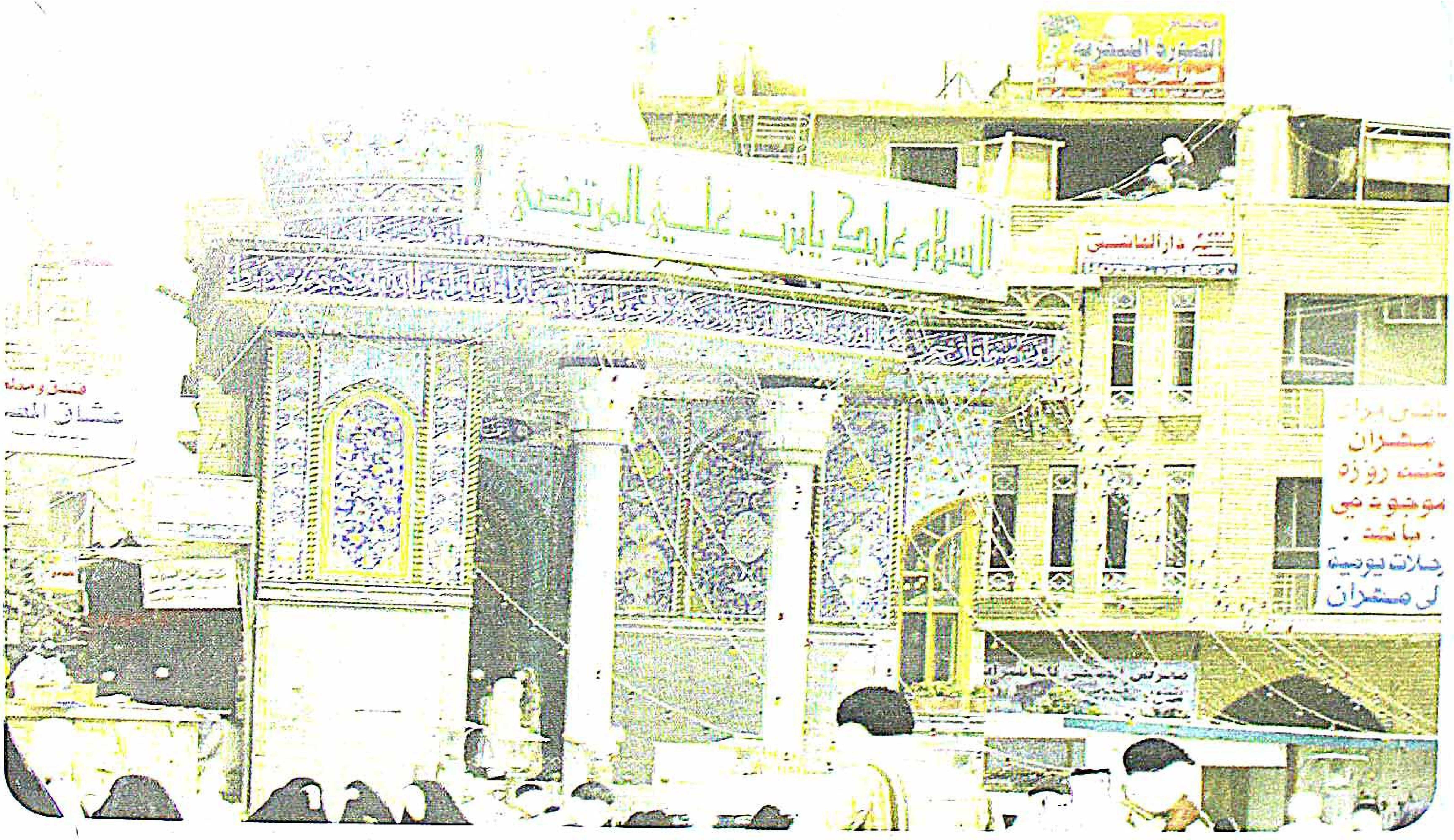

Marfat.com

تلہ زینبیہ: کربلا میں موجود حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کھڑے ہونے کا مقام

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار (دمشق)

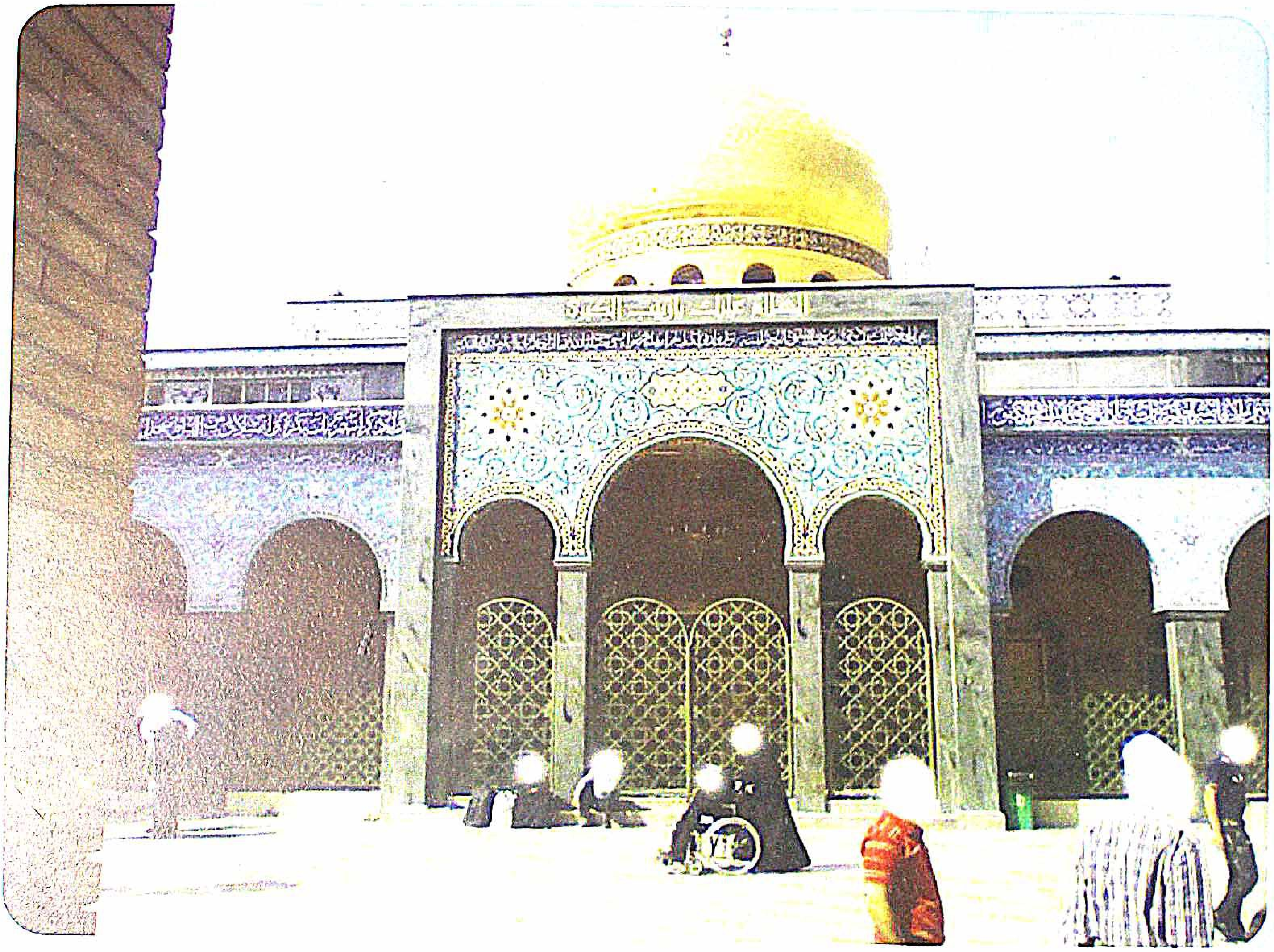

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے ایک جانب کی تصویر

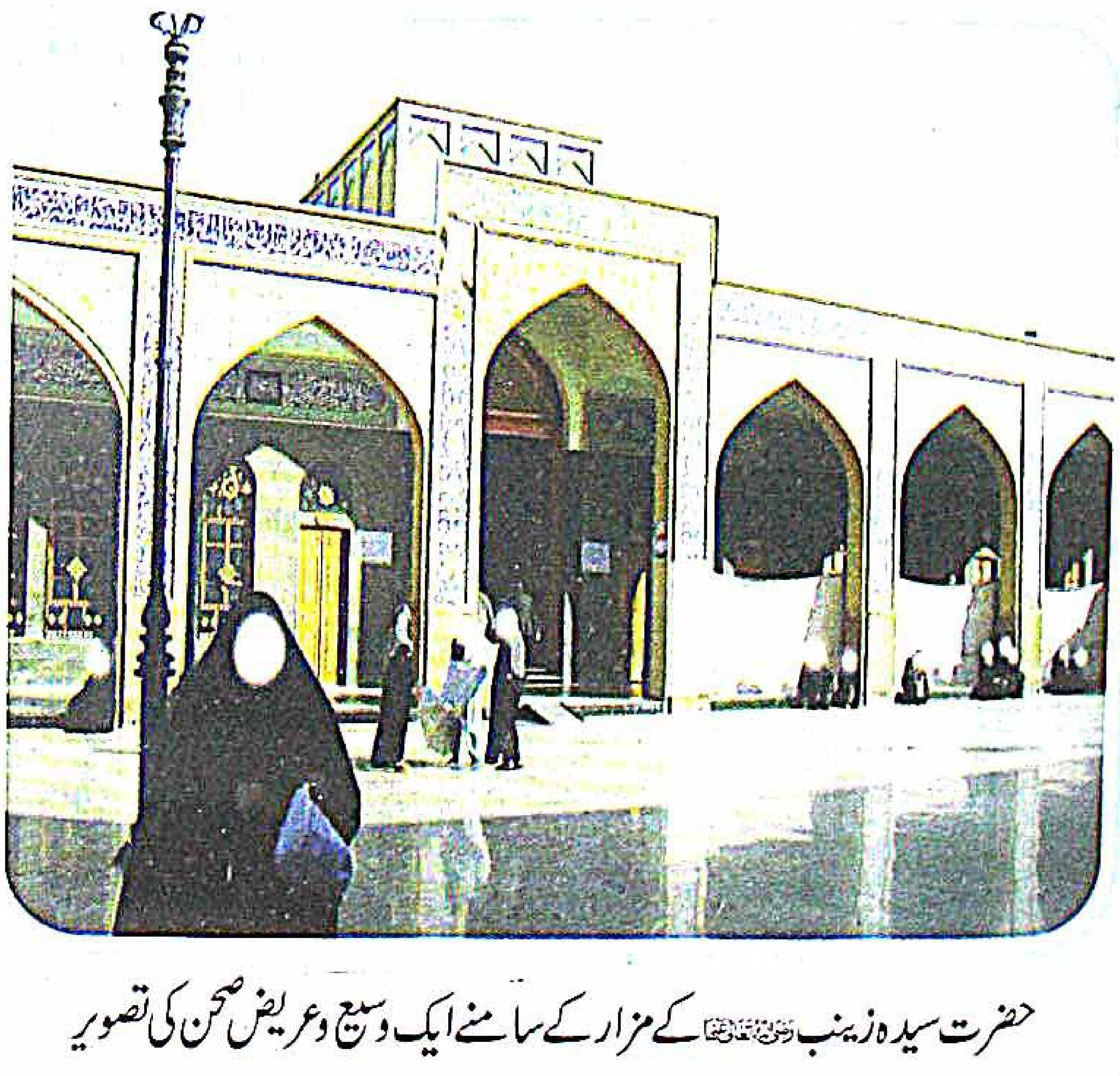

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے سامنے ایک وسیع وعریض صحن کی تصویر

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا بیرونی منظر

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ زیارت کے بعد میں ایک کونے میں خاموشی سے بیٹھ کر یہ سوچنے لگا کہ یہ مزار شہر سے اتنا دور کیوں ہے؟ حالانکہ اہلِ بیت کا قبرستان شہر میں ہے۔ سوچا ممکن ہے واقعہ کربلا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے اس گاؤں میں رہائش اختیار کر لی ہو۔ (از یعقوب نظامی)

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے گنبد و مینار

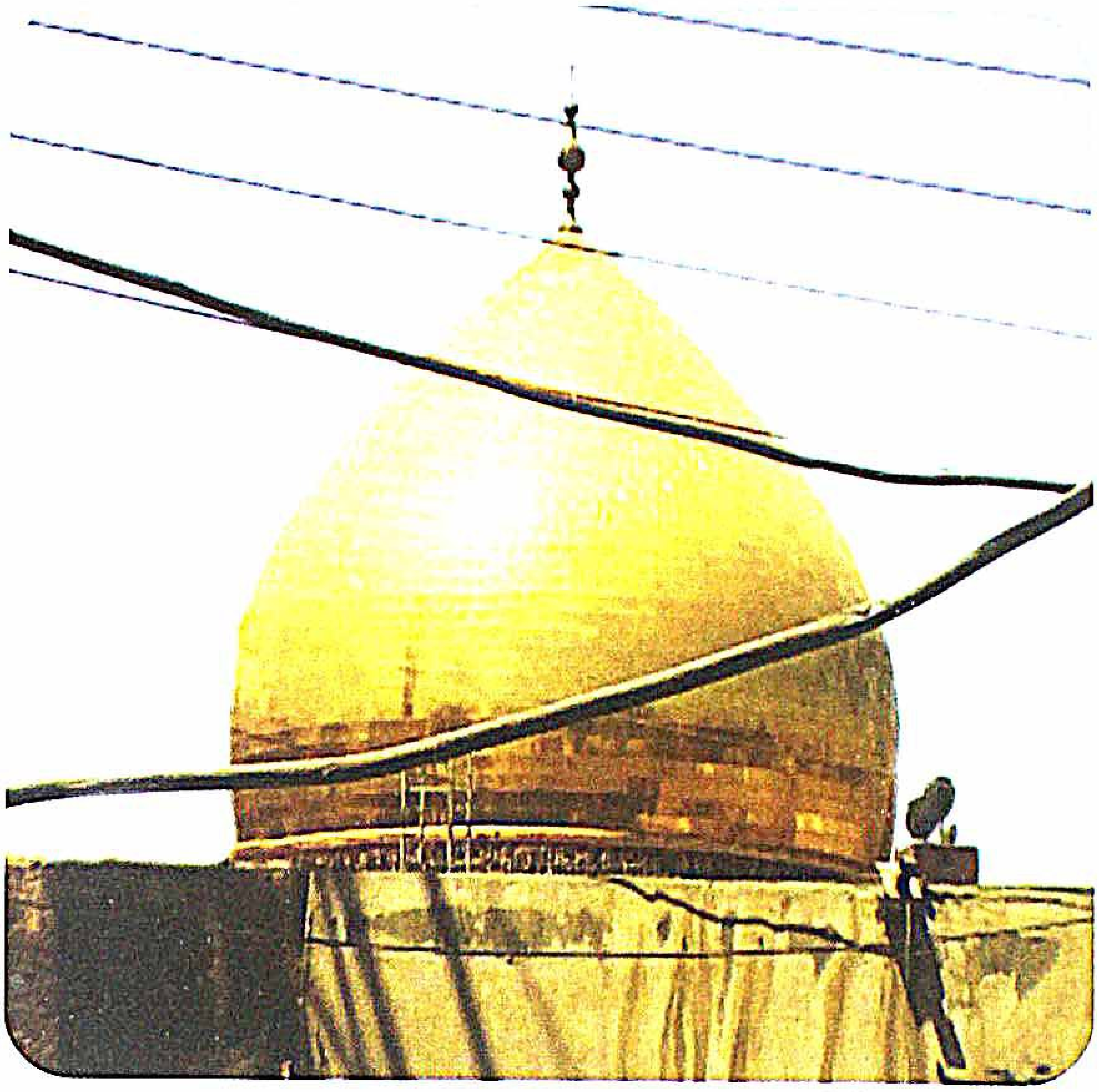

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر واقع ایک گنبد

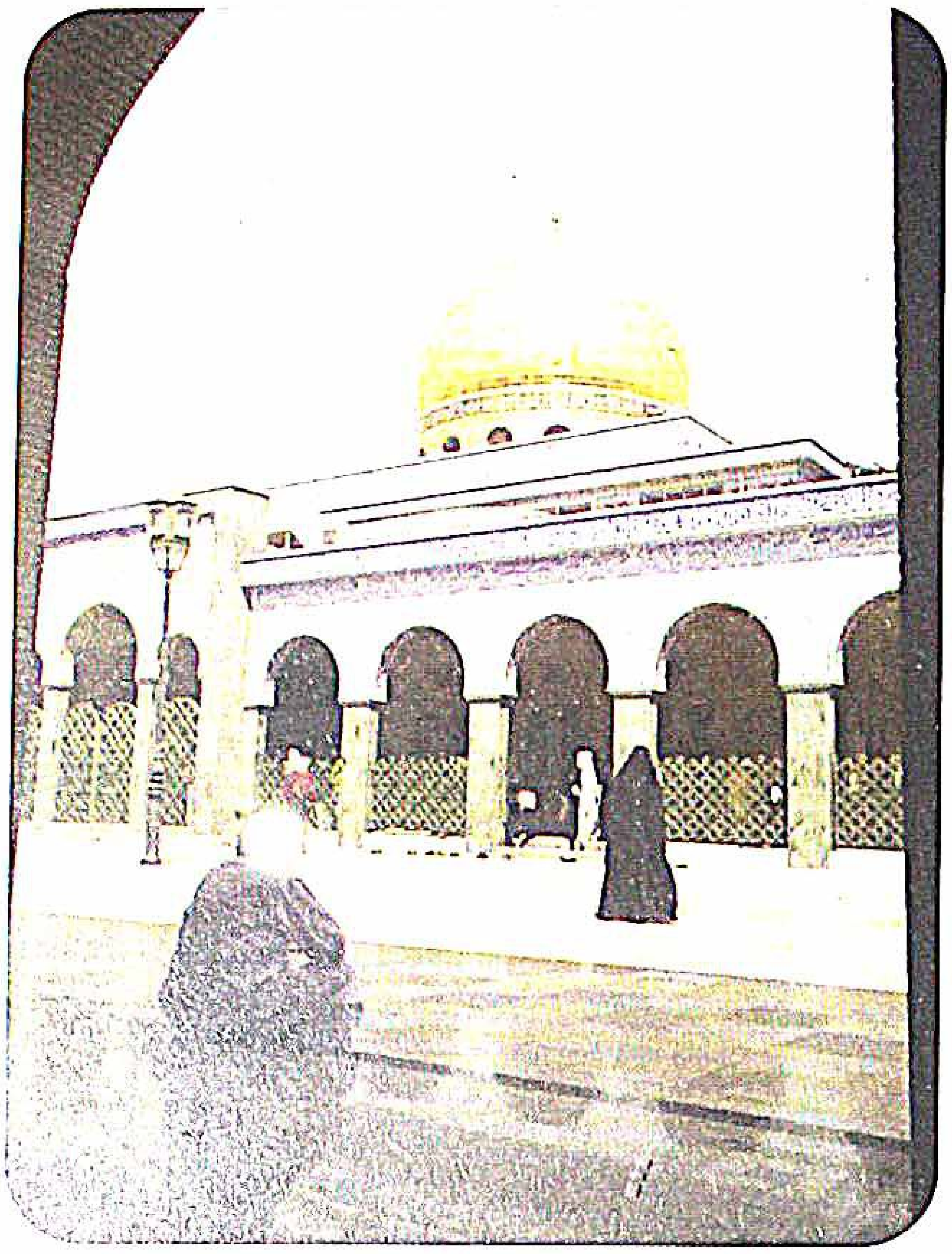

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے بالمقابل صحن کی تصویر

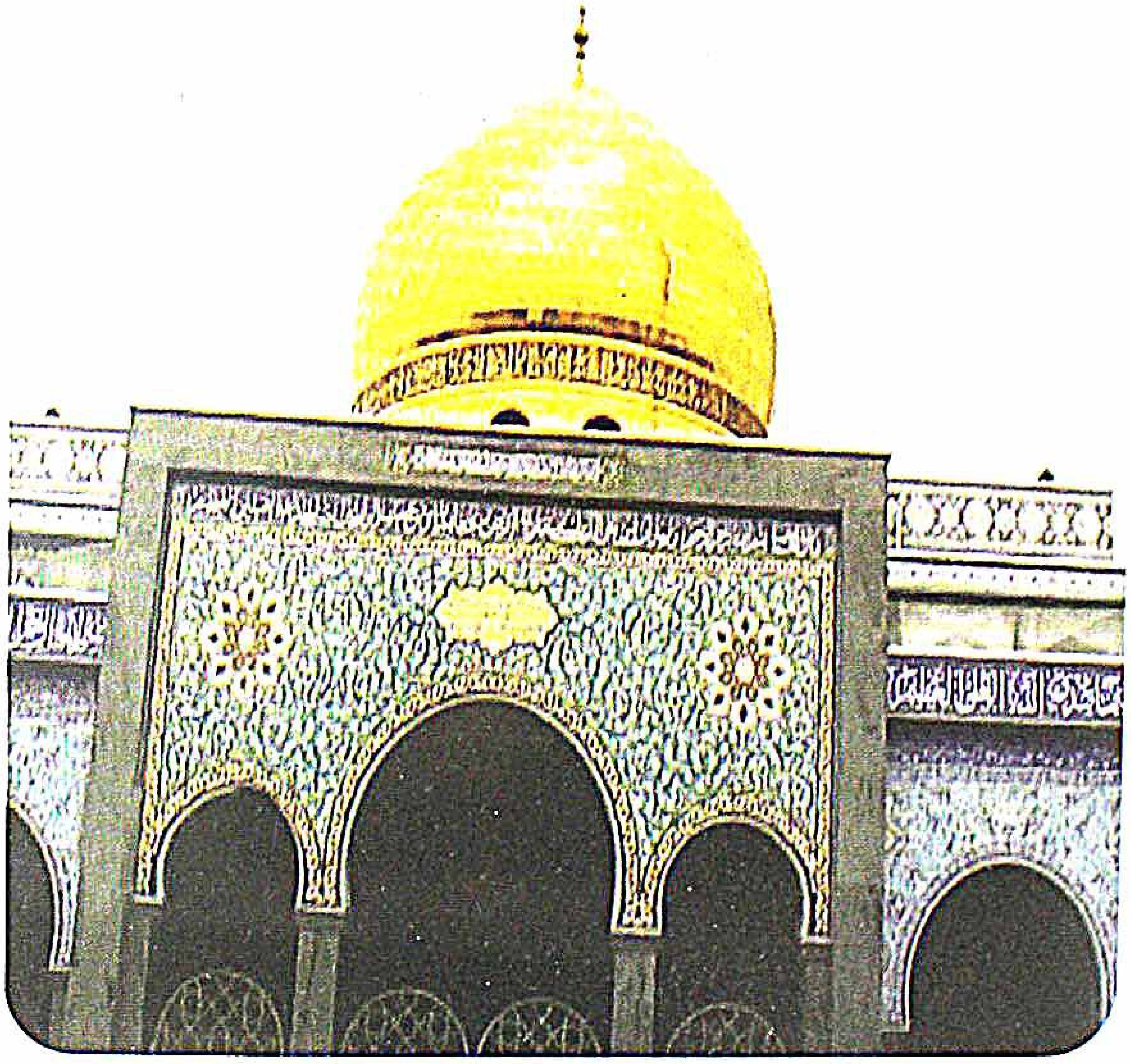

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی مشرقی جانب کی تصویر

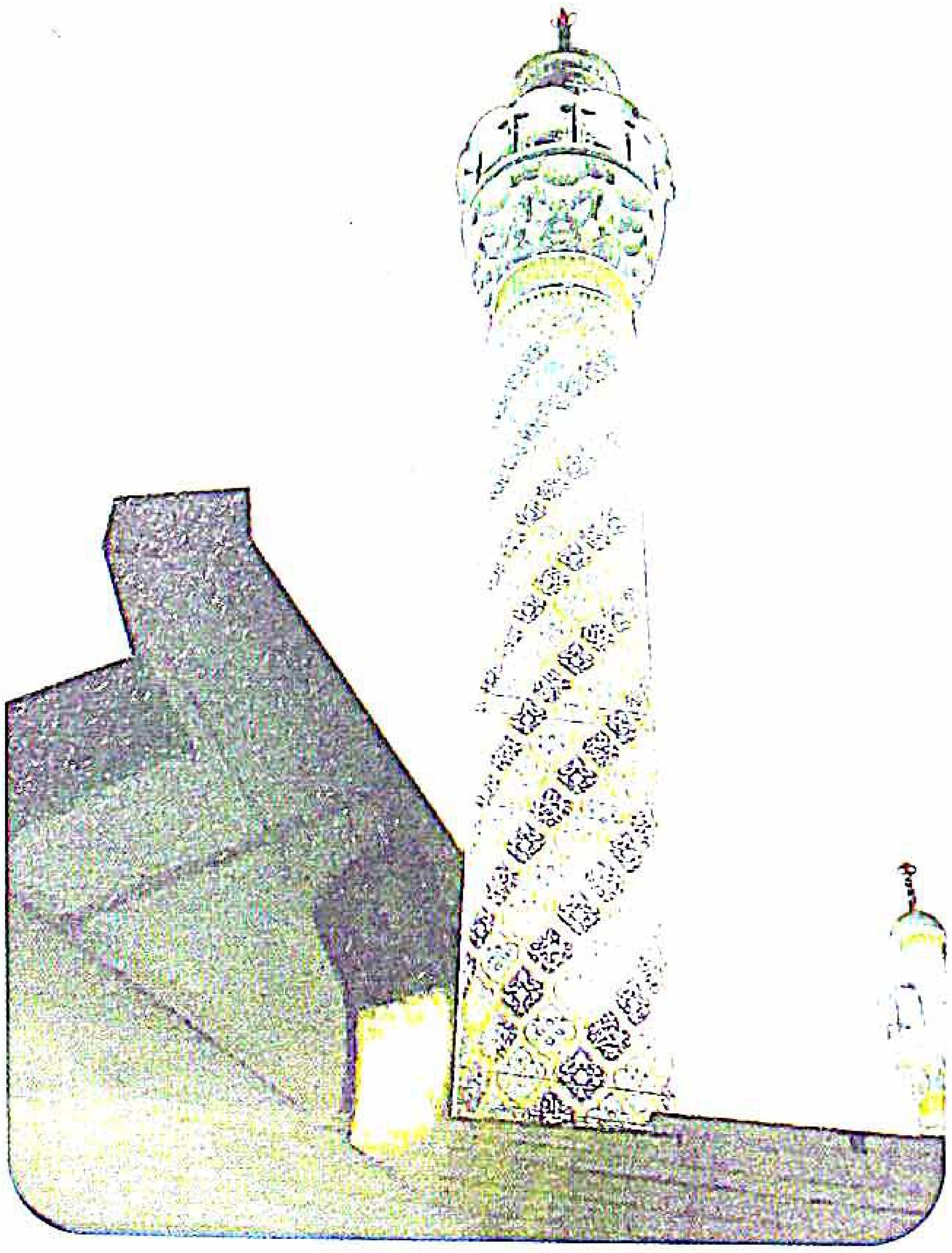

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی حدود میں واقع جگمگاتا ہوا مینار

Marfat.com

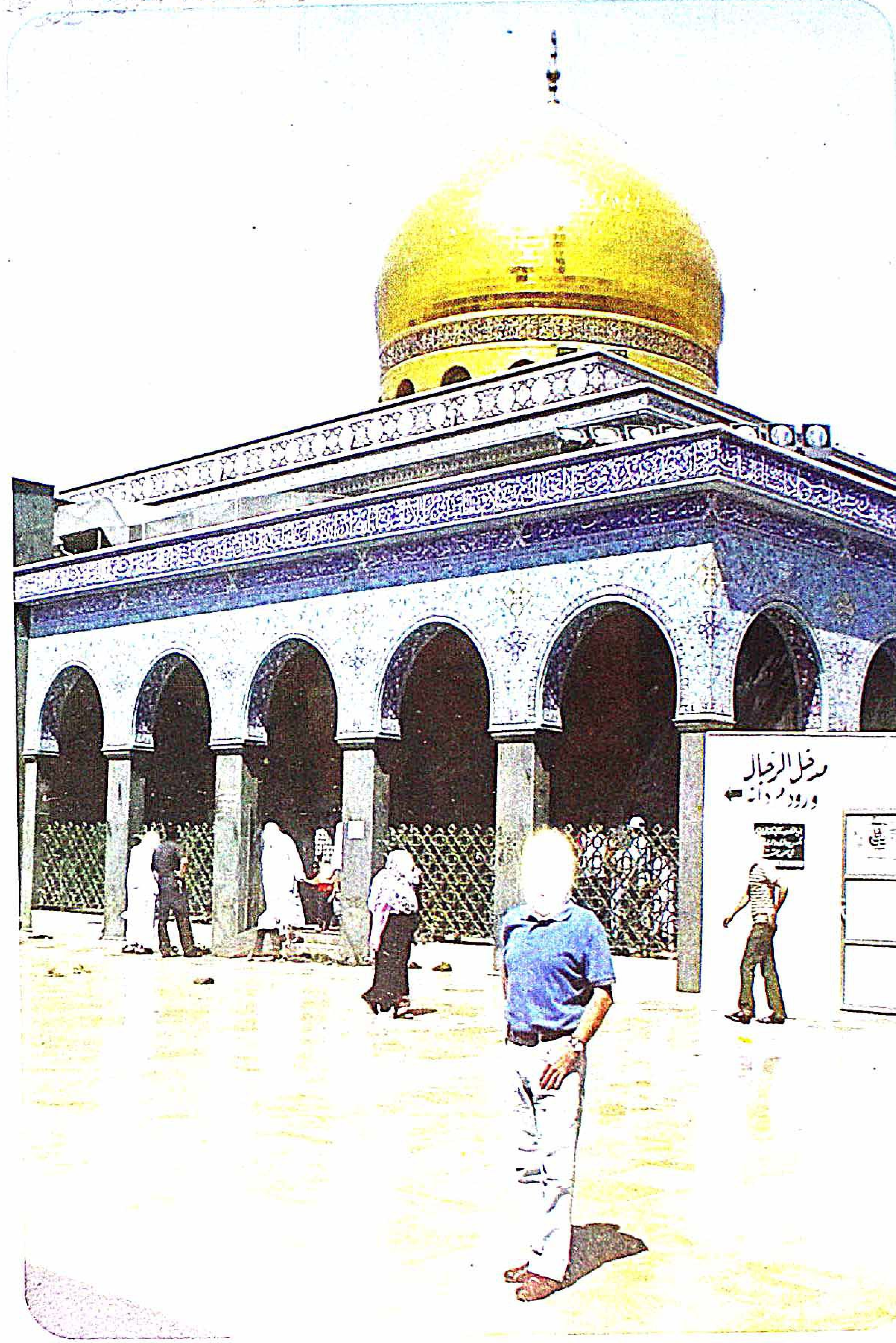

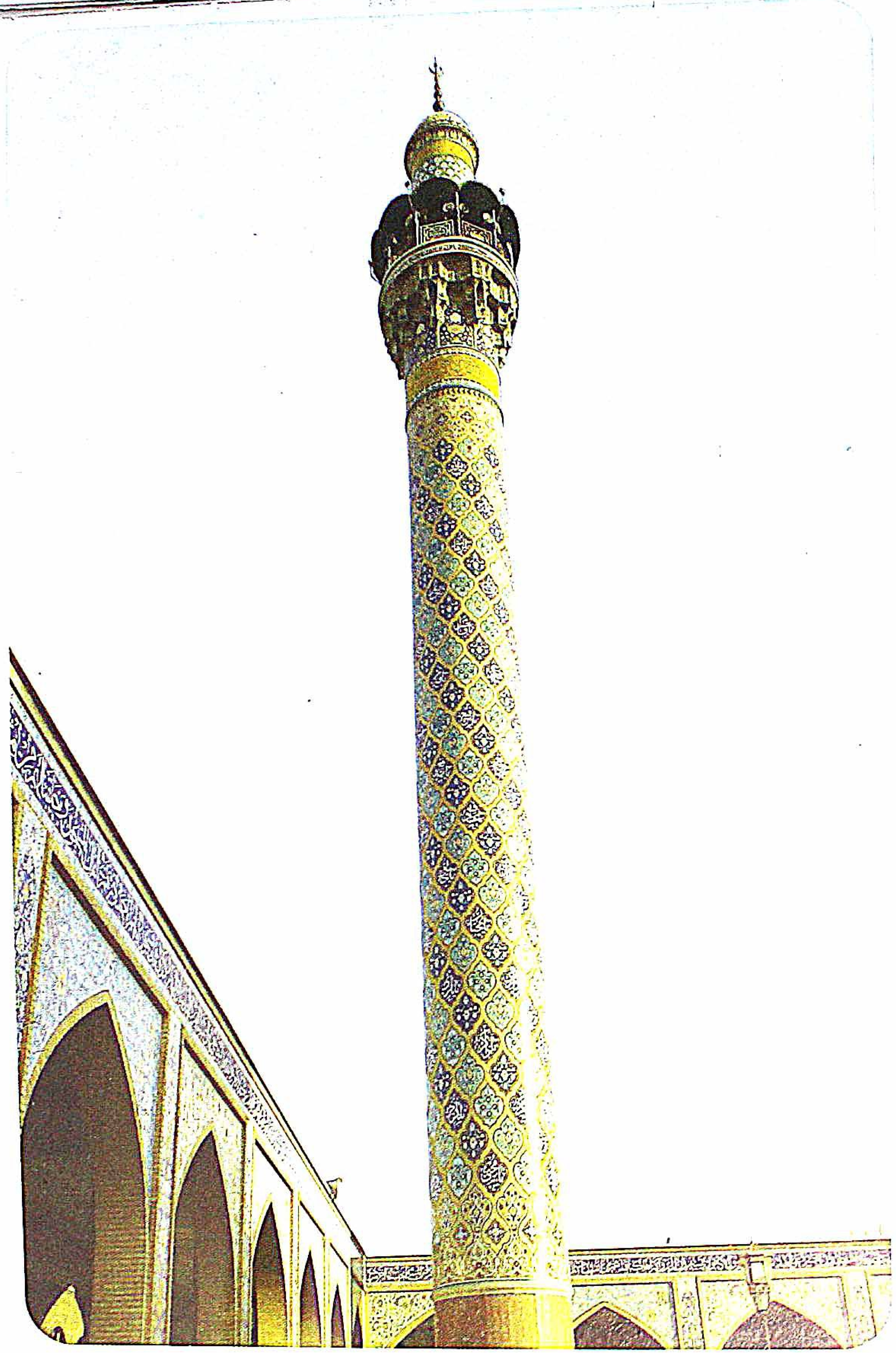

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار اور اس کے میناروں سے پھوٹنے والی روشنیاں جو سورج کی کرنوں سے واضح ہو رہی ہیں۔

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی فضائی تصویر

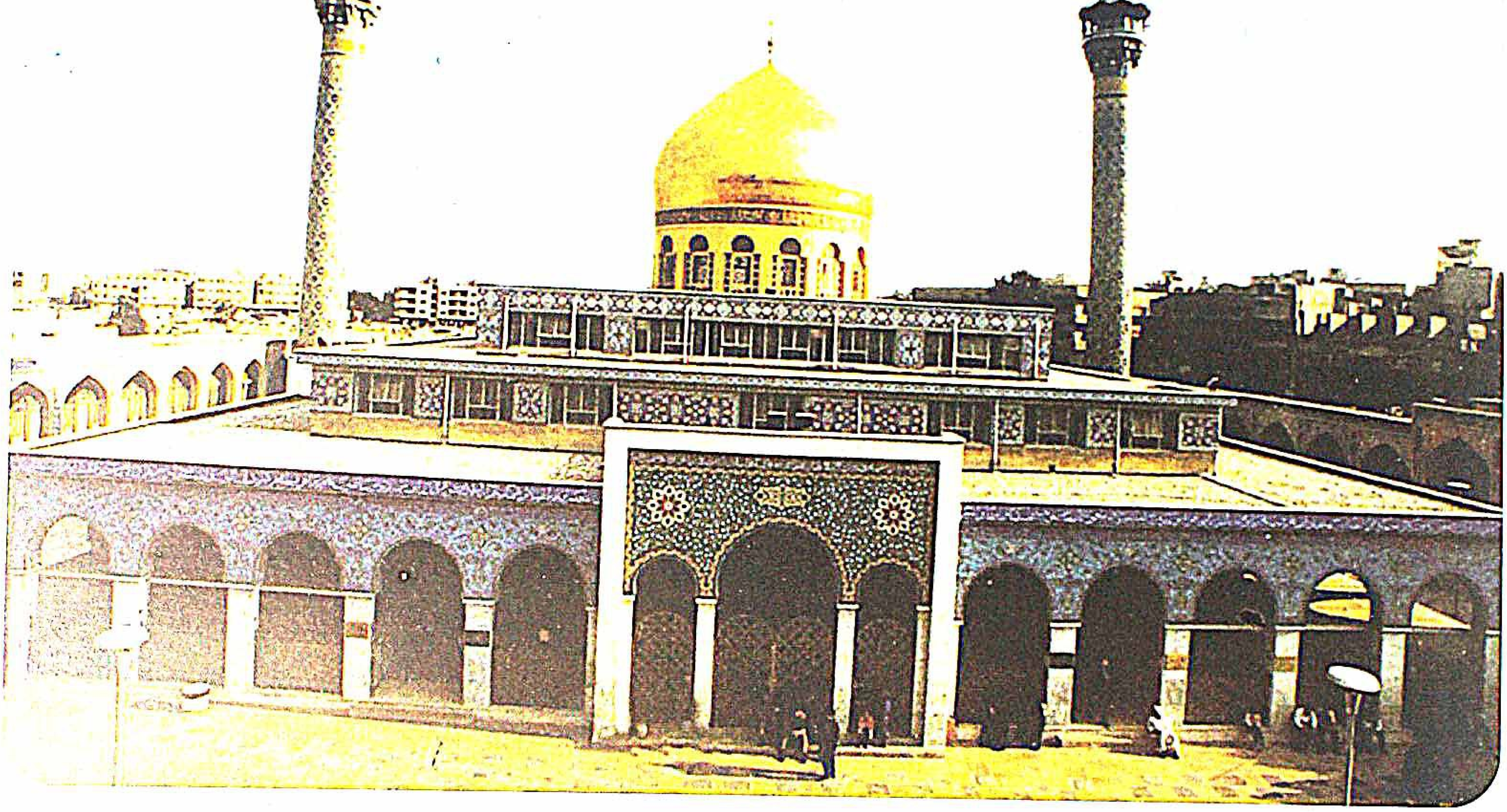

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار
کے قریب سے لی گئی ایک تصویر

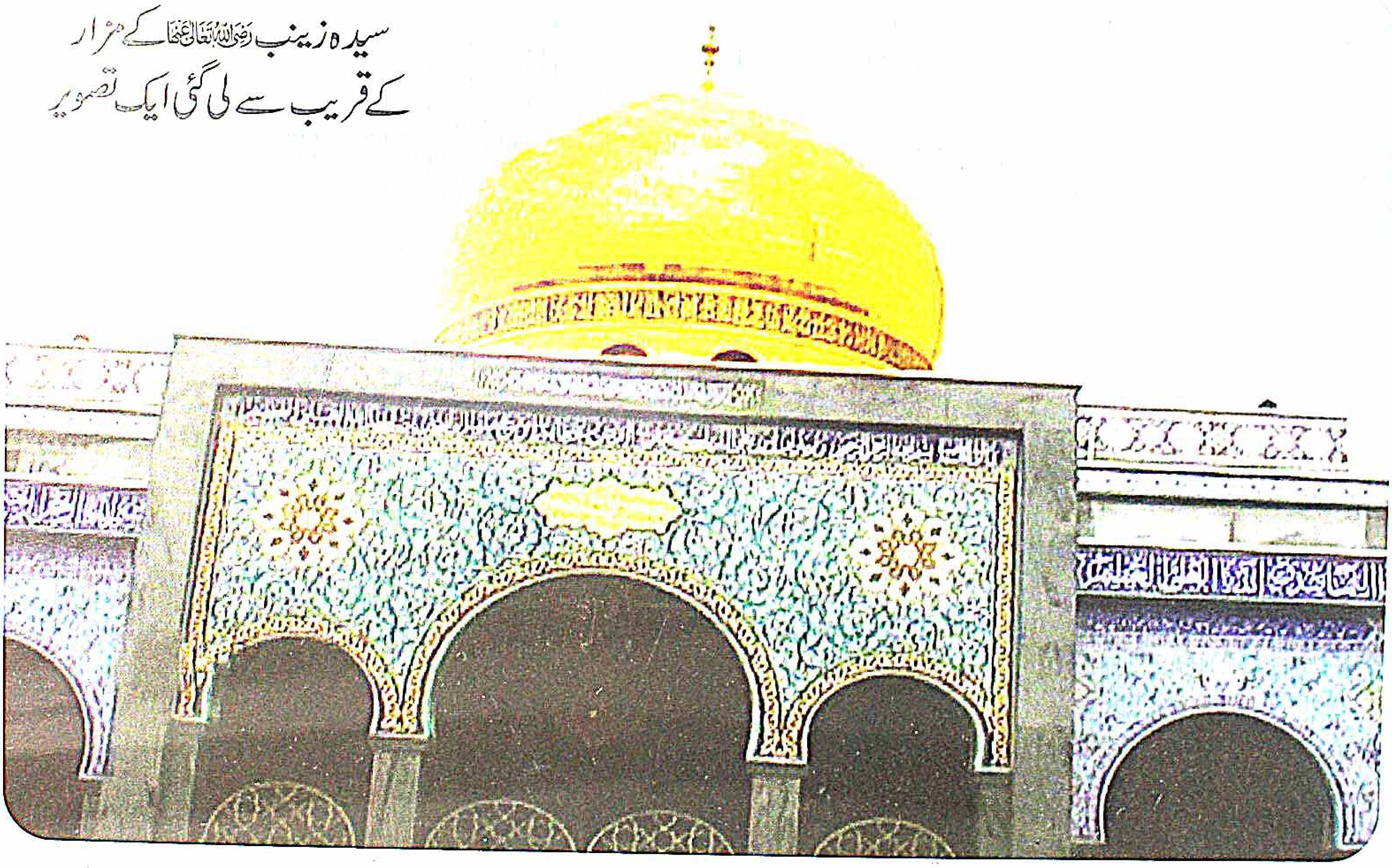

Marfat.com

مقبرۂ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مختلف خوشنما دروازوں کی تصاویر

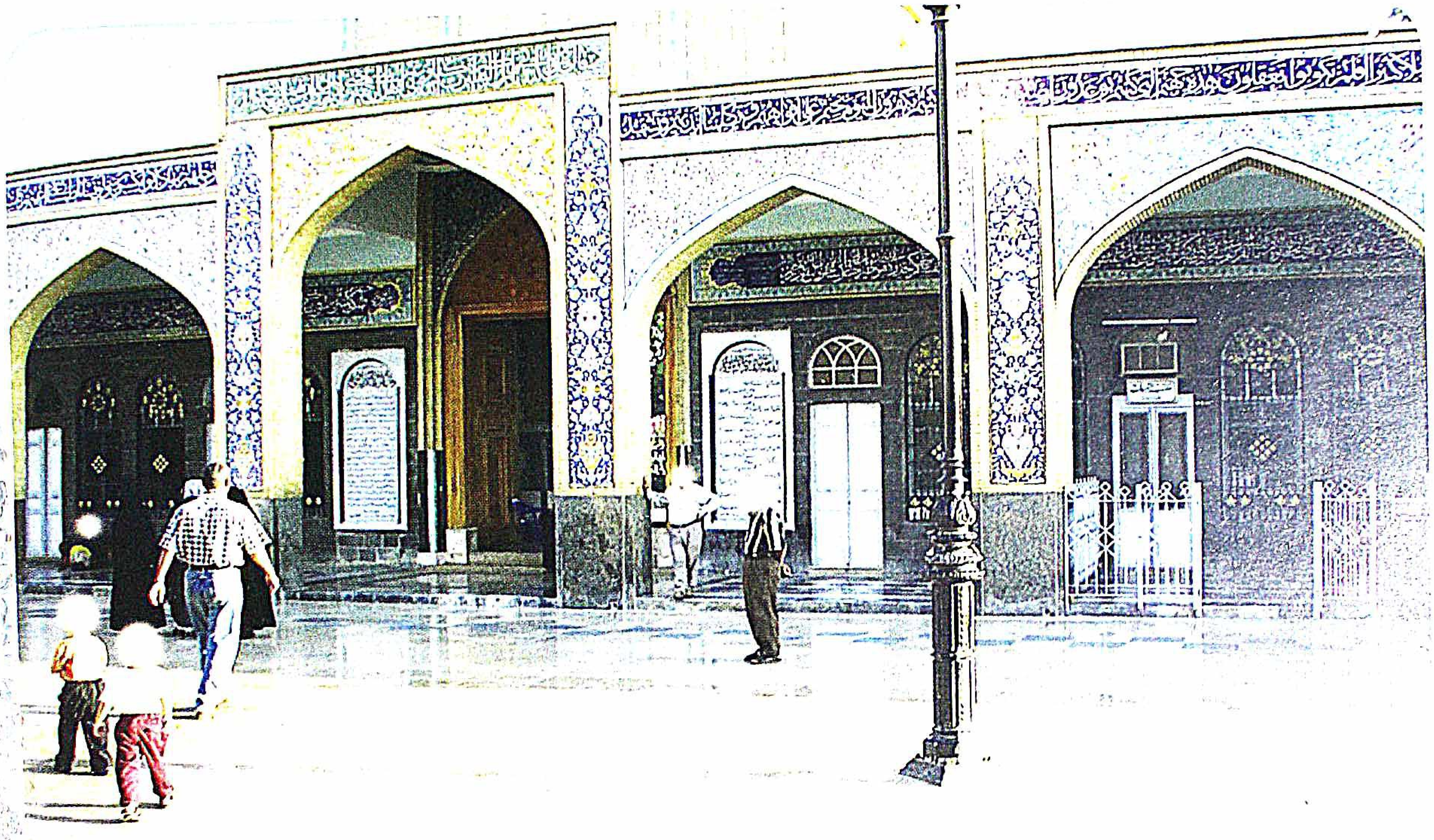

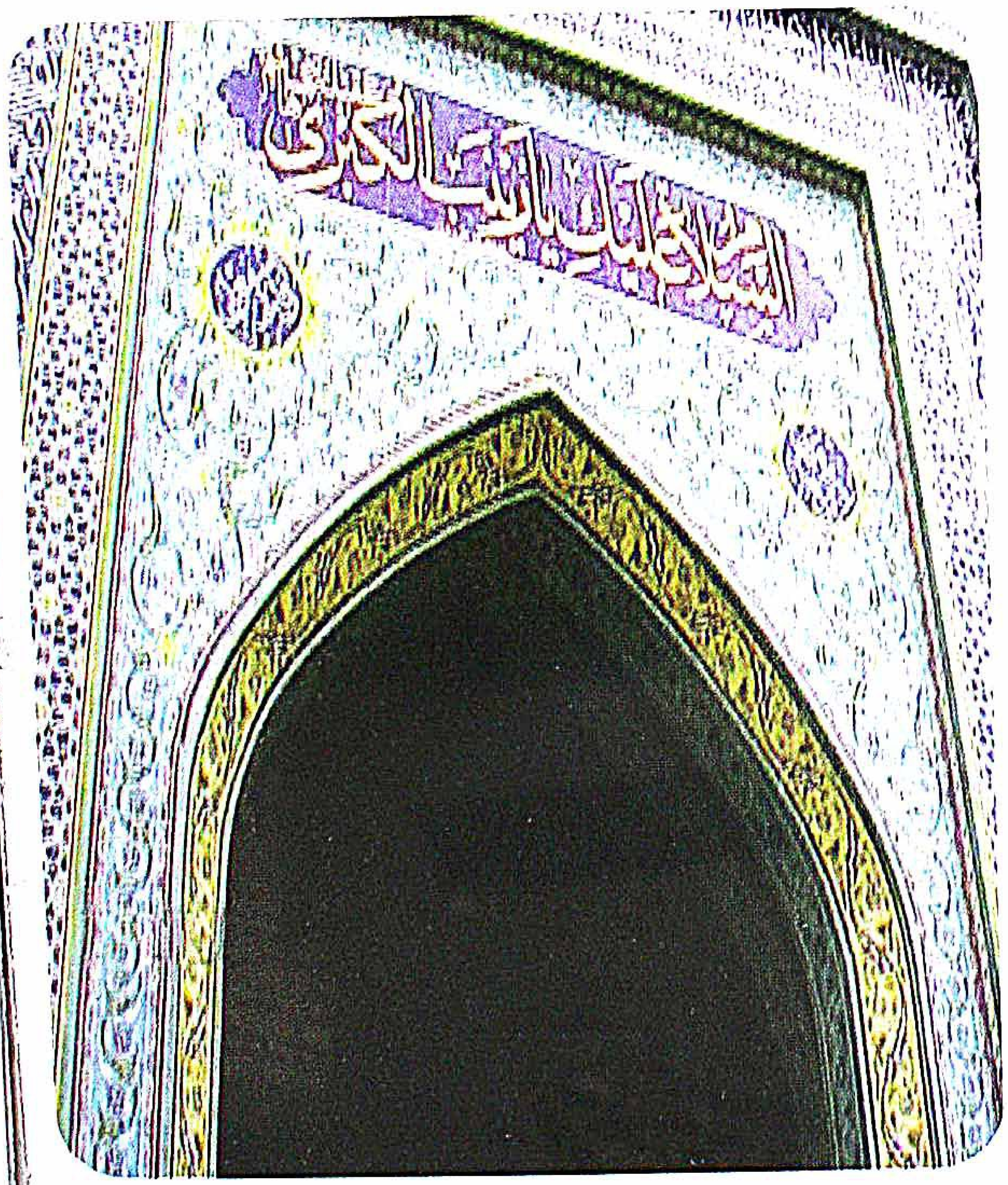

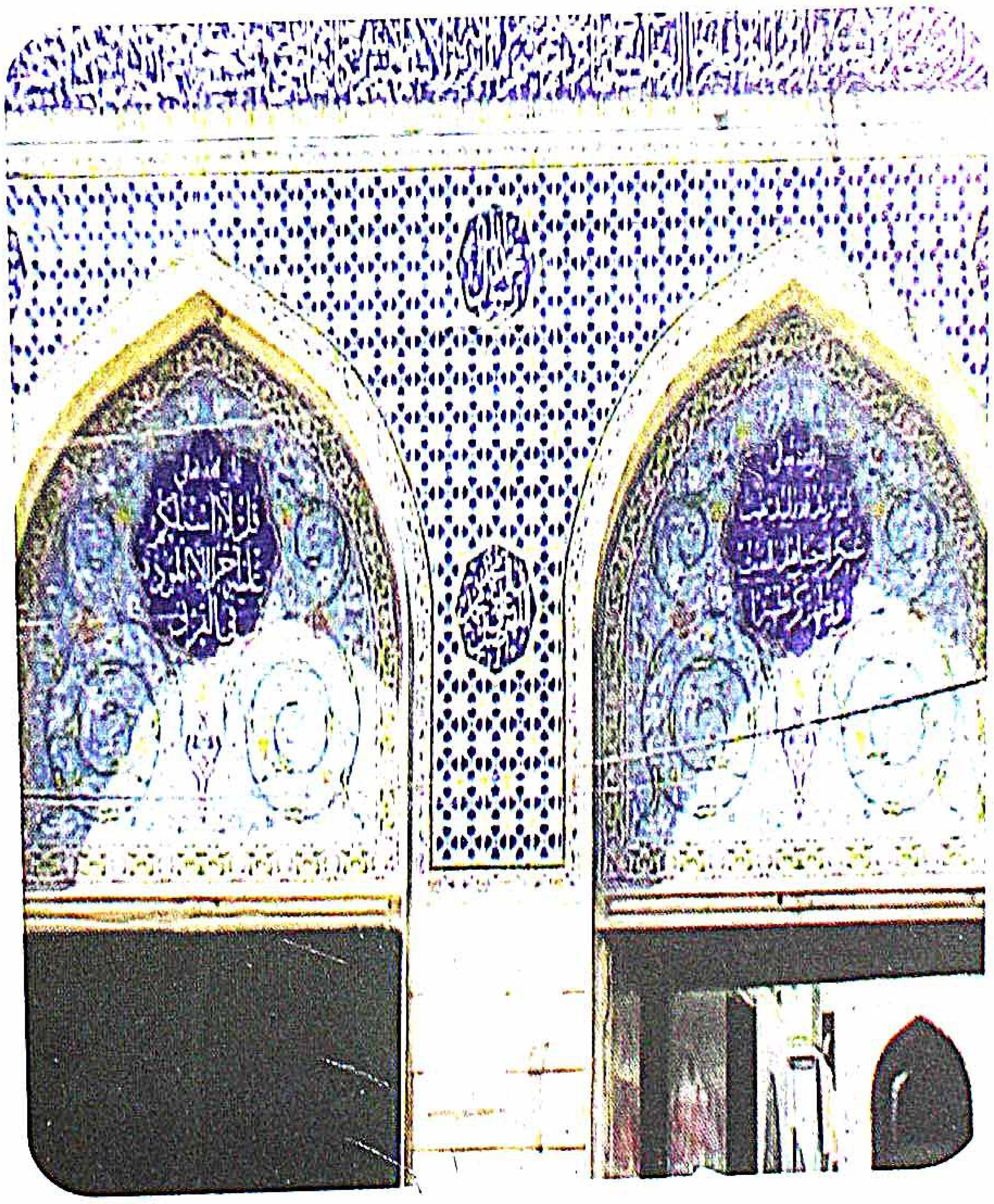

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے گنبد کی قریب سے لی گئی تصویر

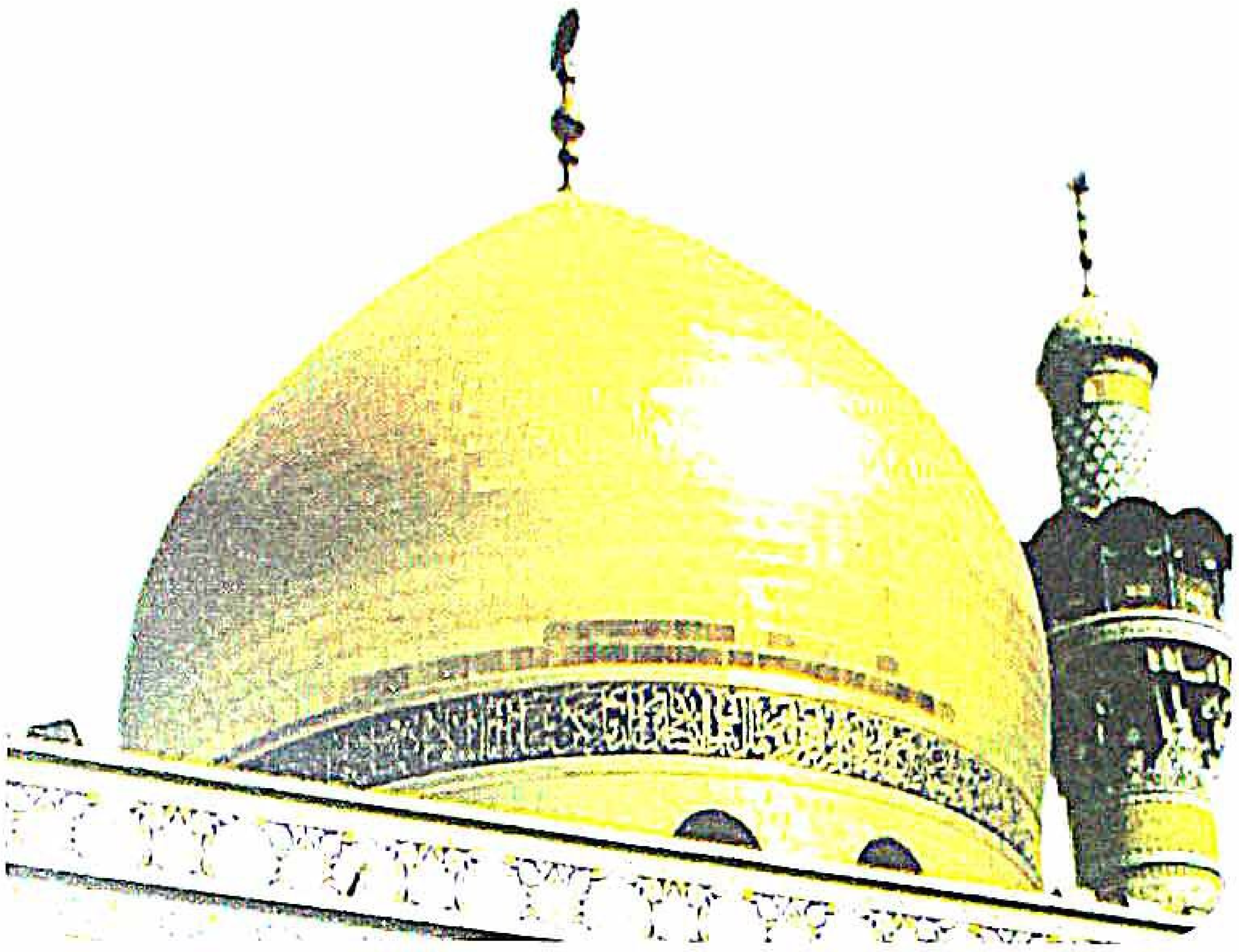

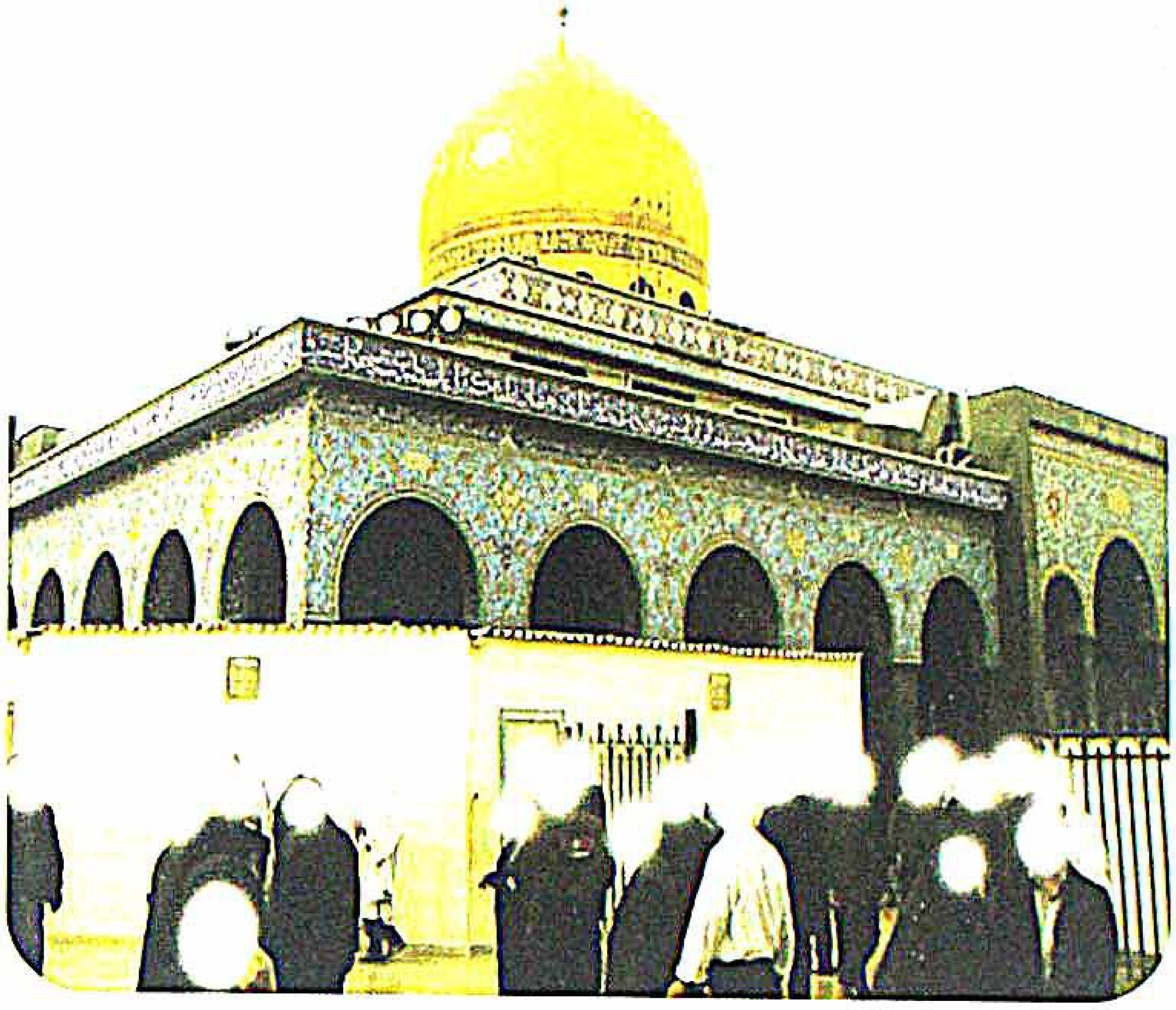

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا اندورنی منظر (دمشق)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار میں واقع برآمدے کی تصویر

Marfat.com

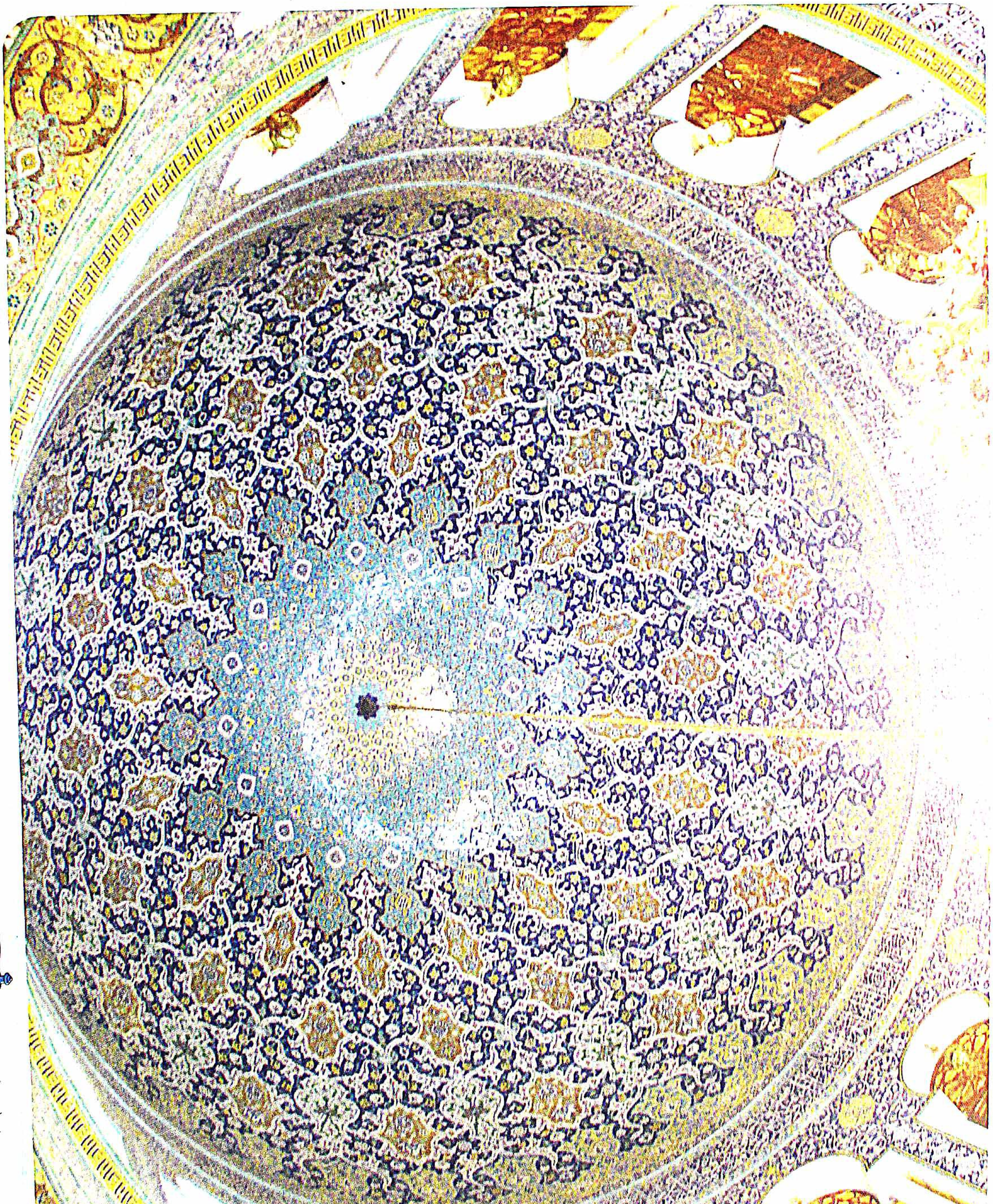

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار میں واقع گنبد کا دلکش منظر

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی تزئین و آرائش

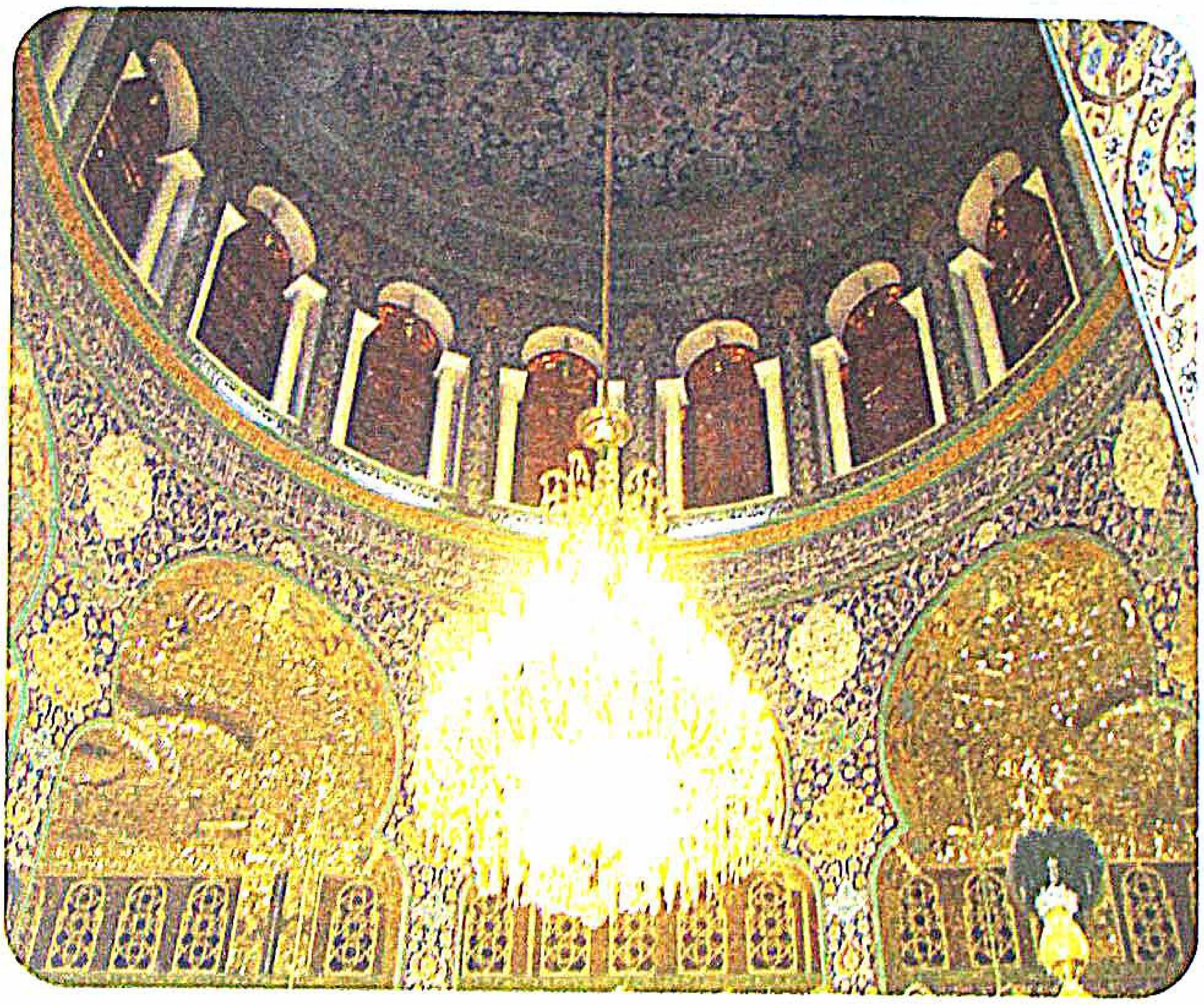

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار میں معلق ایک خوبصورت فانوس

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقبرہ پر خوبصورت دستکاری کی گئی ہے

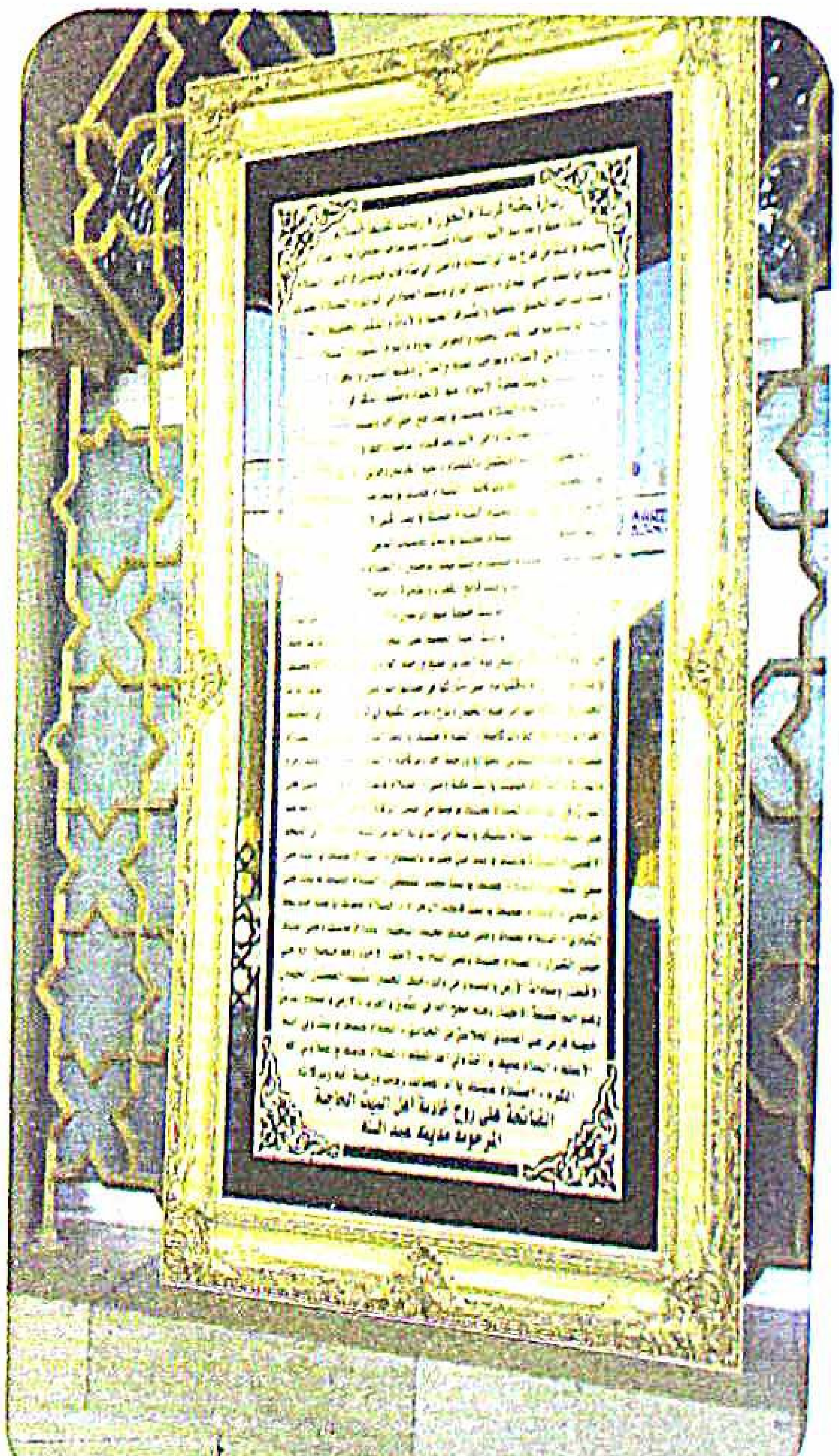

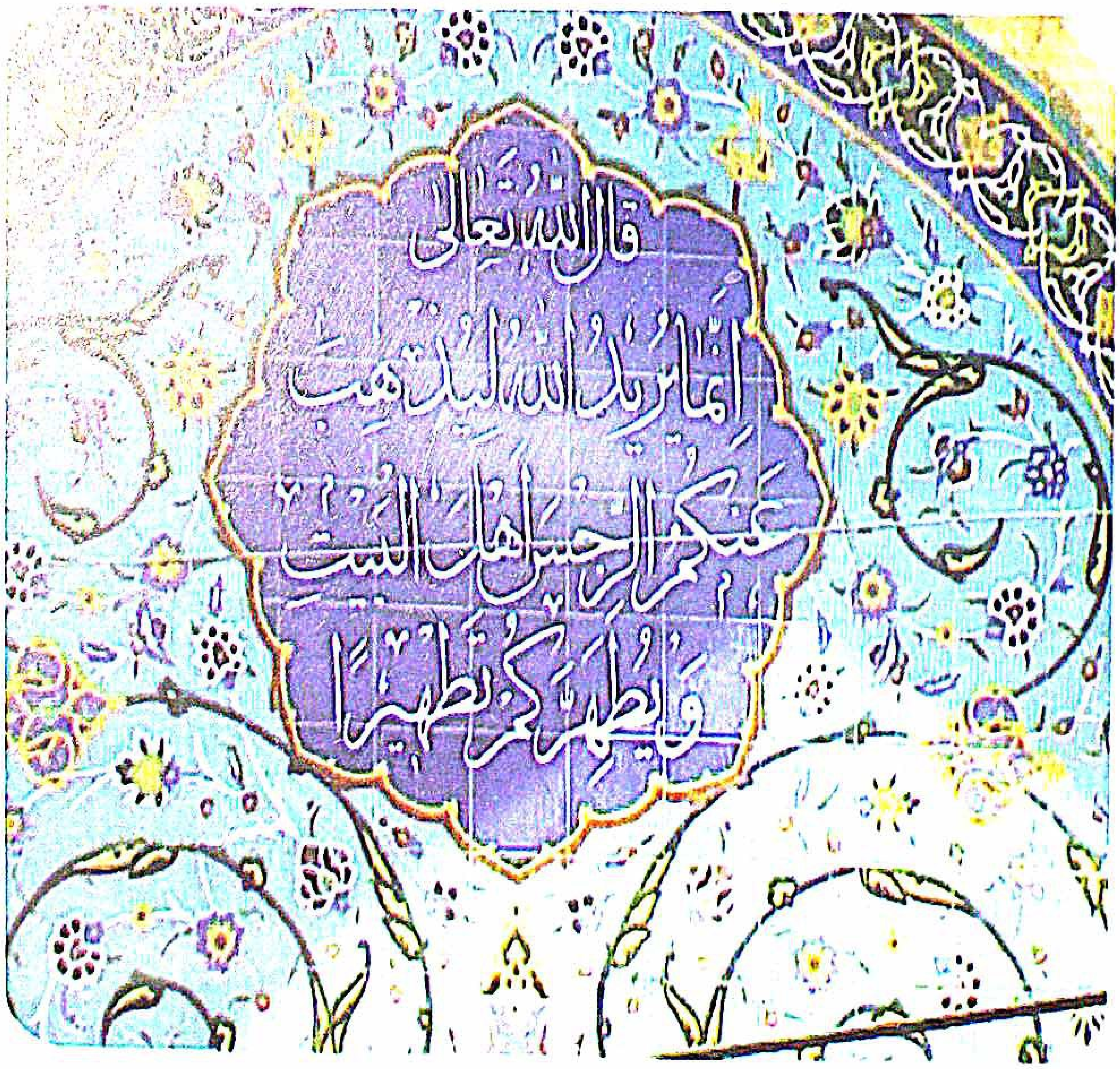

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مزار کے اندر ایک آیت لکھی ہوئی ہے

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے خوبصورت فانوس

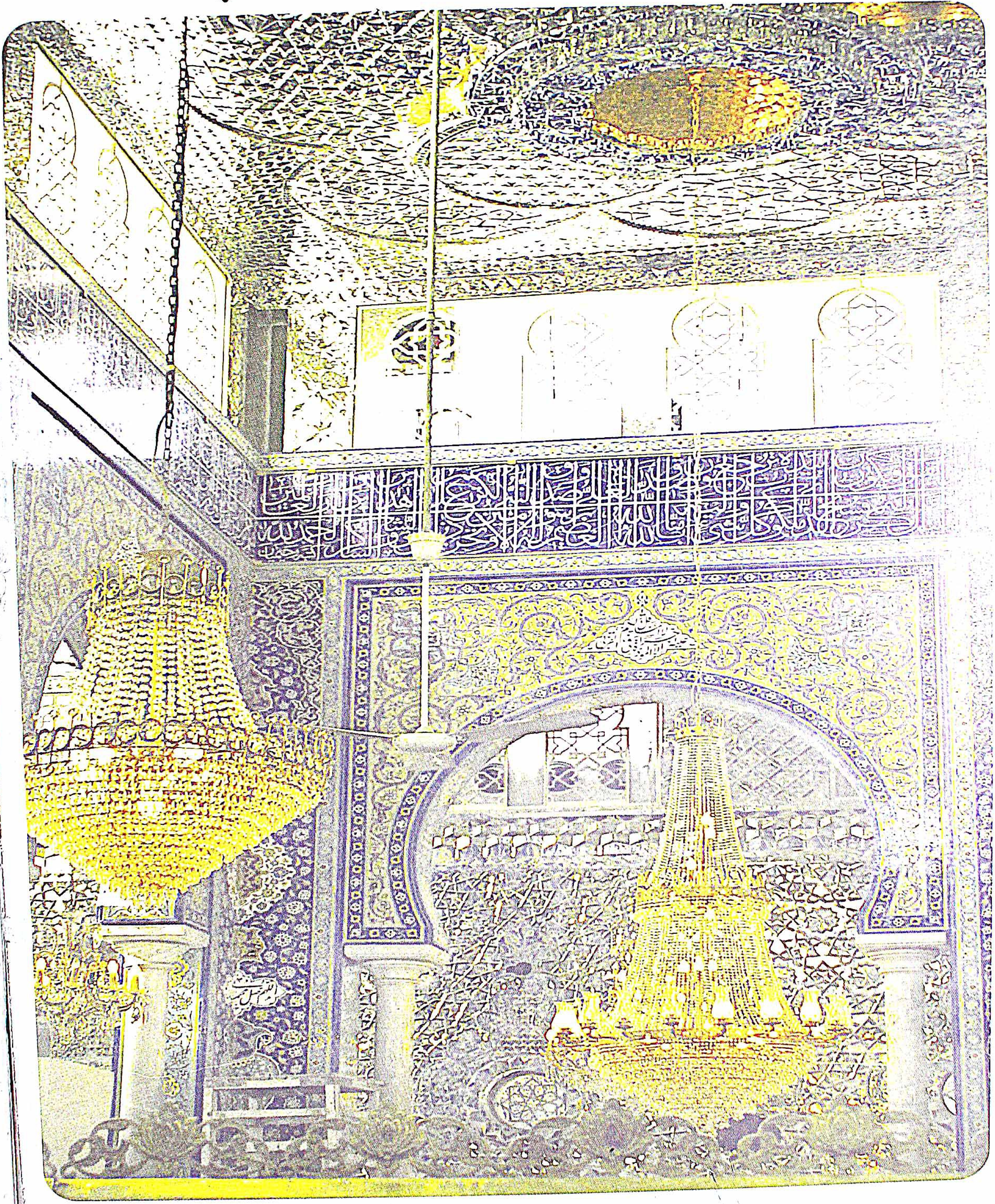

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

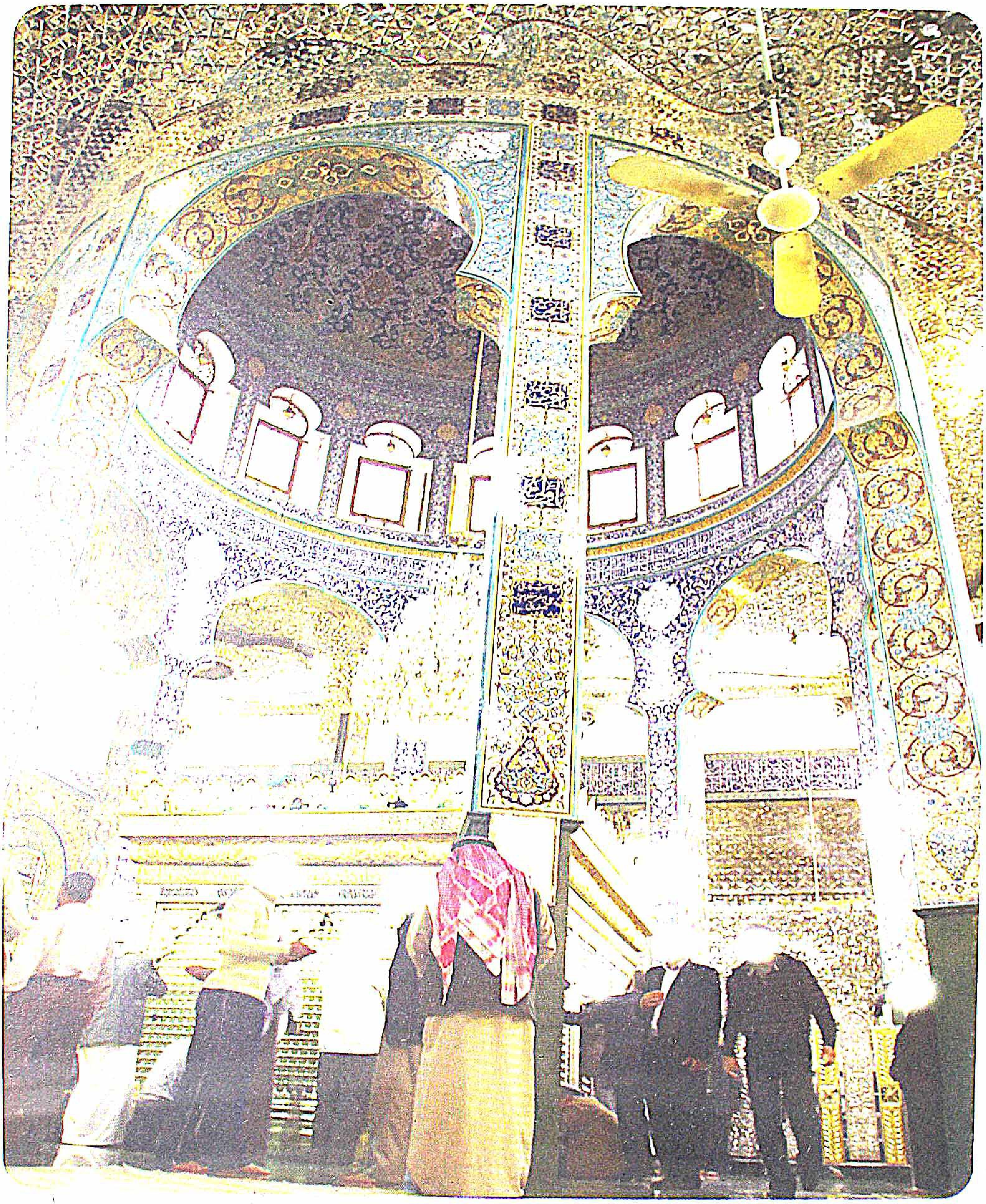

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک والے کمرے کا روح پرور منظر

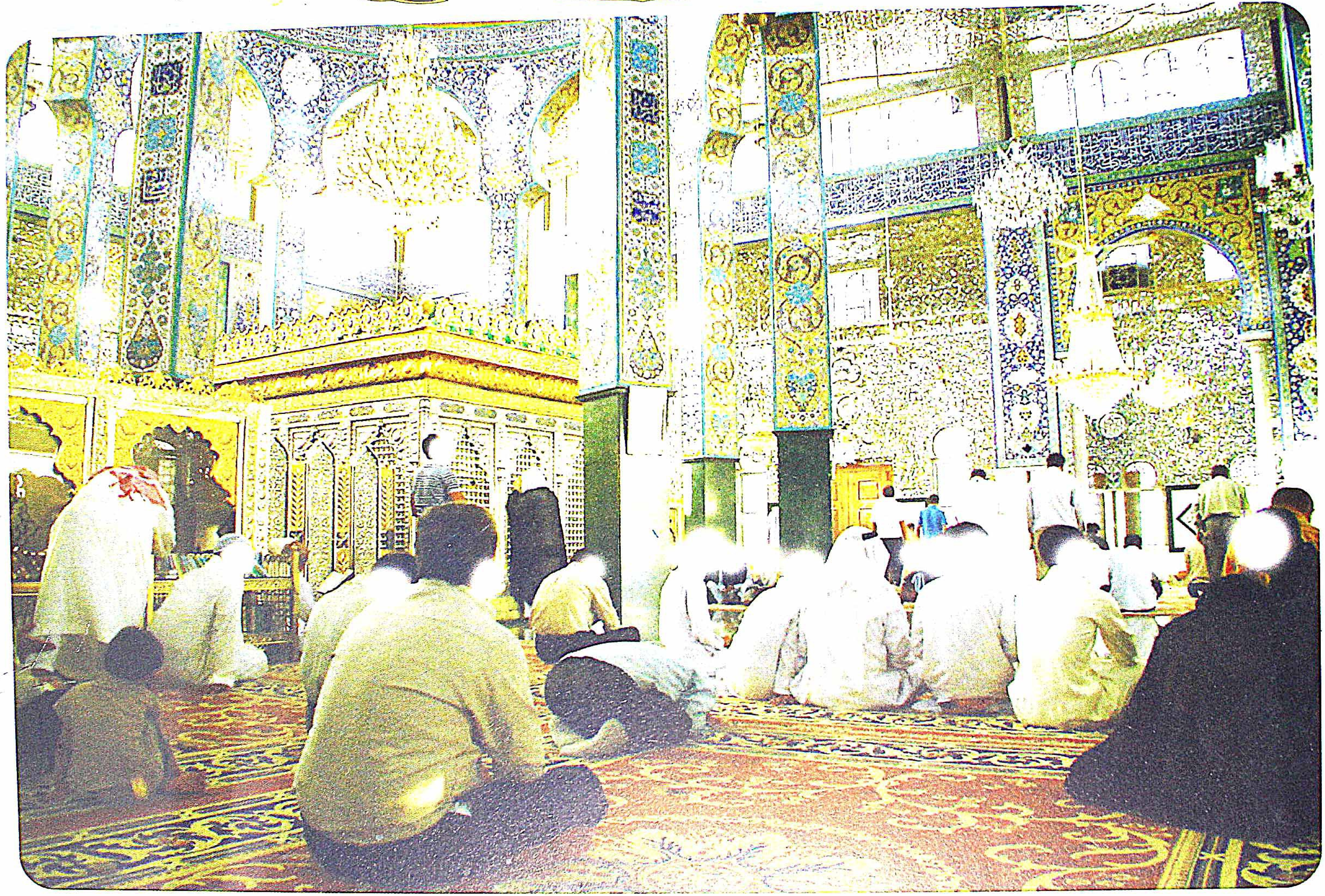

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے گرد لوگ ایصال ثواب میں مشغول ہیں

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی جالیاں

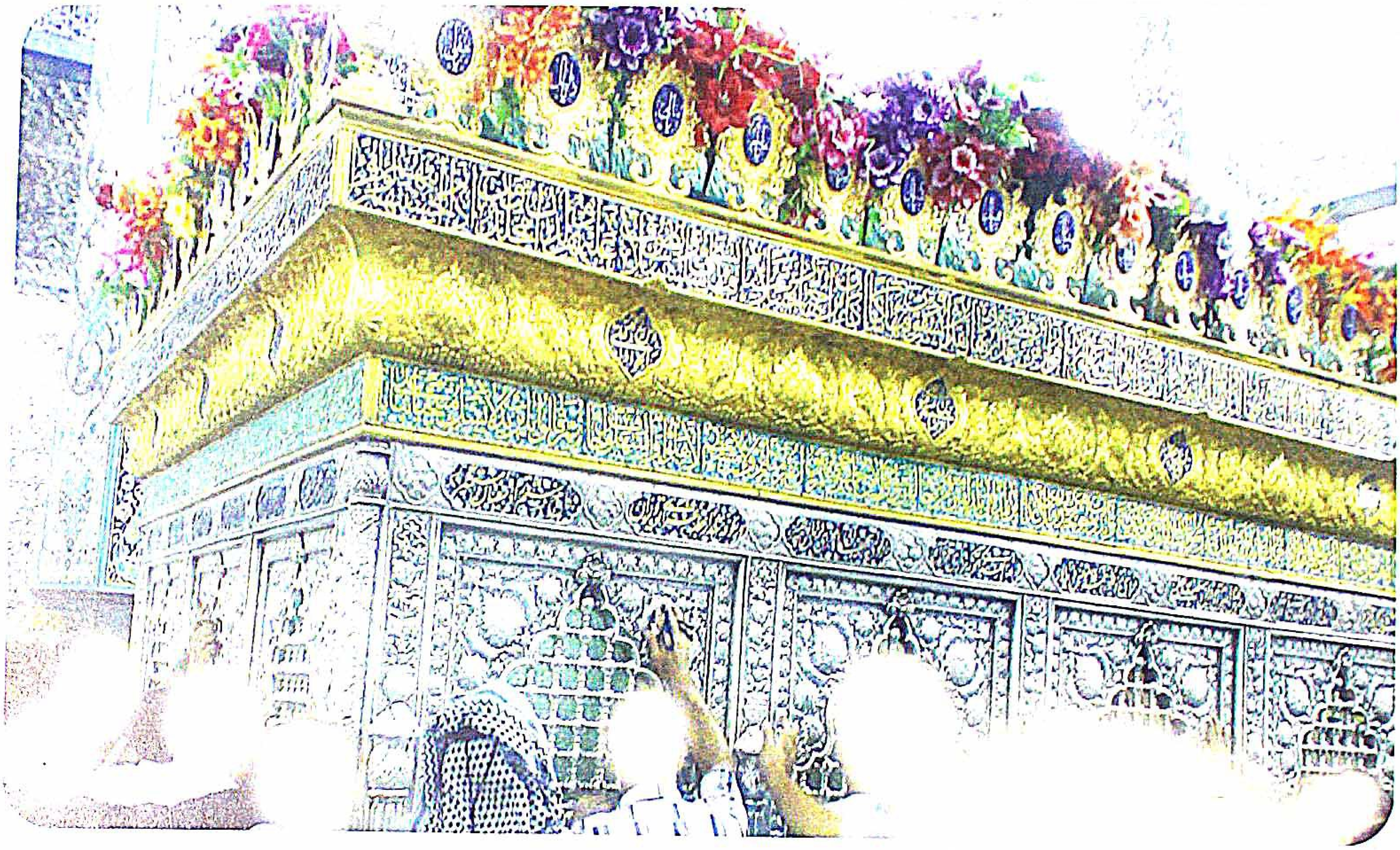

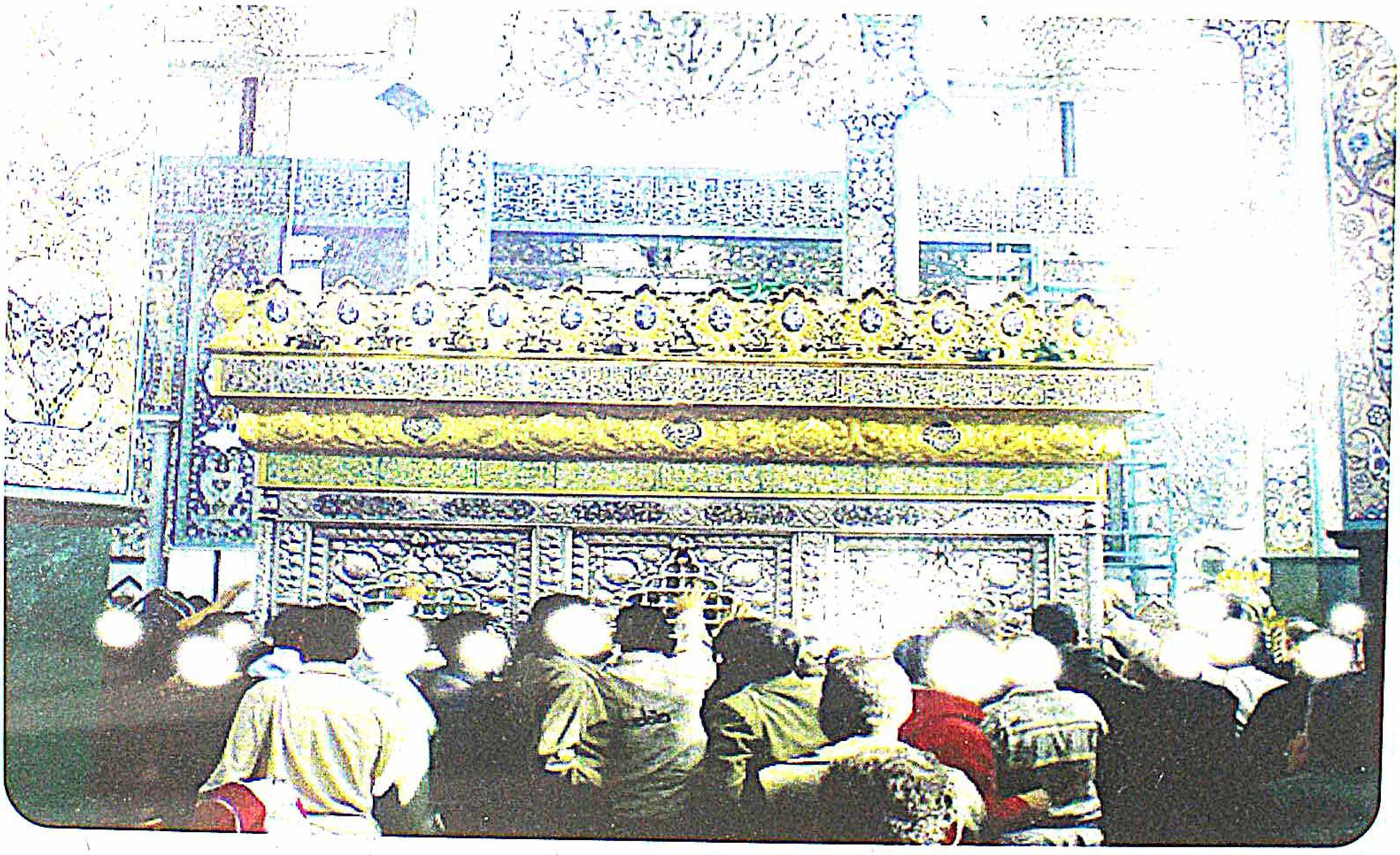

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے اندرونی مناظر

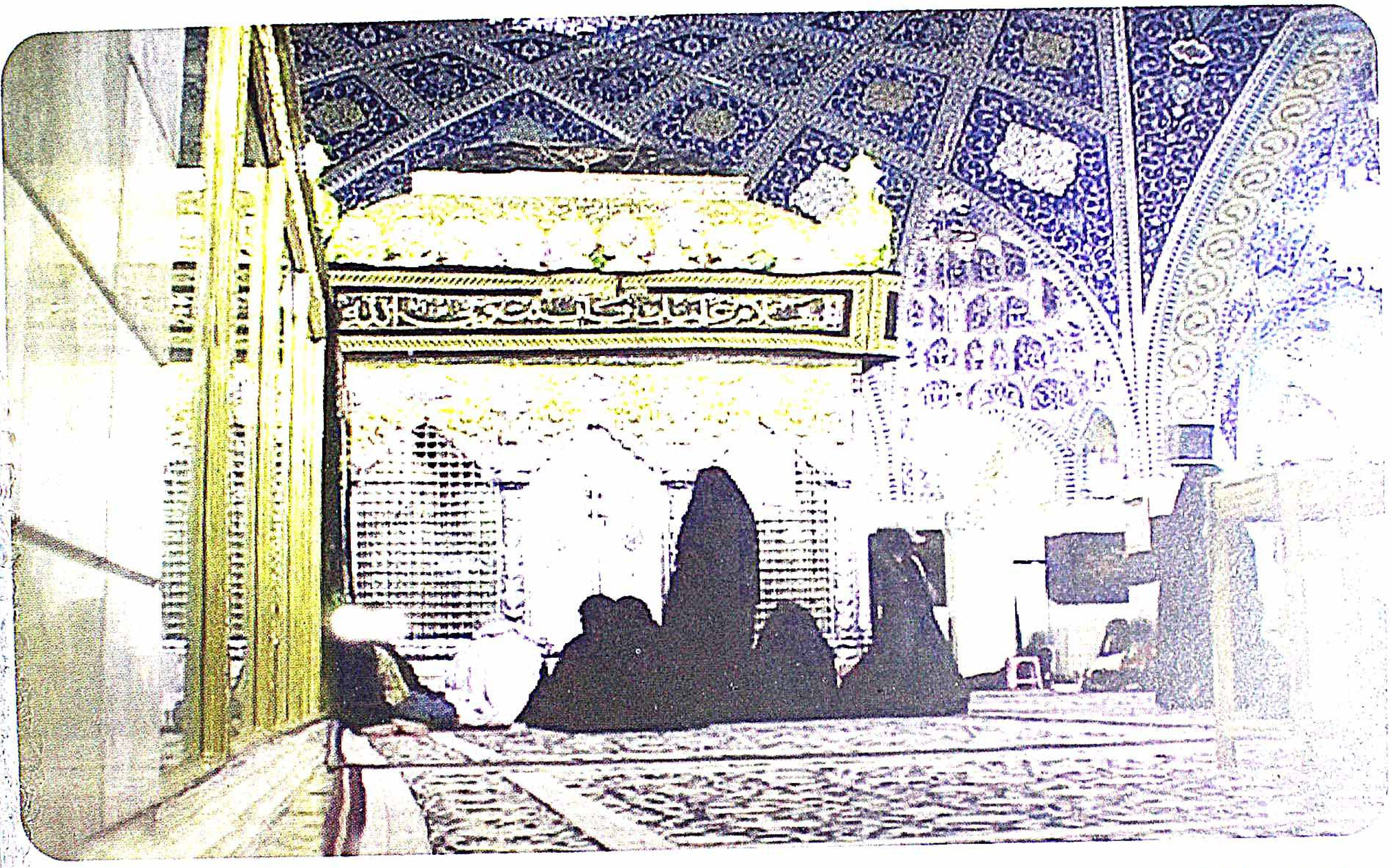

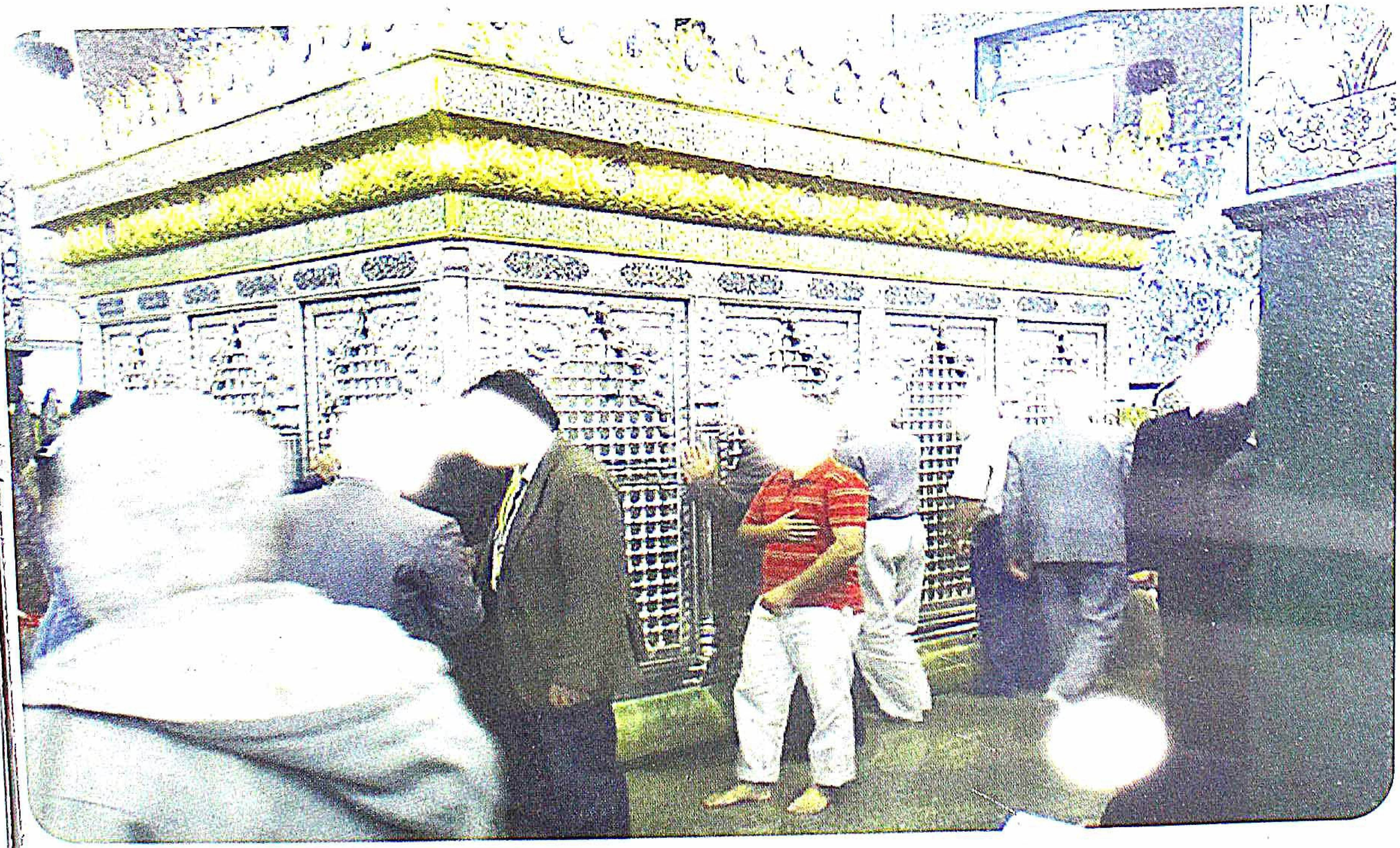

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

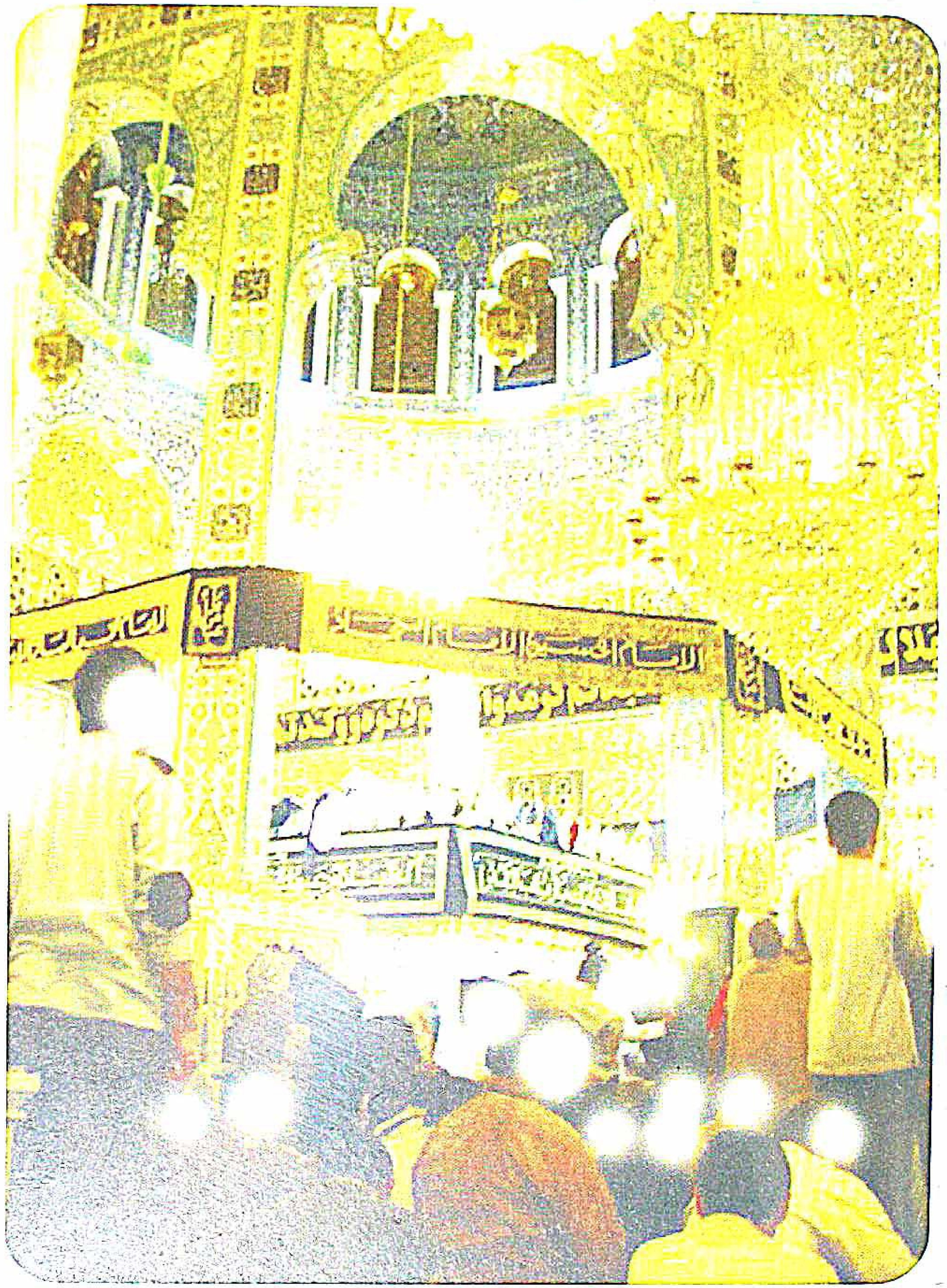

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے داخلی دروازے سے لی گئی تصویر

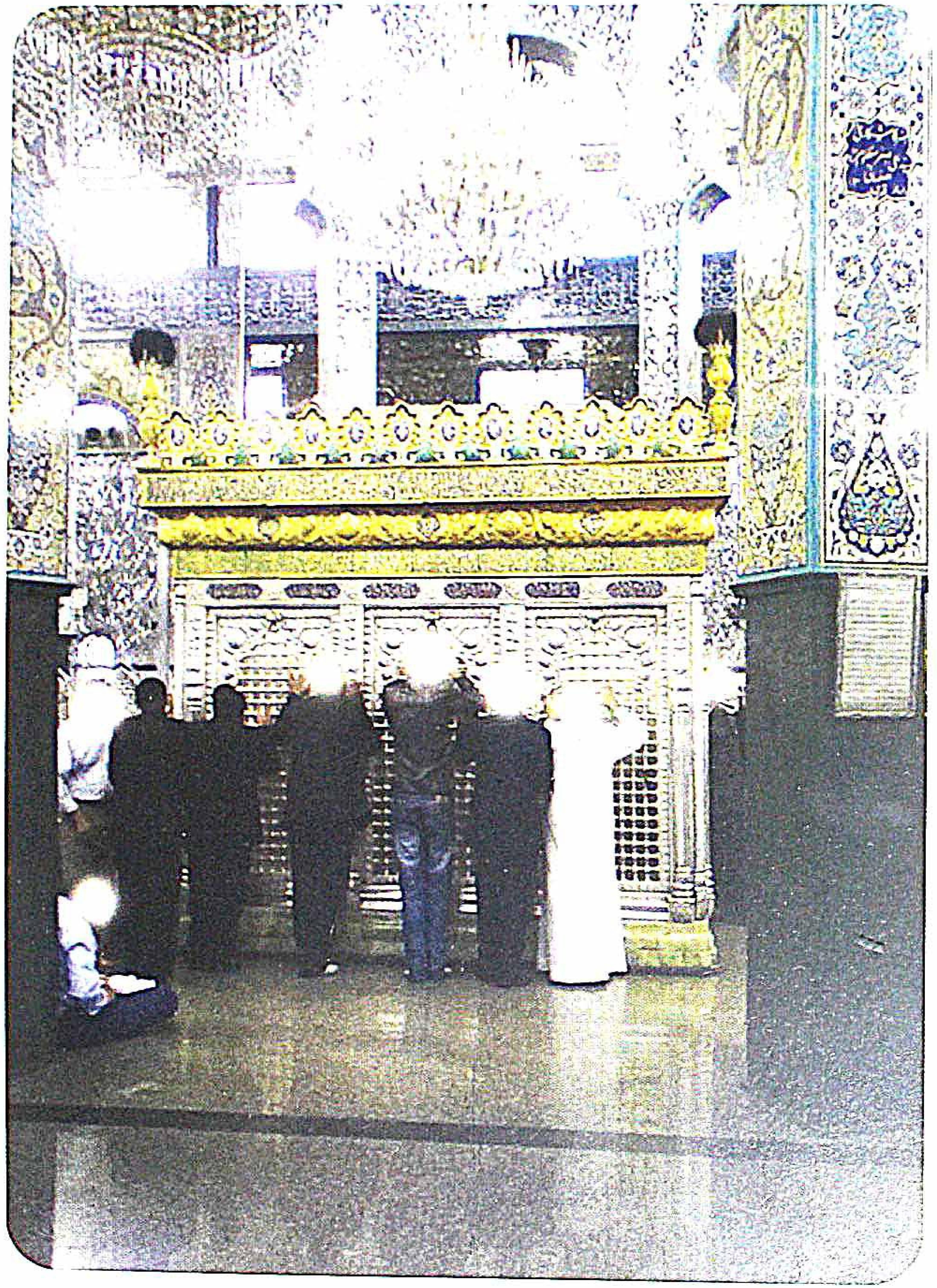

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی جالیاں

Marfat.com

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مواجہ شریف کی مختلف تصاویر

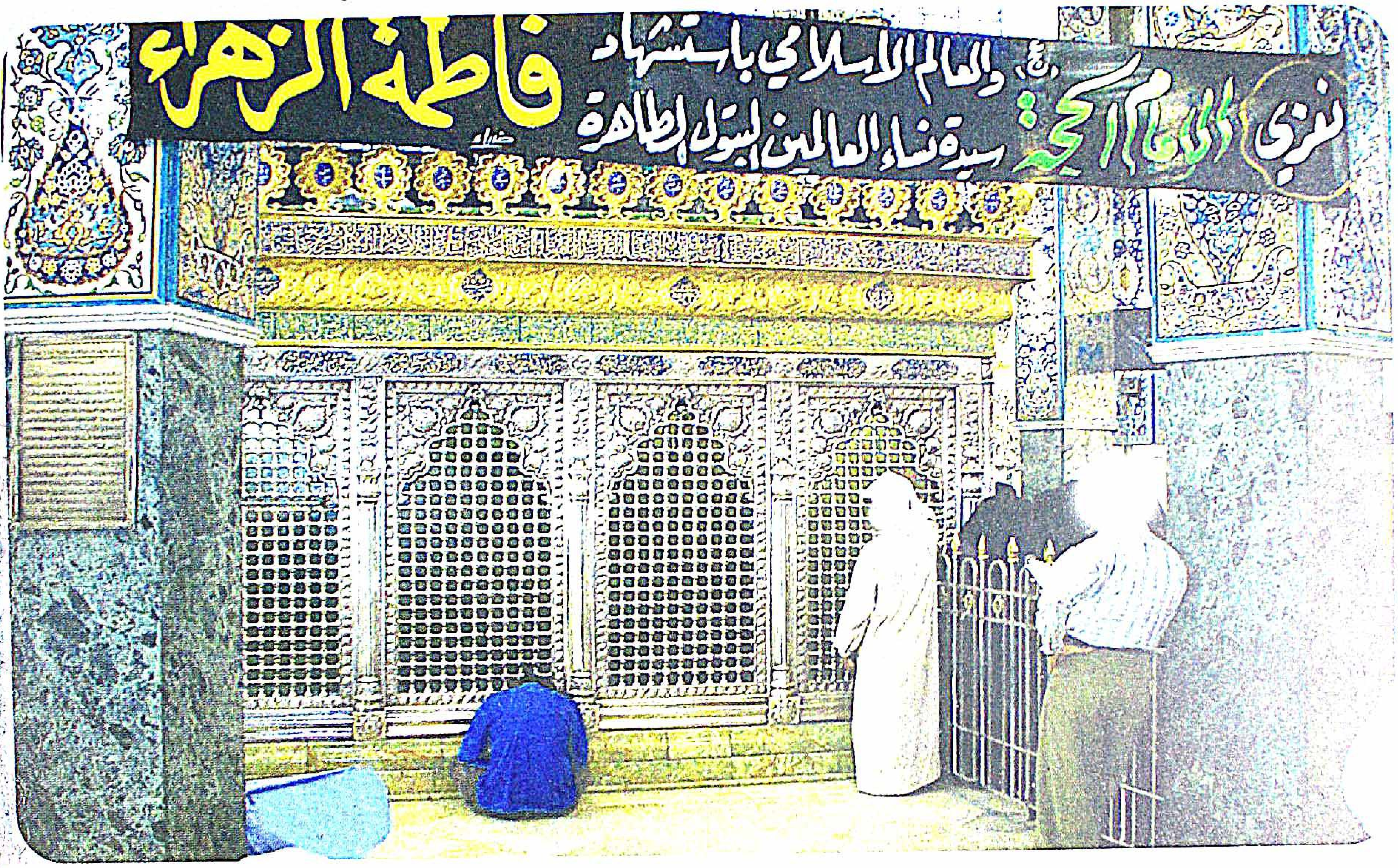

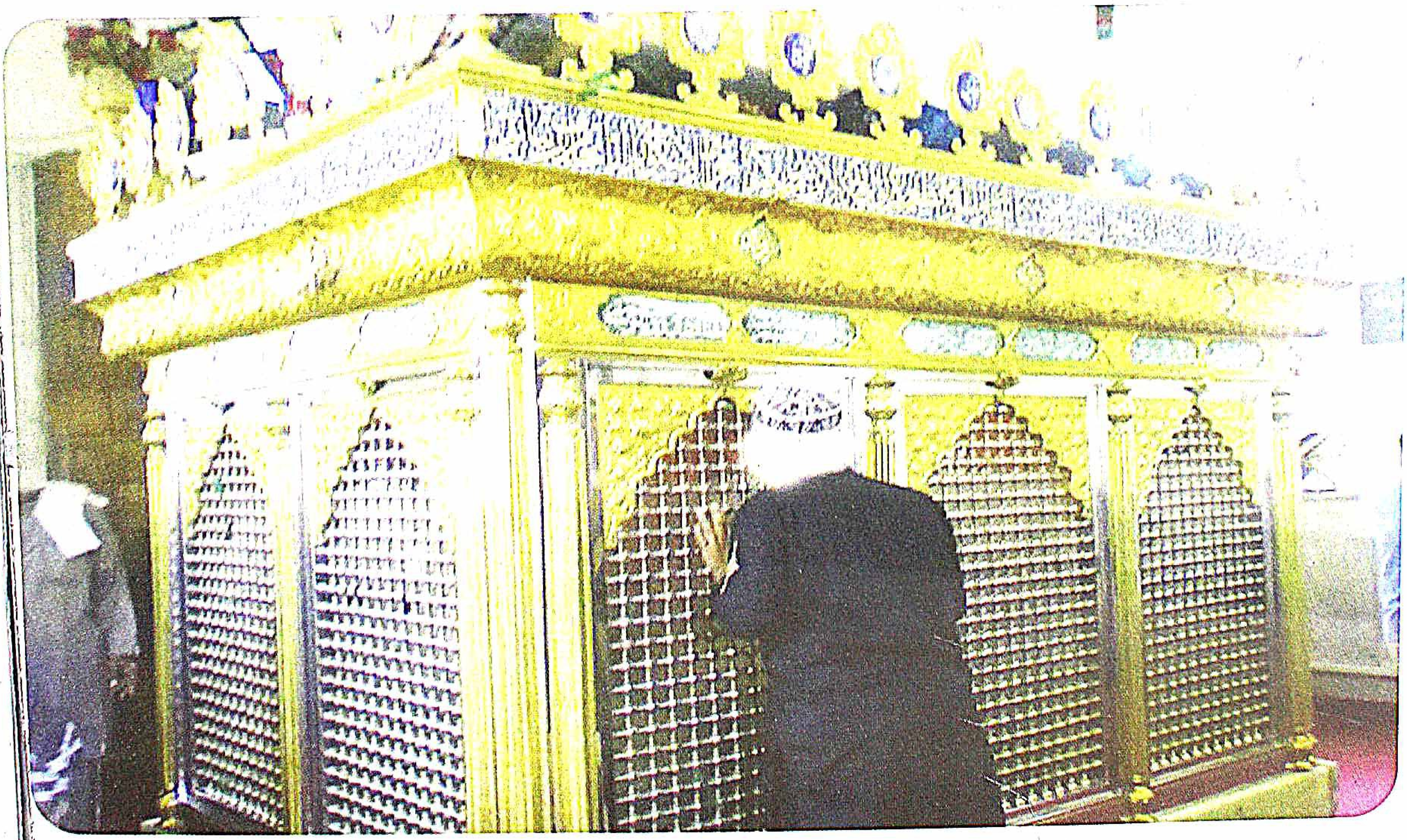

Marfat.com

مصر میں موجود حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مزار کی زیارت کے بعد لکھتے ہیں کہ مصری قبرستان سے نکل کر ہم دار السلام کے علاقے میں محلہ زینبیہ گئے۔ مقامی لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور صاحبزادی حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں۔ ہم نے گاڑی پارک کی اور مزار کے اندر چلے گئے۔ میں نے مزار پر حاضری دی لیکن میرا دل نہیں مانتا تھا کہ اہلِ بیت یہاں تک آئے۔ مجھے یاد آیا ابھی کچھ عرصے پہلے جب میں شام کے دار الحکومت دمشق گیا تو وہاں قریب ہی زینبیہ کے علاقے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مزار پر بھی حاضری دی تھی۔ تاریخی لحاظ سے مجھے شام والا مزار حقیقی نظر آتا ہے۔ چونکہ دمشق بہت عرصہ اسلامی دار الخلافہ رہا اور پھر واقعہ کربلا کے بعد یزیدی فوجیں آل رسول جن کی قیادت حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرما رہی تھیں کو قیدی بنا کر دمشق لے آئے تھے۔ (بحوالہ مصر کا بازار)

روضہ و مسجد سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (مصر)

جناب مولانا محب اللہ صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارکہ اور آپ کی مسجد کا بلند و بالا مینار دور سے دکھائی دیا۔ مسجد کا بیرونی حصہ پتھر کا ہے، جس پر نقش ونگار کا حسین ونفیس کام کیا گیا ہے۔ اندر داخل ہوں تو دائیں جانب مزار مبارک اور بائیں جانب مسجد ہے۔ یہ مسجد بھی مسجد اموی کی طرز پر متعدد ستونوں، لکڑی کی نفیس اور زریں نقش ونگار والی چھت پر مشتمل ہے۔ مسجد کے وسط میں ایک قبہ بنا ہوا ہے، جس کے نیچے خوب صورت منبر نما کرسی ہے۔ یہاں جمعہ کے روز قاری صاحب اذان جمعہ کے فوراً بعد تلاوت کرتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہوئے تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ امام صاحب شافعی المذہب ہیں۔ یہاں مصر میں بالعموم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین رہتے ہیں۔ امام صاحب مصلیٰ پر کھڑے ہوئے پھر دائیں بائیں چل کر صفوں کو درست کیا، ڈاڑھی بس مختصر سی تھی، مگر یہ بھی غنیمت ہے ورنہ اکثر ائمہ مساجد بلکہ علماء ومفتی اور شیوخ الحدیث داڑھی سے بالکل ہی فارغ البال اور اس خوب صورت سنت سے محروم ہیں۔ نماز مغرب کیا تھی؟ تراویح کی طرح کی کوئی چیز تھی، کافی دیر بعد فراغت ہوئی، لوگوں نے امام صاحب سے مصافحہ کیا اور امام صاحب چل دیئے۔

نماز کے بعد مزار شریف پر حاضری دی، نہایت عالی شان روضہ مبارکہ ہے۔ قبر انور کے باہر بلند وبالا جالی ہے۔ شام اور عراق میں اہل بیت کرام کے مزارات کی طرح کوئی چودہ فٹ بلند جالی ہے، جس پر قبہ بنا ہوا ہے۔ جالی نہایت منقش ہے اور اس پر قرآنی آیات اور اشعار درج ہیں۔ گنبد اور روضہ کے اندر بھی نقش ونگار کا کافی کام ہے۔ جالی شریف کے درمیان لکڑی کی ایک نہایت منقش جالی نما دیوار کھڑی کی گئی ہے۔ ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتیں حاضری دیتی ہیں۔ مزار مبارک پر چڑھائی جانے والی رنگارنگ چادروں کے اوپر سفید دوپٹہ کی طرح باریک جالی دار چادر اوڑھا دی گئی ہے۔ اسی طرح کی دوپٹہ نما چادر مستورات اہل بیت کی دیگر مزارات پر بھی علامتی طور پر ڈال دی گئی ہے۔ نہایت پر لطف حاضری رہی اور کیوں نہ ہوتی کہ کسی معمولی شخصیت کا دربار نہیں بلکہ جگر گوشہ مصطفیٰ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اور مجمع برکات وحسنات ہستی کی بارگاہ ہے۔

سلام اللہ علی جدھا وامھا وعلیھا

ملک شام میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مزار کی تحقیق

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارک دمشق (شام) میں بھی ہے۔ جو دنیا کی چند قیمتی اور خوب صورت عمارات میں سے ایک ہے اور وہ آپ کے نام سے منسوب ومشہور ہے۔ مگر ممکن ہے آپ نے وہاں قیام کیا ہو اور آپ کے قیام کی مناسبت سے وہاں روضہ تعمیر کیا گیا ہو یا سادات کرام میں سے کوئی اور زینب رضی اللہ عنہا ہوں۔ کیوں کہ اہل تحقیق نے صراحت کی ہے کہ آپ کا روضہ مبارکہ قاہرہ میں ہے۔

چنانچہ امام شعرانی المنن میں لکھتے ہیں کہ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ (مصر) میں قناطر السباع کے مقام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ بلاشک وشبہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اسی مقام پر آسودہ ہیں۔

مصر میں موجود حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

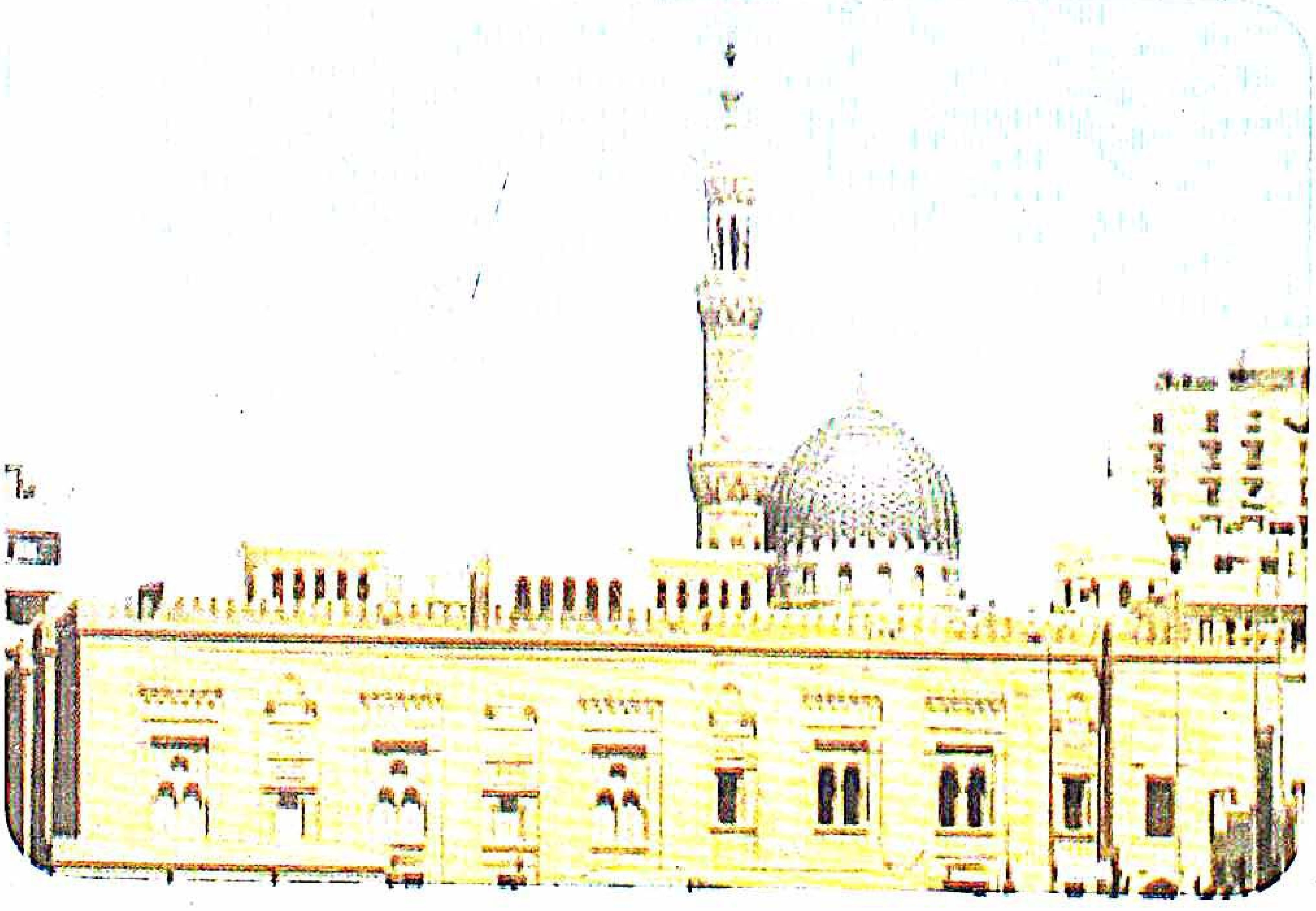

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار (مصر)

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار (مصر)

Marfat.com

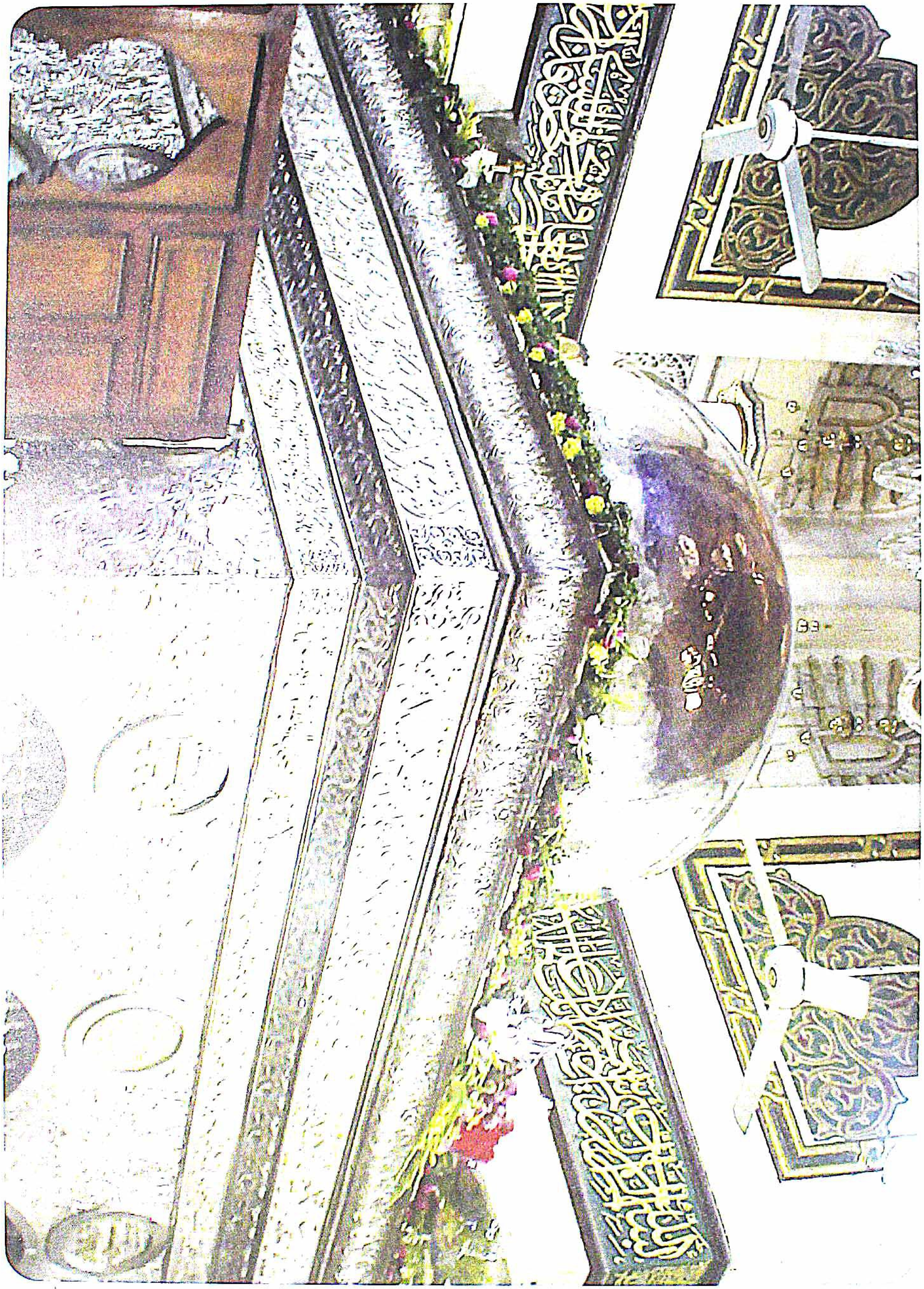

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک (مصر)

Marfat.com

باب الساعات کا آنکھوں دیکھا حال

جناب محترمہ شائستہ صاحبہ اپنے سفرنامہ شام میں لکھتی ہیں کہ باب الساعات سے ہم لوگ اندر داخل ہوئے۔ عمارت کا بہت بڑا صحن تھا اور اس کے بعد بہت بڑا ہال تھا۔ ہمارے ساتھیوں نے بتایا کہ اس سارے حصے میں امراء اور سفراء کرسیوں پر بیٹھے تھے جن کی تعداد چار سو بتائی جاتی ہے۔ صحن میں دو بڑے بڑے گنبد بنے ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن کے متعلق یہ روایت ہے کہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہاں خطبات دیئے تھے۔ اندر ہال میں بڑا سا گوشہ نشین ہے جو یزید کا تخت تھا اور اس کے سامنے سر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ طشت میں رکھا تھا۔

اہل بیت پر ظلم کی انتہا

امام سجاد سے روایت ہے کہ ہم سب ایک ہی رسی میں جکڑے ہوئے تھے، یعنی رسی کا ایک حصہ میری گردن میں بندھا ہوا تھا اور دوسرے سرے سے میری پھوپھی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور میری بہن سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری تمام عورتوں کو باندھا گیا تھا۔ انہی رسیوں میں بڑوں کے گلے بھی تھے۔ جب بڑے کھڑے ہوتے تو بچوں کے گلے گھٹنے لگتے تھے، اس لئے ہم جھک جھک کر چلتے تھے۔

میرے ذہن میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ گونج رہے تھے، جو میں نے اکثر روایتوں میں پڑھے تھے۔ سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول تھے اور اتفاق سے جس دن آلِ محمد ﷺ کا قافلہ دمشق پہنچا ہے یہ دمشق میں ہی تھے انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ بازاروں کی آئینہ بندی کی گئی ہے۔ دکانوں پر پردے لٹکا دیئے گئے ہیں، اور لوگ لباس فاخرہ پہنے جگہ جگہ میلہ لگائے ہوئے ہیں۔ دف اور نقارے بجائے جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کوئی مقامی تہوار ہوگا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے اور ان کے پسماندگان کو قیدی بنا کر لایا جا رہا ہے اس لئے تمام شہر کو جشن منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے سنا کہ یہ قافلہ ''باب الساعات'' سے داخل ہوگا میں نے دور سے دیکھا کہ ایک بیمار، ناتواں، پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، گلے میں طوق خاردار پہنے ہاتھ میں اونٹ کی مہار لئے گرتا پڑا چلا آ رہا ہے۔ اس کے پیچھے بیبیاں، سر برہنہ اونٹوں پر سوار ہیں۔ دمشق والوں کے نزدیک یہ قیدی حکومت اسلامیہ کے باغی تھے، جو خاکم بدہن دین سے باہر ہو چکے تھے۔ اسی بازار کا واقعہ ہے کہ ایک شخص سید سجاد کے قریب آیا اور کہنے لگا: خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں مغلوب کیا، شہروں کو تمہارے فساد سے نجات ملی اور امیر المومنین یزید کو فتح ہوئی۔

اہل بیت کو فاجر اور لئیم کا خطاب

ان مقامات سے کیسے کیسے جان لیوا واقعات منسوب ہیں۔ یہی وہ ہال تھا کہ جب آلِ محمد ﷺ اس ہال میں داخل ہو رہے تھے، کسی منادی نے ندا دی: فاجر لئیم دربار یزید میں لائے جاتے ہیں۔ اور اس پر جناب سید سجاد نے جواب دیا تھا کہ اے شخص! فاجر اور لئیم وہ ہوتا ہے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی اہانت کا مرتکب ہو۔

اس ہال کے بیچوں بیچ تخت شاہی کے سامنے ایک لکڑی کا کٹہرا تھا۔ روایت ہے کہ آل رسول ﷺ یہاں بٹھائے گئے تھے۔ ایک طرف تخت کے سامنے کٹہرے میں دو تین سیڑھیاں تھیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہاں پر یزید نے سر امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کی طرف اشارہ کر کے یزید کا خطاب

تم جانتے ہو یہ کس کا سر ہے؟ اور کس طرح یہاں آیا ہے؟ یہ اپنے باپ کو میرے باپ سے بہتر کہتے تھے اور اپنی ماں کو میری ماں سے بہتر جانتے تھے اور اپنے جد کو میرے جد سے بہتر سمجھتے تھے اور میرے مقابلے میں خود کو خلافت کا زیادہ مستحق سمجھتے تھے۔ میرے باپ نے ان کے باپ سے جھگڑا کیا اور لوگ جانتے ہیں کہ فیصلہ کس کے حق میں ہوا۔ لیکن ہاں ان کی ماں، دخترِ رسول ﷺ خدا کی قسم میری ماں سے بہتر تھیں اور ان کے جد میرے جد سے بہتر تھے، جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھے وہ کوئی ایسا شخص نہیں کہ خود کو رسول ﷺ سے بہتر جانے۔ لیکن یہ اپنے آپ کو مجھ سے بہتر جانتے تھے۔ شاید انہوں نے کتاب اللہ کو نہیں پڑھا جس میں لکھا تھا۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الملک......الخ

کہہ دو کہ ملک کا مالک تو اللہ ہے، وہ جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

ہاں یزید تاریخ نے دیکھ لیا اپنی آنکھوں سے کہ خدا نے کس کو ملک دیا اور کس سے چھین لیا، کس کو عزت دی اور کس کا نام داخل دشنام ہو گیا۔ دمشق کا چپہ چپہ گواہی دے رہا ہے کہ کوئی ظالم کتنا ہی طاقت و زور کا مالک ہو ان لوگوں کی عزت کو نہیں چھین سکتا جنہیں اللہ عزت عطا کرتا ہے اور اللہ جس کو ملک عطا کرتا ہے اس کی حکومت کو کبھی زوال نہیں آتا۔

حالات سیدہ سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدہ سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کے سکون و وقار کی وجہ سے انہیں سکینہ کہا جاتا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلم وارفع تھیں وہ علم و فضل کے جملہ اشعارِ عرب و ادب پر کافی عبور رکھتی تھیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت کرتے تھے۔ واقعہ کربلا میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شامل تھیں کربلا سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شام اور شام سے مدینہ طیبہ پہنچیں۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت میں زندگی بسر کی۔

5 ربیع الاوّل 17ھ مدینہ میں مدینۃ المنورہ میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ لیکن یہاں شام میں کیسے پہنچیں۔ (واللہ اعلم)

Marfat.com

مسجد اموی میں موجود حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قید خانہ

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد کے ایک حصہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دفن ہے۔ جب گائیڈ نے ہمیں وہ حصہ دکھایا تو اندر داخل ہوتے وقت دیوار میں ایک طاق نما جگہ دیکھی جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہاں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک رکھا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔

ہمارے ایک ساتھی نے بتایا کہ اسی طرح کا ایک مقام اس نے مصر میں بھی دیکھا تھا جسے مسجد امام حسین کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہاں بھی ایک قبر میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دفن ہے۔

مورخین کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد سنان ابن انس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک تن سے الگ کر کے قافلۂ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دمشق میں یزید کے پاس بھیجا تھا۔ میرا ذاتی قیاس ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دمشق میں دفن ہے کیونکہ اس وقت اسلامی دنیا کا دارالخلافہ دمشق تھا جہاں یزید رہتا تھا۔

Marfat.com

تذکرہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

نام معلوم نہیں، ام حرام کنیت تھی۔ قبیلہ خزرج کے خاندان بنونجار سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جند بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ والدہ کا نام ملیکہ تھا۔ جو مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں۔ اس بنا پر ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔

نکاح حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا نکاح حضرت عمرو بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ لیکن جب انہوں نے غزوہ احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔

اولاد حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے 3 لڑکے پیدا ہوئے، پہلے شوہر سے قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احادیث روایت کرنا

آنحضرت ﷺ سے چند احادیث روایت کیں۔ راویوں میں حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یعلی بن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (اسد الغابہ ج5 ص:575)

ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں حضور ﷺ کا خواب

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ملحان کا مکان مدینہ طیبہ میں قباء کی جانب تھا۔ رسول اکرم ﷺ قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو ان کے مکان پر ضرور قدم رنجہ فرماتے اور کھانا بھی تناول فرماتے۔ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ ﷺ ان کے مکان پر آئے اور کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد آرام کی غرض سے چارپائی پر لیٹ گئے تو حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سر کے بالوں کو کنگھی کرنا شروع کر دی اور آپ ﷺ کو نیند آگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھے تو ہونٹوں پر تبسم کھیل رہی تھی۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ میری امت کے کچھ لوگ جنگ کے ارادے سے سمندر میں سفر کر رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے مجھے بھی ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے دعا کی اور پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اسی طرح مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے پھر وہی خواب دیکھا ہے اور انہی الفاظ میں دوسری مرتبہ والا خواب بیان کیا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ملحان نے پھر اپنی شرکت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پہلی جماعت میں شامل ہو۔

خواب حقیقت میں بدل گیا

اس خواب کی تعبیر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے 16 سال بعد 27 ہجری میں پوری ہوئی اور وہ اس طرح کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کے ہاتھوں بازنطینی حکومت کو جو شکست ہوئی تو اس کے نتیجے میں بحیرہ روم کا جنوبی حصہ کلیۃ ان کے دائرہ اقتدار سے باہر نکل گیا۔ اب بازنطینی حکومت نے بحیرہ روم کے مشرقی حصے کو مستحکم کرنے کا عزم کیا تو تمام کوششیں قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے وقف کر دیں۔ مسلمانوں کے اس مفتوحہ علاقے کے گورنر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو جنگی اور انتظامی معاملات میں نہایت مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے بازنطینی حکومت کے متعلق اس نقطہ نظر کی روشنی میں غور ضروری سمجھا کہ اسلامی حکومت کی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ان حملوں کی روک تھام کی جائے جو بحیرہ روم کے مشرقی اطراف سے مسلمانوں پر کئے جا سکتے ہیں۔

قبرص پر حملہ کیلئے کوشش

اس زمانے میں قبرص کو بازنطینی حکومت کے ایک اہم مورچے اور بہت بڑی پناہ گاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے کہ اس پر قبضہ کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تاہم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے موقف پر مُصر رہے اور حملے کی اجازت کے لئے برابر کوشاں رہے۔

زیر نظر تصویر قبرص کی ہے جہاں حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ میں شرکت فرمائی اور شہادت سے سرفراز ہوئیں۔

Marfat.com

پہلے اسلامی سمندری لشکر کیلئے جنت کا وجوب

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت 27 ہجری میں امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو جزیرۂ قبرص فتح کرنے کی اجازت ملی۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے بحری بیڑا تیار کیا گیا۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے جس میں لشکر اسلام نے بحری راستے سے جہادی سفر کیا۔ اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کی بیوی حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ اس لشکر کے سپہ سالار حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے اور فاختہ رضی اللہ عنہا بنت قرظہ رفیقۂ حیات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شریک سفر تھیں۔ عمیر بن اسود عنسی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ حمص کے ساحلی علاقے میں رہائش پذیر تھے، ان کی زوجہ محترمہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی وہاں قیام پذیر تھیں۔ دورانِ گفتگو انہوں نے ایک حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا، ان کیلئے جنت واجب ہے۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں گی؟ فرمایا: ہاں! تو بھی ان میں شامل ہوگی۔ یہ مژدۂ جانفزا سن کر ان کے انگ انگ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

قبرص پر حملہ کرنے والے نامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

قبرص کے اس حملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعدد صحابہ کرام شریک تھے۔ جن میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ صحابہ کے علاوہ اس مقدس جنگ میں کئی صحابیات بھی شریک تھیں۔ جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بنت ملحان، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی فاختہ رضی اللہ عنہا بنت قرظہ اور ان کی بہن کتوہ رضی اللہ عنہا بنت قرظہ خصوصیت سے لائق تذکرہ ہیں۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی جہاد میں شرکت اور شہادت

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس وقت بوڑھی ہو چکی تھی، لیکن بحری جہاد میں شمولیت اور شہادت کی رسول اللہ ﷺ نے جو پیشنگوئی فرمائی تھی اس کی تکمیل کا جذبہ ان پر اتنا غالب تھا، کہ عمر اور صحت کی پروا کیئے بغیر مجاہدین کے ساتھ جزیرہ قبرص کی طرف چل پڑیں۔ ان مجاہدین کا جہاز سمندر کے کنارے لنگر انداز ہوا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نہایت خوشی سے جہاز سے باہر نکلنے لگیں، سواری کے لئے انہیں خچر پیش کیا گیا۔ وہ خچر پر سوار ہوئیں تو خچر بدک گیا اور وہیں گر کر شہید ہو گئیں، اسی جگہ انہیں دفن کیا گیا۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کہاں مدفون ہیں

ان کی قبر ''لارناکا'' کی حسین اور خوب صورت جھیل کے کنارے اب بھی موجود ہے۔ اس مقام پر ایک خوب صورت مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو سمندر میں سفر کرتے وقت دور سے دکھائی دیتی ہے۔

بحیرہ روم میں جب جہاز ساحل کے قریب پہنچتے ہیں تو مسلمان ملاح اسے دیکھتے ہی فرط عقیدت سے جھنڈے سرنگوں کر دیتے ہیں۔ حضرت کتوہ رضی اللہ عنہا بنت قرظہ نے بھی اسی حملے میں جام شہادت نوش فرمایا۔

ایک روایت یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ بحری بیڑہ حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرص پہنچا۔ قبرص فتح کر کے جب واپس آنے لگے اور جہاز تک پہنچانے کے لئے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو خچر پر سوار کرانے لگے تو وہ گر کر وفات پا گئیں۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا مزار اور اس کے متصل خوبصورت مسجد (قبرص)

Marfat.com

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منسوب مزار و مسجد (قبرص)

Marfat.com

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقبرے سے متصل مسجد کا خوبصورت منظر

Marfat.com

سبزہ زار کے جھرمٹ میں مقبرہ ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور مسجد

Marfat.com

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار اور متصل مسجد کا دلربا فائل فوٹو

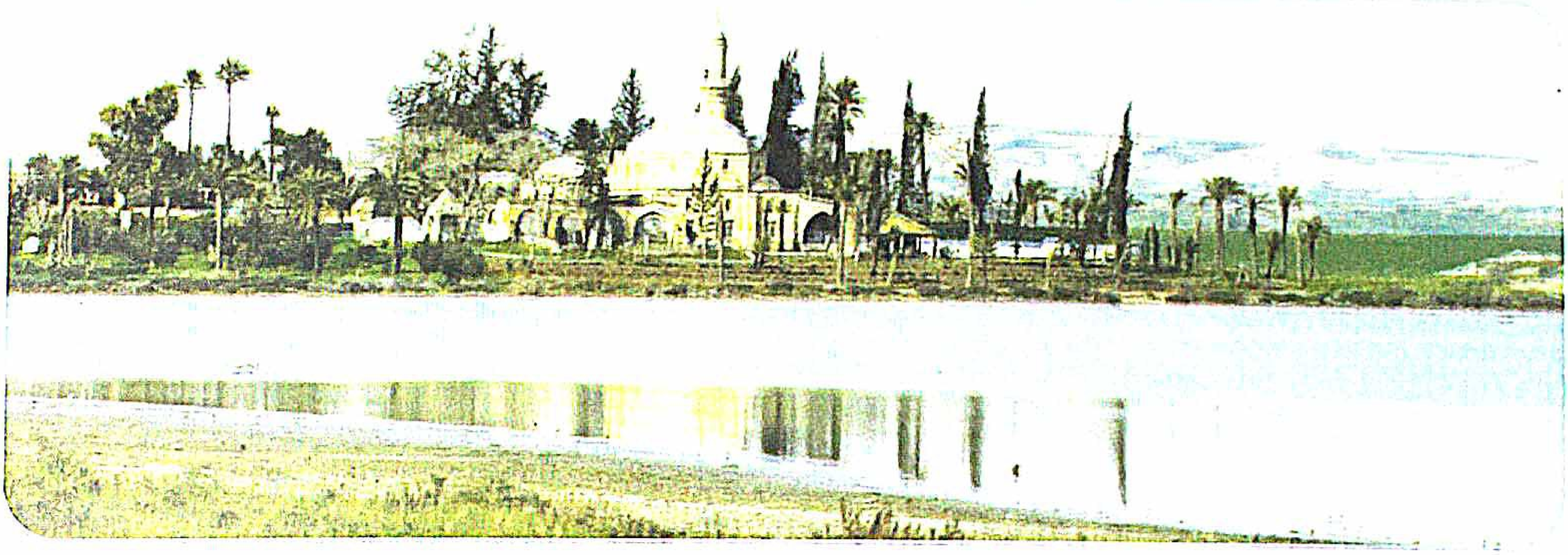

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام سے منسوب مسجد و مزار

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر

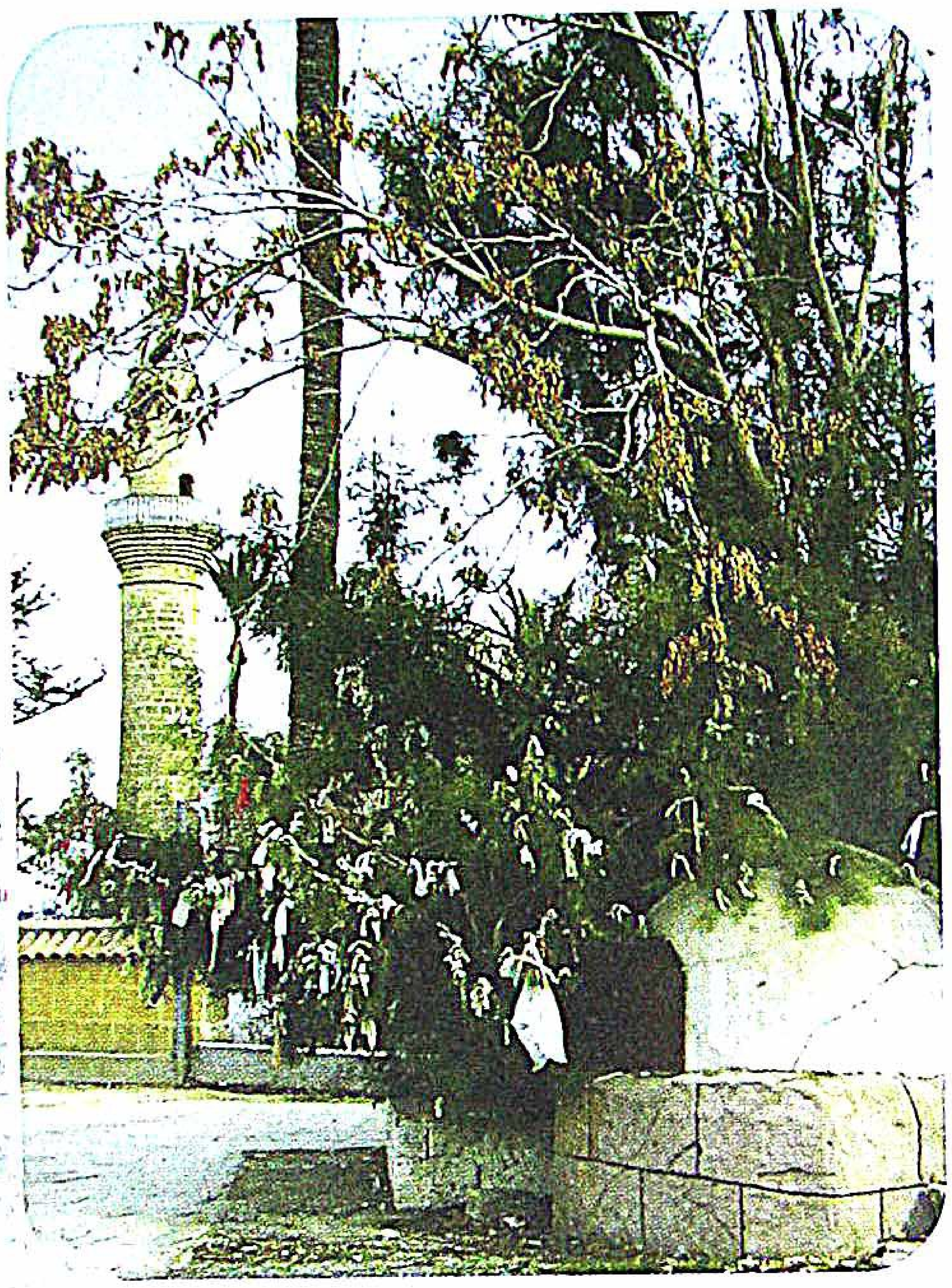

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قدیم مینارہ کی دور سے لی گئی تصویر

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک قدیم مینارہ

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

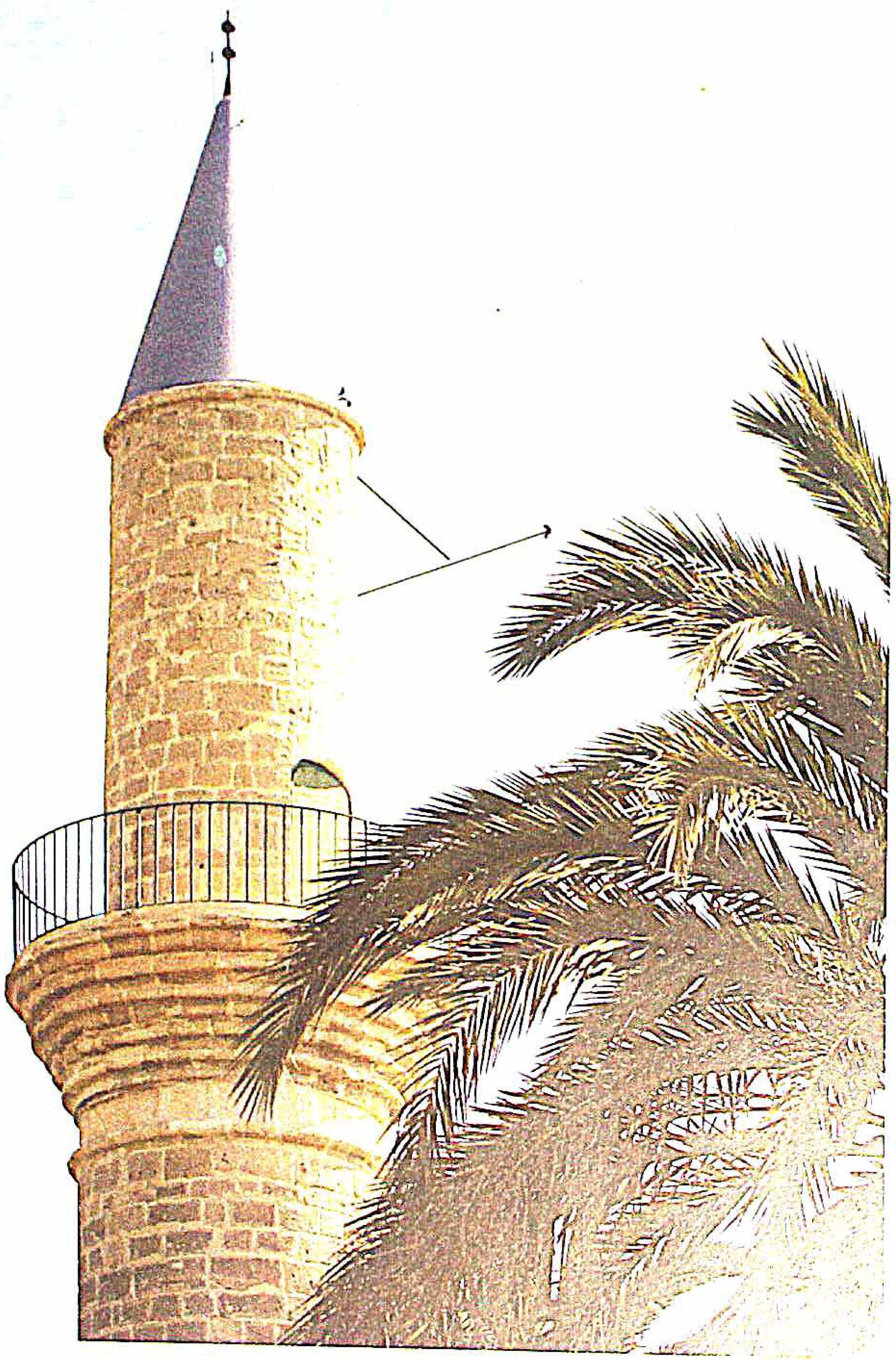

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک مینارہ

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا و مقبرہ کی تصویر

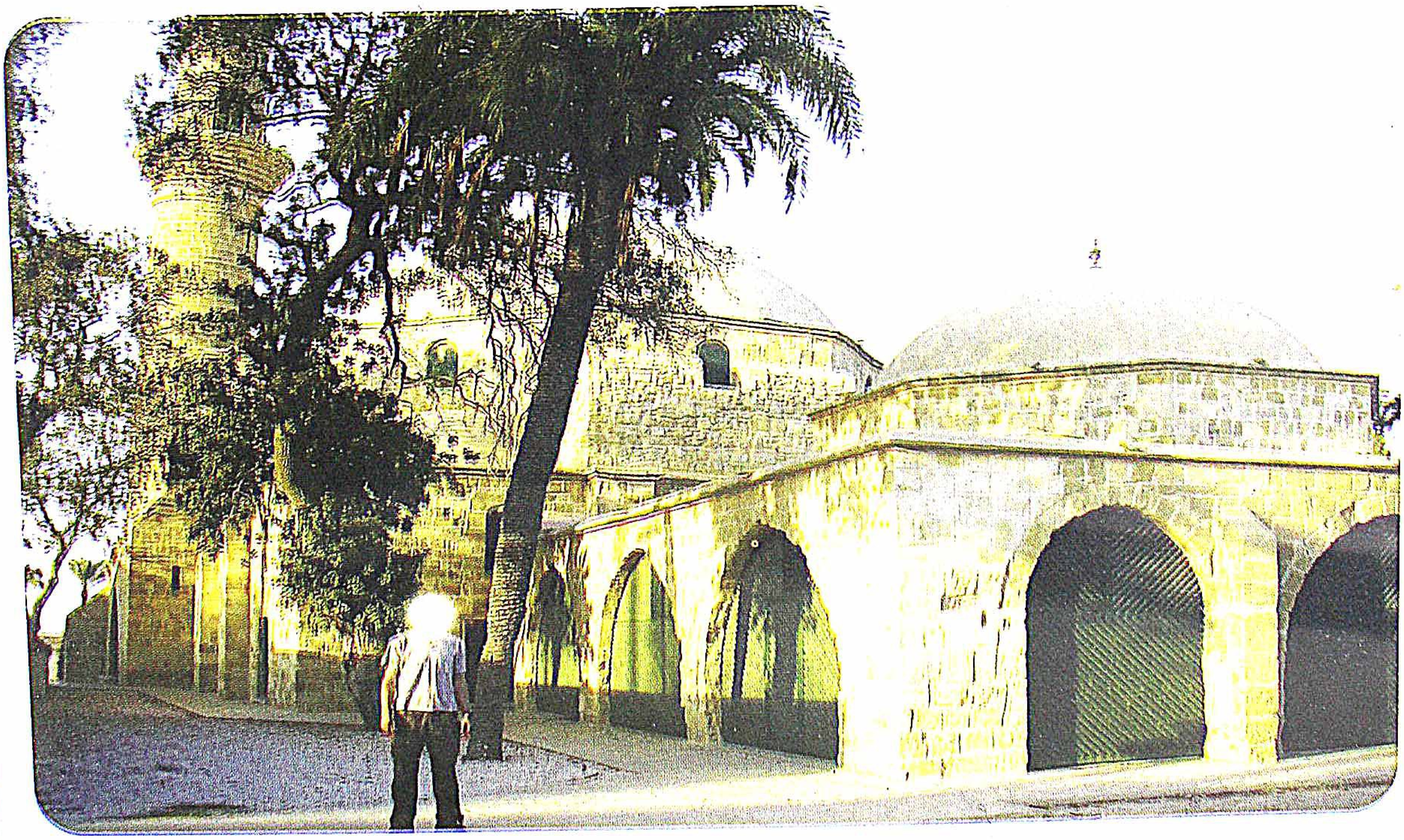

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا و مقبرہ

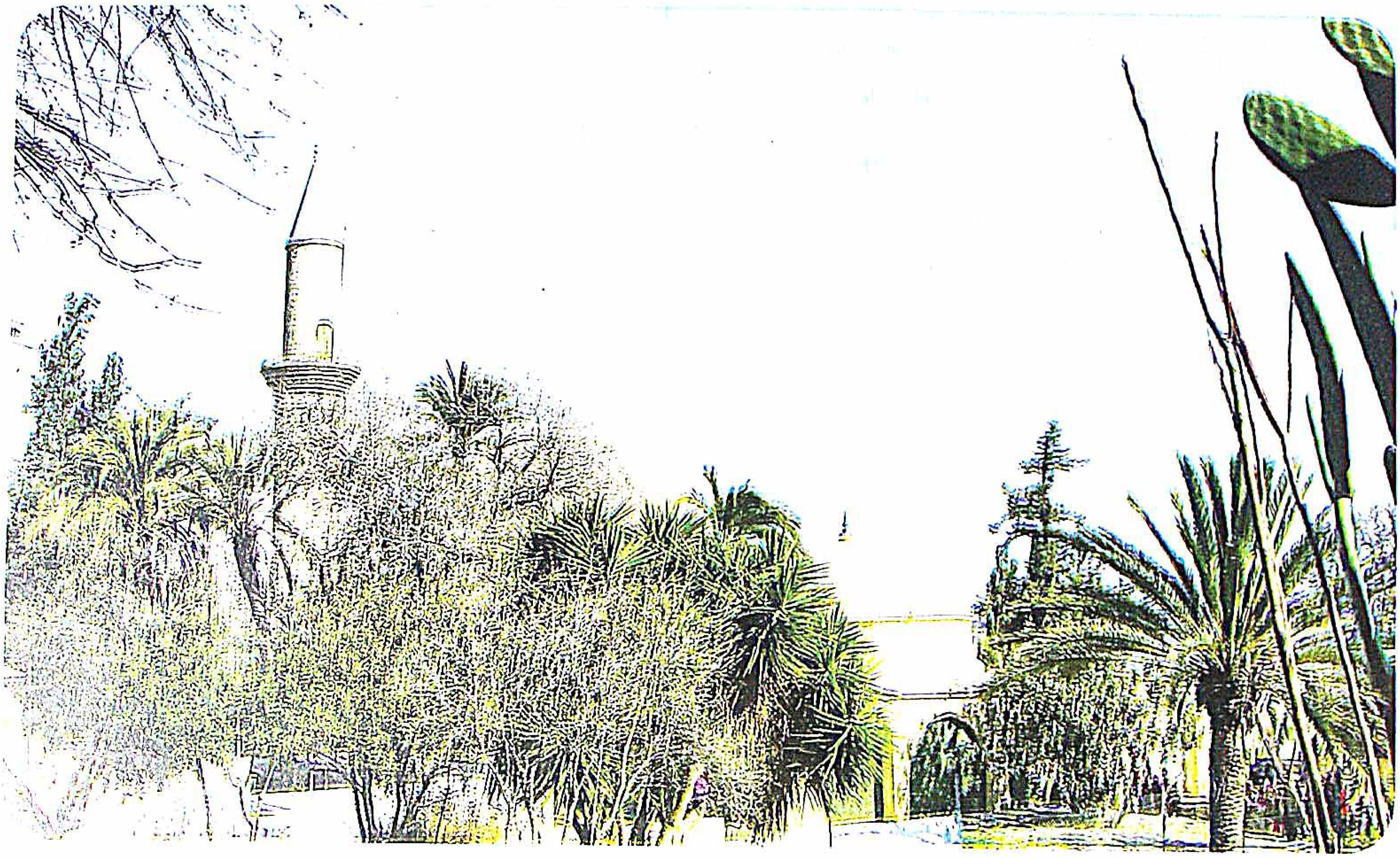

Marfat.com

مزار حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اندرونی منظر

مزار حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برآمدے کی تصویر

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محراب و منبر

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار و مسجد کی دور سے لی گئی تصویر

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندر مختلف مناظر

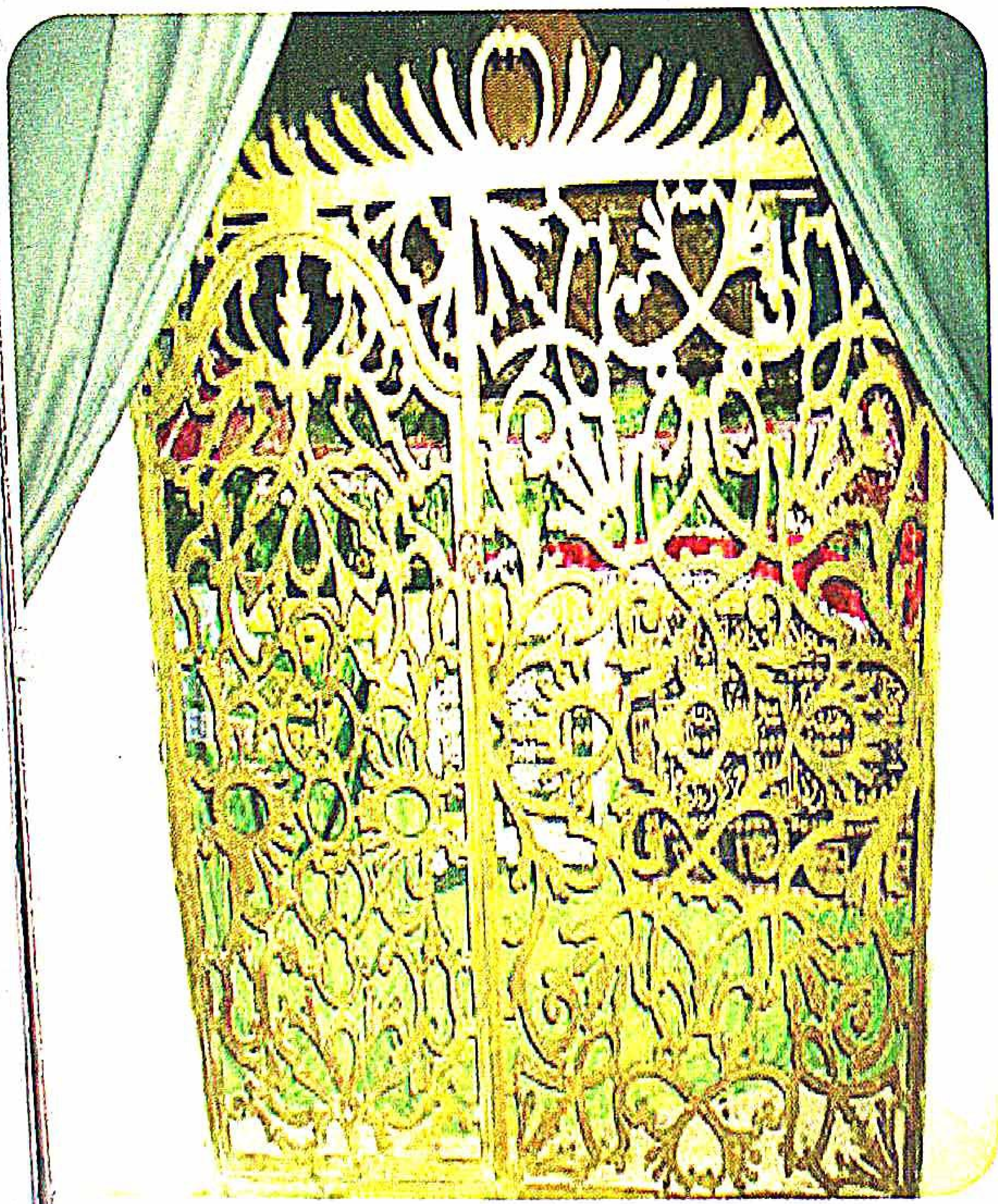

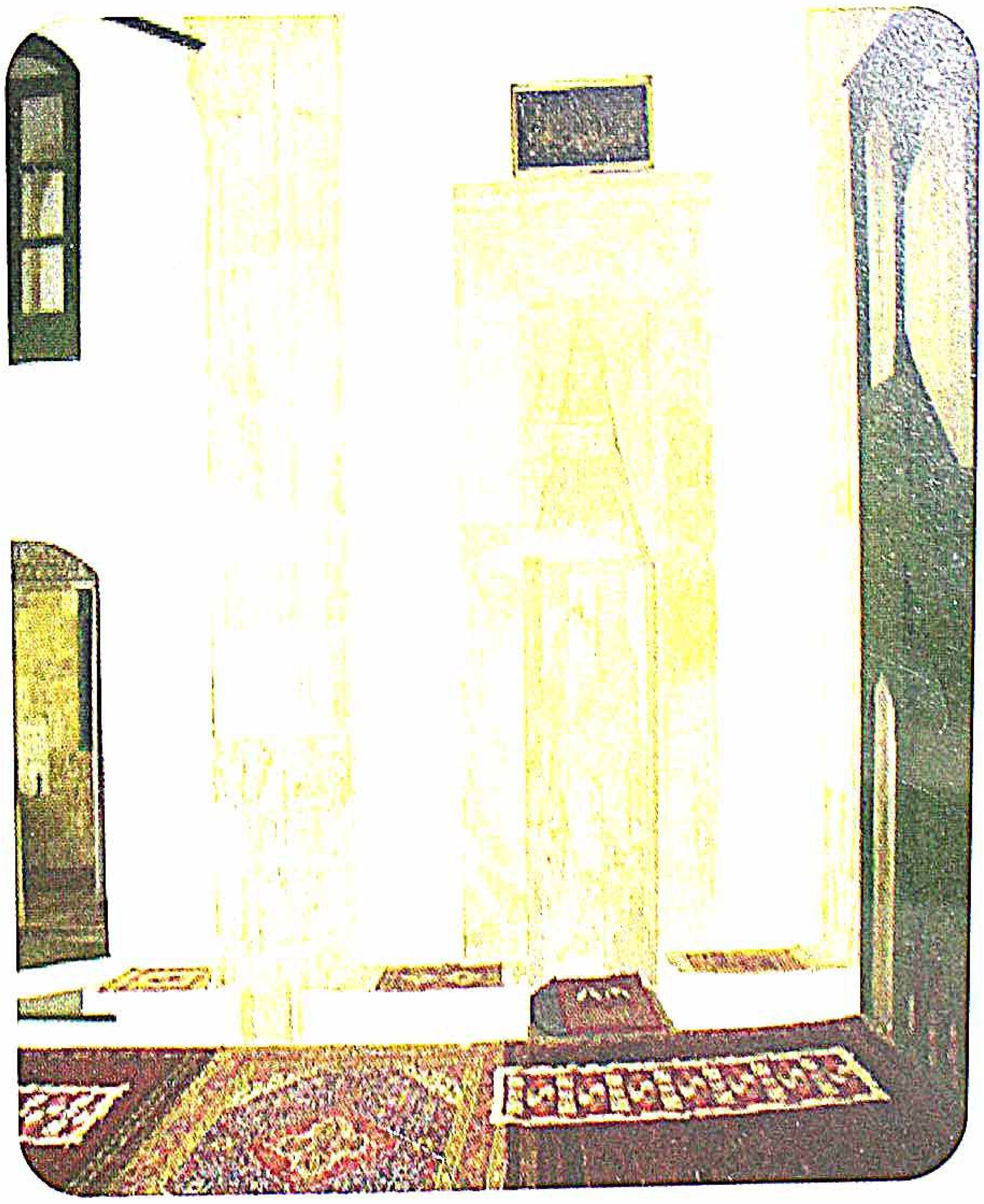

Marfat.com

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندرونی مناظر

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا داخلی دروازہ تصویر میں نمایاں ہے

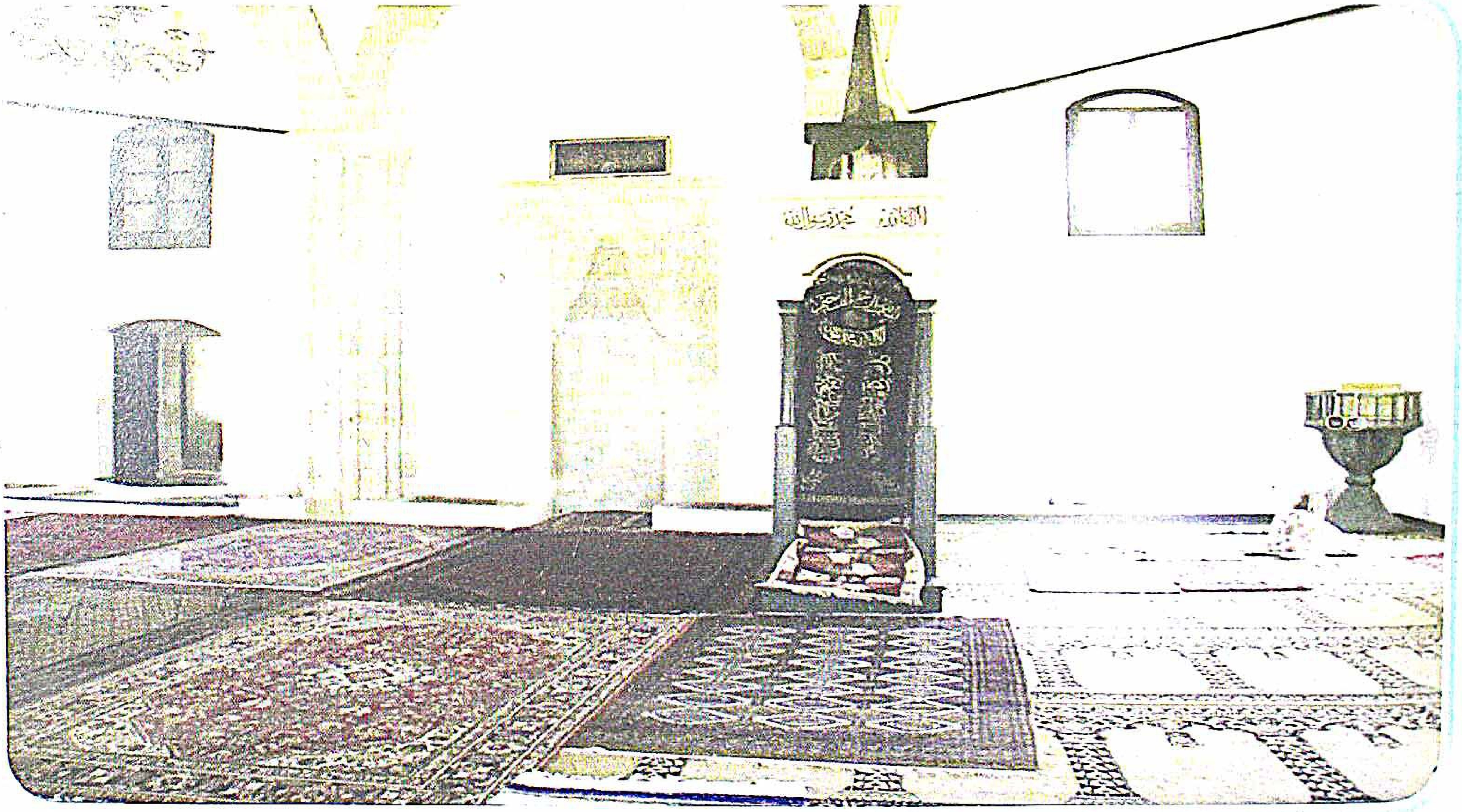

مسجد ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاف وشفاف قالین اور فرش

Marfat.com

تذکرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد

سلسلہ نسب

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہاشمیہ تھیں۔ ان کے والد کا نام اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھا۔ یہ جناب ابوطالب بن عبد المطلب کی بیوی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ بڑی صالحہ، بلند کردار، اسلام کی سچی خادمہ اور رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت اور پیار رکھنے والی خاتون تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے حالات زندگی

آغاز اسلام میں خاندان ہاشم نے آنحضرت ﷺ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا اور ان میں اکثر مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان ہی لوگوں میں تھیں اور گو ان کے شوہر ایمان نہیں لائے تاہم وہ اور ان کی بعض اولاد نے مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت حاصل کی۔ جب نبی اقدس ﷺ کے دادا عبد المطلب نے وفات پائی اور آپ ﷺ کی کفالت ابوطالب کے سپرد ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد نے انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی نگہداشت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اسی لئے رسول اقدس ﷺ انہیں اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ابوطالب کو بھی رسول اقدس ﷺ کے ساتھ انتہا درجے کا پیار تھا۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ سارے بچے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں۔ کیونکہ جب بچے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو سبھی سیر ہو جاتے۔ اکیلے کھاتے تو ان میں بعض بھوکے رہ جاتے۔ اس لئے ابوطالب اپنے لاڈلے بھتیجے کو اکثر یہ کہا کرتے تھے بیٹا تم بڑی برکتوں والے ہو۔ عام بچے میلے کچیلے کپڑے پراگندہ صورت بنائے رکھتے جب کہ رسول اقدس ﷺ بچپن میں بھی صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے اور بالوں کو تیل لگا کر نہایت سلیقے اور مہذب طریقے سے رہتے۔ ہر کوئی رشک بھری نگاہوں سے آپ ﷺ کی طرف دیکھتا۔

ابتدائے اسلام میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کی نگہبانی کرنا

جب رسول اقدس ﷺ نے قریش مکہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور تمام معبودان باطلہ کا انکار کرتے ہوئے ایک سچے اللہ کی پرستش کا نظریہ ان کے سامنے بیان کیا تو وہ تلملا اٹھے۔ انہوں نے شدید مزاحمت کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اس تحریک کو کچل دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس دور میں کوئی ظلم ایسا نہ ہو گا جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں پر ڈھایا نہ گیا ہو۔ کوئی ستم ایسا نہ ہو گا کہ نو آموزان اسلام کو اس کی چکی میں پیسا نہ گیا ہو۔ کوئی تدبیر ایسی نہ ہو گی جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے اختیار نہ کی گئی ہو۔ اس نازک ترین دور میں آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے اپنے پیارے اور لاڈلے بھتیجے کے ساتھ شفقت، محبت اور پیار کا حق ادا کر دیا۔ ایسا دامن میں لیا کہ کسی دشمن کو آپ ﷺ تک پہنچنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد نے ان کٹھن حالات میں اپنے سرتاج کی معاونت کرتے ہوئے رسول اقدس ﷺ کے ساتھ ایسا مشفقانہ سلوک کیا، جیسے کوئی ماں اپنے بیٹے سے کیا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اقدس ﷺ غایت درجہ ان کا احترام کیا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شعب ابی طالب میں صبر و تحمل

قریش مکہ نے ظلم کی انتہا کرتے ہوئے بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کر کے مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ یہ بائیکاٹ مسلسل تین سال تک جاری رہا۔ یہ عرصہ اقتصادی اعتبار سے بنو ہاشم کے لئے بہت کٹھن تھا۔ بھوک سے بچے بلبلانے لگتے تو بڑوں کی بے بسی دیکھی نہ جاتی تھی۔ درختوں کے پتے، گھاس کھا کر اور گیلے چمڑے کو چوس کر آتش شکم کو ٹھنڈا کیا جاتا۔ یہ دور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد نے انتہائی صبر و تحمل سے گذارا اور ان کے پایہ استقلال میں ذرہ برابر بھی جنبش نہ آئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنی والدہ کی خدمت کرنا

جب مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آتی ہیں، میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔ (اسد الغابہ ج5 ص:517)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے انتقال پر آپ ﷺ کا غمگین ہونا

جب ان کا انتقال ہوا تو حضور سید عالم ﷺ ان کے گھر پہنچے اور ان کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا: میری ماں کے بعد میری ماں اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ ان کے اوصاف کا ذکر فرمایا، اپنی مقدس چادر کا کفن پہنایا۔ قبر کھودنے کا حکم دیا جب قبر لحد تک پہنچی تو حضور سید عالم ﷺ خود قبر میں داخل ہوئے۔ اپنے ہاتھ سے مٹی نکالی اور اس میں لیٹے پھر دعا فرمائی:

اللہ الذی یحیٖ ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین (خلاصہ ص293)

اللہ تبارک وتعالیٰ زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے۔ وہ حی ہے اسے موت نہیں، میری ماں فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ عنہا) کو معاف فرمادے اس کی قبر کو وسیع فرمادے اپنے نبی کے طفیل اور جو مجھ سے پہلے ہوئے ان کے طفیل تو رحم فرمانے والا ہے۔

قبر کی گرفت سے نجات پانے والی عظیم خاتون

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر دی اور فرمایا یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کو پہنا دی جائے۔ پھر آپ ﷺ قبر شریف میں اترے اور قرآن شریف کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ قبر کی گرفت سے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے بغیر کوئی نہیں بچا۔ (خلاصۃ الوفا ص:293)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کا اعزاز

جنازہ کا پایہ آپ ﷺ نے اپنے مبارک کندھے پر رکھا۔ کبھی جنازہ کے آگے چلتے کبھی پیچھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے دو کام ایسے کئے جو صرف فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے متعلق ہیں۔ کرتہ کفن کیلئے دیا اور قبر میں بھی لیٹے۔ فرمایا کرتہ اس لئے دیا کہ جہنم کی آگ مس نہ کرے، قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر کھل جائے۔ (راحت القلوب ص:179)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کا مقام مدفن

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قریب ہے۔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کو بھی سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔ مگر زوار اس قبر مبارک کو بقیع کے احاطے سے باہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پائنتی بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

قبر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد

Marfat.com

جنت البقیع میں موجود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

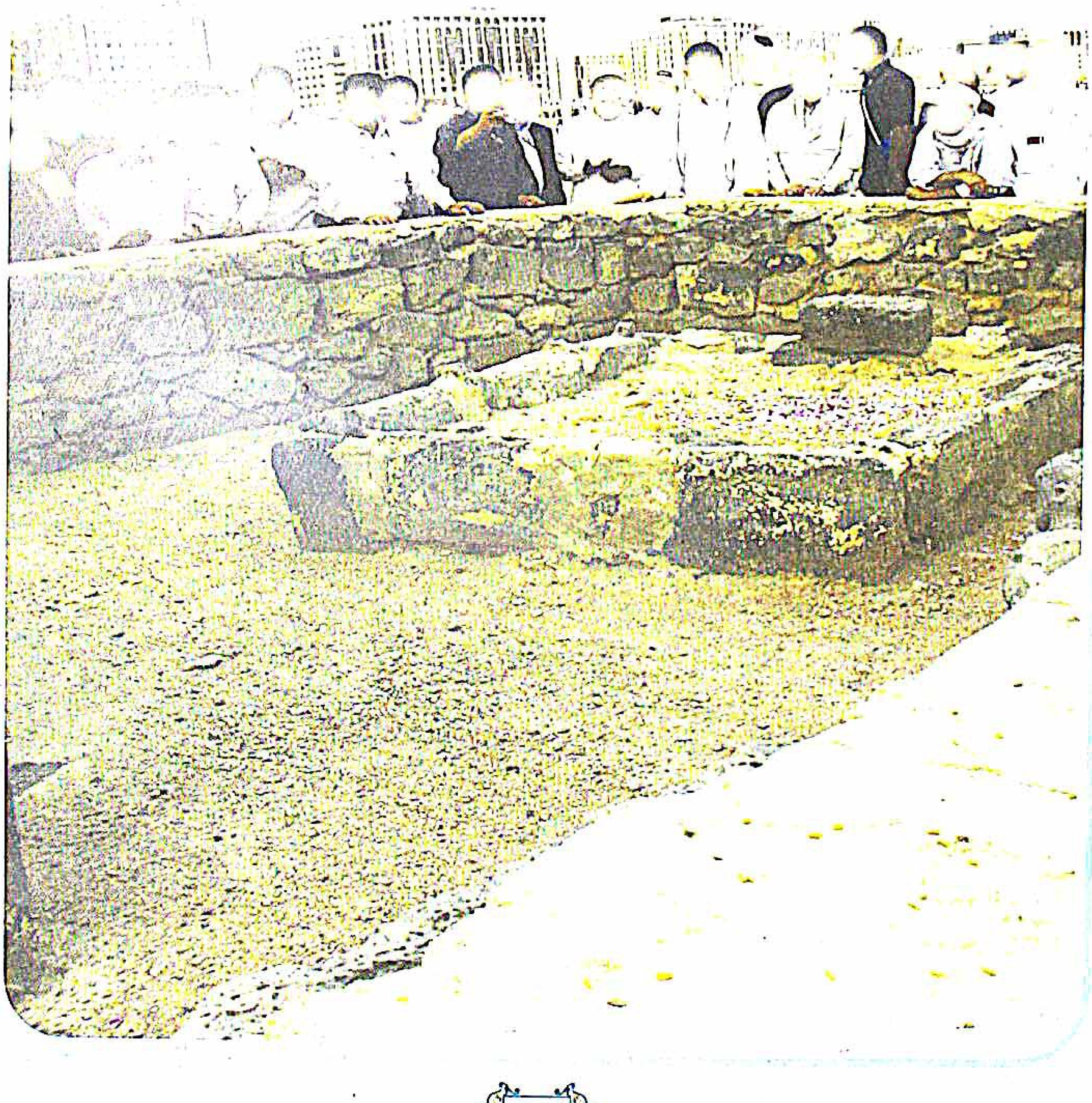

Marfat.com

تذکرہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت سے ستائیس سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر صرف اکیس برس تھی۔ ان کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عزیٰ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے شادی کی، جس سے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ظہور اسلام سے پہلے ہی انہیں طلاق دے دی تھی۔ ایک عرصے تک وہ غیر مسلم ہی رہی لیکن فتح مکہ کے بعد انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ابا جان کی وساطت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

ہمت و جرأت اور عزم و استقلال کی پیکر خاتون

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دین و دانش، فہم و بصیرت، جرأت و شجاعت، صدق وصفا اور جود وسخا میں یکتائے روزگار تھیں۔ ہمت و جرأت ایسی تھی کہ رات کی تاریکی میں اکیلی غار ثور میں کھانا پہنچایا کرتیں، جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سفر ہجرت کے دوران حفاظتی اقدامات اختیار کرتے ہوئے رکے تھے۔ قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تلاش کیا، پکڑ کر لانے والے کیلئے بھاری انعام کا اعلان کیا، لیکن کہیں کوئی سراغ نہ ملا۔ تلاش بسیار کے بعد ابوجہل پھنکارتا ہوا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آیا۔ دروازے پر دستک دی، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر تشریف لائیں۔

پوچھا: تمہارا والد کہاں ہے؟

انہوں نے کہا: مجھے کیا معلوم؟

اس نے خبث باطن کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ایک زوردار طمانچہ منہ پر رسید کیا جس سے ان کے کان کی ایک بالی نیچے گرگئی۔ لیکن راز کو چھپانے کیلئے یہ ظلم و ستم پورے صبر و تحمل اور کمال استقلال سے برداشت کیا۔

جنت کی خوشخبری پانے والی خاتون حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہجرت کا حکم ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور سفر کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ زاد سفر تیار کیا گیا۔ کھانا چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھا گیا، لیکن اس کا منہ باندھنے کے لئے گھر میں کوئی رسی موجود نہ تھی۔ راز داری کا تقاضا تھا کہ کسی سے مانگی بھی نہ جائے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا کمر بند دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک سے تھیلے کا منہ باندھ دیا۔ کمر بند کو عربی زبان میں نطاق کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے آپ کا لقب ذات النطاقین مشہور ہوگیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ایثار دیکھ کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لک بھا نطاقین فی الجنة

یقیناً تیرے لئے اس کے بدلے جنت میں دو کمر بند عطا کئے جائیں گے۔

اس ارشاد گرامی میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے جنت کی بشارت سنائی گئی۔

اپنے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راز رکھنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے وقت کل رقم ساتھ لے گئے تھے۔ ابوقحافہ جو کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دادا تھے ان کو معلوم ہوا تو بولے کہ انہوں نے جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: وہ کثیر دولت چھوڑ گئے ہیں، یہ کہہ کر انہیں اور جس جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال رہتا تھا، بہت سے پتھر رکھ دیئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ابوقحافہ کو لے گئیں اور کہا ٹٹول لیجئے، دیکھئے یہ کیا رکھا ہے۔ ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہوگئے تھے، اس لئے مان گئے اور کہا کھانے کے لئے بہت ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے صرف ابوقحافہ کی تسکین کیلئے ایسا کیا تھا، ورنہ وہاں ایک حبہ بھی موجود نہ تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا محنت و مشقت کرنا

یہ ایک امیر گھرانے کی بیٹی تھیں اور زندگی کی ابتدائی منزلیں دولت و ثروت کے ماحول میں طے کی تھیں۔ لیکن شادی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جو نہایت غریب اور نادار شخص تھے اور جن کا اثاثہ صرف ایک گھوڑے اور ایک اونٹ تک محدود تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آتے ہی اپنے آپ کو جفاکش اور محنت و مشقت کا عادی بنالیا تھا۔ خود گھوڑے کو دانہ دیتیں، پانی بھرتیں اور کنویں سے ڈول کے ساتھ پانی نکال کر اسے پلاتی تھیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک قطعہ زمین کا عنایت کیا تھا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں جاکر کھجوروں کی گٹھلیاں چنتیں اور سر پر اٹھا کر لاتی تھیں۔ ایک روز حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چارے کی گٹھڑی سر پر اٹھائے پیدل چلی آرہی تھیں، رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھتے ہی اپنی اونٹنی بٹھا دی تاکہ وہ سوار ہوجائیں لیکن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرماتے ہوئے اور اپنے خاوند کی غصیلی طبیعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیدل چلنے کو ہی ترجیح دی۔ گھر آکر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا کیا کہنے؟ گٹھڑی سر پر اٹھانے سے تو سوار ہونا کہیں بہتر تھا۔

ابن اسماء رضی اللہ عنہ کی پیدائش نے وادی قباء کو خوشیوں میں نہلایا

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ کے قریب وادی قبا میں پہنچیں تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ کافی عرصے سے مسلمانوں میں نرینہ اولاد نہیں ہو رہی تھی۔ جس سے کفار نے تمسخرانہ خوشی سے بغلیں بجانا شروع کردی تھیں۔ گھر گھر باتیں ہونے لگیں کہ اب مسلمانوں میں بیٹوں کا پیدا ہونا بند ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب یہ ازخود ہی ختم ہوجائیں گے۔ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی نومولود کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے، اسے گود میں لے لیا، اہل خانہ کو مبارک باد دی۔ اپنے دہن مبارک سے اسے گھٹی دی۔ اس طرح سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں گیا۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔

غار ثور جہاں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے کفار سے چھپ کر کھانا لے جاتی تھیں

Marfat.com

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت و بہادری

حجاج بن یوسف کا مکہ مکرمہ کا محاصرہ کرنا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت کرنے اور خود کو اس کے دائرہ حکومت میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مکہ مکرمہ کو مرکز بنا کر اپنی خلافت کا اعلان کر دیا تھا اور کئی صوبوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ یزید کے بعد جب عبدالملک بن مروان تخت حکومت پر متمکن ہوا تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکست دینے کی ٹھان لی اور ان سے مقابلے کے لئے حجاج بن یوسف کو روانہ کیا۔ حجاج بن یوسف نہایت ظالم اور سفاک انسان تھا۔ وہ بہت بڑی فوج کے ساتھ مکہ کی طرف بڑھا اور یکم ذی الحجہ 72 ہجری کو اس مقدس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مکے میں آمد و رفت کے تمام راستے بند کر دیئے اور باہر سے ہر قسم کے سامان کی درآمد کے ذرائع منقطع ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مکہ میں رہنے والے ان کے حامیوں کے لئے یہ نہایت نازک وقت تھا۔ چھ مہینے تک دونوں جانب کی فوجیں برسرِ پیکار رہیں۔ حجاج کا محاصرہ اتنا سخت تھا کہ مکہ مکرمہ میں کھانے پینے کی کوئی شے باہر سے نہیں آسکتی تھی۔ اس نے بیت اللہ کی حرمت کو اس طرح پامال کر دیا تھا کہ جبل ابوقبیس پر منجنیقیں نصب کر کے اس پر مسلسل پتھر برسائے گئے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت اور اللہ سے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ وہ اس حالت میں بھی بیت اللہ میں اس خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے تھے کہ کبوتر اڑ کر آتے اور ان کے کندھوں اور سر پر بیٹھ جاتے۔ اس وقت وہ بہتر سال کی عمر کو پہنچ گئے تھے، لیکن دل جوان تھا اور ارادے مضبوط تھے۔ اس سخت محاصرے کے زمانے میں وہ ایک دن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ان کی خیر و عافیت پوچھنے کے لئے آئے۔ وہ کچھ بیمار تھیں، ماں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

امی جان! موت میں بڑا سکون ہے۔

ماں نے جواب دیا: شاید تم میرے مرنے کی خواہش رکھتے ہو کہ کمزور ماں کی خدمت کرنے سے نجات پا جاؤ۔ لیکن بیٹا میں چاہتی ہوں کہ تمہارا انجام دیکھ کر مروں۔ اگر تم شہادت کے مرتبے کو پہنچ جاؤ تو تمہارے کفن دفن کا انتظام اپنی نگرانی میں کروں اور اگر فتح یاب ہو جاؤ تو میرے دل کو سرور حاصل ہو۔

بہادر ماں بیٹے کی جرأتمندانہ گفتگو

اس سے دس دن بعد جب ان کے ساتھ گنتی کے چند آدمی رہ گئے تھے، وہ آخری دفعہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

امی جان! اب میرے ساتھ چند افراد رہ گئے ہیں۔ اگر میں دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دوں تو ممکن ہے مجھے اور میرے ساتھیوں کو امان حاصل ہو جائے، بتایئے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب دیا: اے میرے بیٹے اگر تمہاری یہ تمام تگ و دو حق کے لئے ہے تو بہادروں کی طرح لڑ کر درجہ شہادت پر فائز ہو جاؤ، دشمن کے سامنے سر جھکا کر ذلت کا مظاہرہ نہ کرو۔ اگر تمہارا یہ سلسلہ دنیوی عز و جاہ کے حصول کے لئے تھا تو تم نہایت ناپسندیدہ شخص ہو۔ اس صورت میں تم نے اپنا انجام بھی خراب کیا اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالا۔ بہادر لوگ جو حق و صداقت کو دنیا میں پھیلانے کی جدوجہد کرتے ہیں، نہ وہ موت سے ڈرتے ہیں اور نہ دشمن کی شرائط پر اس کے سامنے جھکتے ہیں، وہ عزت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور عزت کی موت مرتے ہیں۔

بیٹے نے جواب دیا: امی میں موت سے نہیں ڈرتا، صرف یہ خیال ذہن میں آتا ہے کہ میری موت کے بعد دشمن میری لاش کو خراب کریں گے، اس کا مثلہ کریں گے۔ یعنی میری ناک اور کان وغیرہ کاٹیں گے اور مجھے سولی پر چڑھائیں گے، جس سے آپ کو تکلیف پہنچے گی۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: جب بکری کو ذبح کر دیا جائے تو پھر اس کی کھال کھینچی جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں، اسے کیا؟ تم اللہ پر توکل کر کے اپنا سلسلہ جہاد جاری رکھو۔ اللہ کی راہ میں اگر جسم کا قیمہ کر دیا جائے تو یہ گمراہ لوگوں کی غلامی میں رہنے سے بہت بہتر ہے۔ موت سے ڈر کر غلامی کی زندگی بھی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

بیٹے نے ماں کی بہادرانہ اور حوصلہ مندانہ باتیں سن کر ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اب میں اللہ کی راہ میں شہادت کے لئے میدانِ جنگ میں جا رہا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ آپ میری موت پر شکر و صبر سے کام لیں گی۔ میں نے کسی مسلمان پر کبھی ظلم نہیں کیا، کبھی بدعہدی نہیں کی، کبھی برائی کو پسند نہیں کیا، کبھی امانت میں خیانت نہیں کی، کبھی دنیا کے عارضی فوائد کو آخرت کے دائمی فوائد پر ترجیح نہیں دی۔

اس قسم کی چند باتیں کرنے کے بعد وہ دشمن کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے اور جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حجاج بن یوسف نے ان کی شہادت پر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور ان کی لاش کو حجون کے مقام پر سولی لٹکا دیا گیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجاج کے سامنے جرأت کا مظاہرہ

تیسرے دن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک خادمہ کے سہارے مقام حجون پر آئیں۔ حجاج اس وقت وہیں تھا۔ بولیں:

کیا اس سوار کے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا؟

حجاج نے جواب دیا: وہ ملحد تھا، اس کی یہی سزا تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جواب دیا: وہ ملحد نہیں تھا، وہ نماز اور روزے کا پابند اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو ماننے والا تھا۔

حجاج نے کہا تم سٹھیا گئی ہو۔

بولیں: تمہاری عقل جواب دے گئی ہے۔ میں بالکل صحیح کہہ رہی ہوں۔ بخدا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبیلہ بنوثقیف میں ایک کذاب اور ایک سفاک پیدا ہوگا۔ کذاب (یعنی مختار ثقفی) کو تو ہم نے دیکھ لیا، سفاک تم ہو۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے عبداللہ کی لاش کو ان کے سپرد کرنا

کئی روز بعد خلیفہ عبدالملک بن مروان کو دمشق میں اطلاع ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ان کی والدہ کو نہیں دی گئی تو اس نے نہایت سخت الفاظ میں حجاج کو خط لکھا اور لاش ان کی والدہ کو دینے کا حکم دیا۔ لاش کے ٹکڑے ہو چکے تھے، پھر اسی حالت میں جنازہ پڑھ کر انہیں حجون کے مقام پر دفن کر دیا گیا

فتنہ کی سرکوبی کیلئے حضرت اسماء [illegible]

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت عالی ہمت، بلند [illegible] جرأت مند خاتون تھیں۔ ان کی زندگی میں بدامنی [illegible] اپنے ہاتھ میں ہمیشہ تیز دھار خنجر رکھتی تھیں۔ ایک [illegible] لوگوں نے پوچھا: اس خنجر سے آپ کیا کام لیں گی؟

فرمایا: اگر فتنہ پرور میرے گھر میں گھس کر بدامنی [illegible] گے تو یہ خنجر ان کے پیٹ میں اتار دوں گی اور ان کی [illegible] کر دوں گی۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ وہ نہایت سخی تھیں اور مستحقین کی مالی مدد کرتی تھیں۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ان کی والدہ کا نام قتیلہ تھا جو عبدالعزیٰ کی بیٹی تھیں۔ وہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں۔ ان کے مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے قبل انہیں طلاق دے دی تھی۔ لیکن فتح مکہ کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

(حوالہ اسد الغابہ 3:163 / استیعاب 1:366)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

Marfat.com

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نماز میں غش کھا کر گر جانا

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالطبع نیکی کی طرف مائل تھیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کو بہت طول دیا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ ان کے پاس دو عورتیں کھڑی تھیں۔ جن میں سے ایک فربہ اور دوسری لاغر تھی۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے۔ لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غش آ گیا اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی۔ ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ ان کے سر میں درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتیں: یہ میرا گناہ ہے اور جو گناہ خدا معاف کرتا رہتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

سخاوت اور دل کی فیاضی

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دل کی فیاض تھیں مگر مالی اعتبار سے غریب تھیں۔ اس لئے ناپ تول کر خرچ کرتیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا:

اگر تم لوگوں کو ناپ تول کر دو گی تو اللہ بھی تمہیں ناپ تول کر دے گا۔

اس کے بعد یہ عادت ترک کر دی اور پھر اللہ نے اتنا دیا کہ تمام مشکلیں ختم ہو گئیں۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی ماں سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں پایا۔ ان کی چھوٹی بہن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات کے وقت ترکے میں ایک جنگل چھوڑا تھا، جو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصے میں آیا تھا، مگر اس پیکر سخاوت خاتون نے جنگل ایک لاکھ درہم میں فروخت کر کے اس کی تمام رقم اپنے اعزہ و اقارب کو تقسیم کر دی۔ جس طرح حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود خرچ کرتیں اور غرباء و مساکین کی مدد کرتی تھیں اسی طرح اپنی اولاد کو بھی اس عمل کی تلقین کرتی تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خوف خدا سے رونا

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پورے انہماک سے عبادت کیا کرتی تھیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ میری بیوی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہی ہے اور بار بار فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم

تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔

آیت پڑھ رہی ہیں اور زار و قطار روتی جا رہی ہیں۔ میں اسے عبادت میں منہمک دیکھ کر بازار چلا گیا۔ کافی دیر بعد جب دوبارہ واپس آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بدستور اسی طرح عبادت میں مصروف ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذہانت

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حافظہ بہت تیز تھا۔ جو بات ایک دفعہ سن لیتیں تو مدتوں یاد رہتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت یزید بن سکن انصاریہ کی طرح ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضور ﷺ کی اطاعت میں ماں باپ بھی قربان کرنے کو تیار

ایک دفعہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ مدینہ منورہ آئیں اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ رقم مانگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں رقم دینا چاہتی تھیں۔ لیکن ان کے مشرکہ ہونے پر کچھ تامل کر رہی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میری ماں مشرکہ ہیں اور مجھ سے مالی امداد چاہتی ہیں۔ کیا میں ان کی مدد کر سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کر سکتی ہو، اسلام صلہ رحمی سے کسی کو منع نہیں کرتا۔

ایک دفعہ قتیلہ کچھ تحائف لے کر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی معرفت نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ اپنی مشرکہ ماں کے تحائف قبول کر سکتی ہیں۔ اور انہیں مہمان کی حیثیت سے اپنے مکان میں ٹھہرا سکتی ہیں؟

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا: ان کے تحائف قبول کرو اور انہیں اپنے مکان میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہراؤ۔

چنانچہ انہوں نے ان کے تحائف بھی قبول کئے اور اپنے مکان میں بھی ٹھہرایا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پانچ بیٹے تھے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیٹیوں کے نام خدیجۃ الکبریٰ، ام الحسن اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم و فضل میں بھی اونچا مقام رکھتی تھیں۔ ان سے چھپن (56) احادیث مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبد اللہ بن عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، عبداللہ بن کیسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بنت منذر بن زبیر، محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، وہب بن کیسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مطلب بن حطب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابونوفل بن ابو عقرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مسلم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بنت کیسان، عبادہ بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے شوہر کی شہادت پر اشعار کہنا

ایک روایت کے مطابق حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا شاعرہ بھی تھیں اور زبان اظہار کی خوبیوں سے انہیں بہرہ وافر حاصل تھا۔ 31 ہجری میں جب ان کی عمر 58 سال کی ہوگئی تھی اور عالم شباب سے نکل کر بڑھاپے کی دنیا میں داخل ہو گئی تھیں، جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا۔ ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ جمل سے واپس آ رہے تھے، ایک شخص عمرو بن جرموز مجاشعی نے ان کو بصرہ سے پانچ میل دور وادی سباع میں قتل کر دیا۔ اس حادثے کا ان پر نہایت گہرا اثر ہوا اور رنج و الم میں ڈوب کر اپنے بہادر شوہر کی موت پر بے مثال اشعار کہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دعا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہ جمادی الاول 73 ہجری کا واقعہ ہے، اس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی۔

حلیہ مبارک اور صحت کا عالم

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باایں ہمہ کہ سو برس کی تھیں لیکن ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔

(اصابہ ج 8 ص: 8)

دراز قد اور جسیم تھیں، اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔

(مسند ج 6 ص: 348 / اسد الغابہ ج 5 ص: 93)

Marfat.com

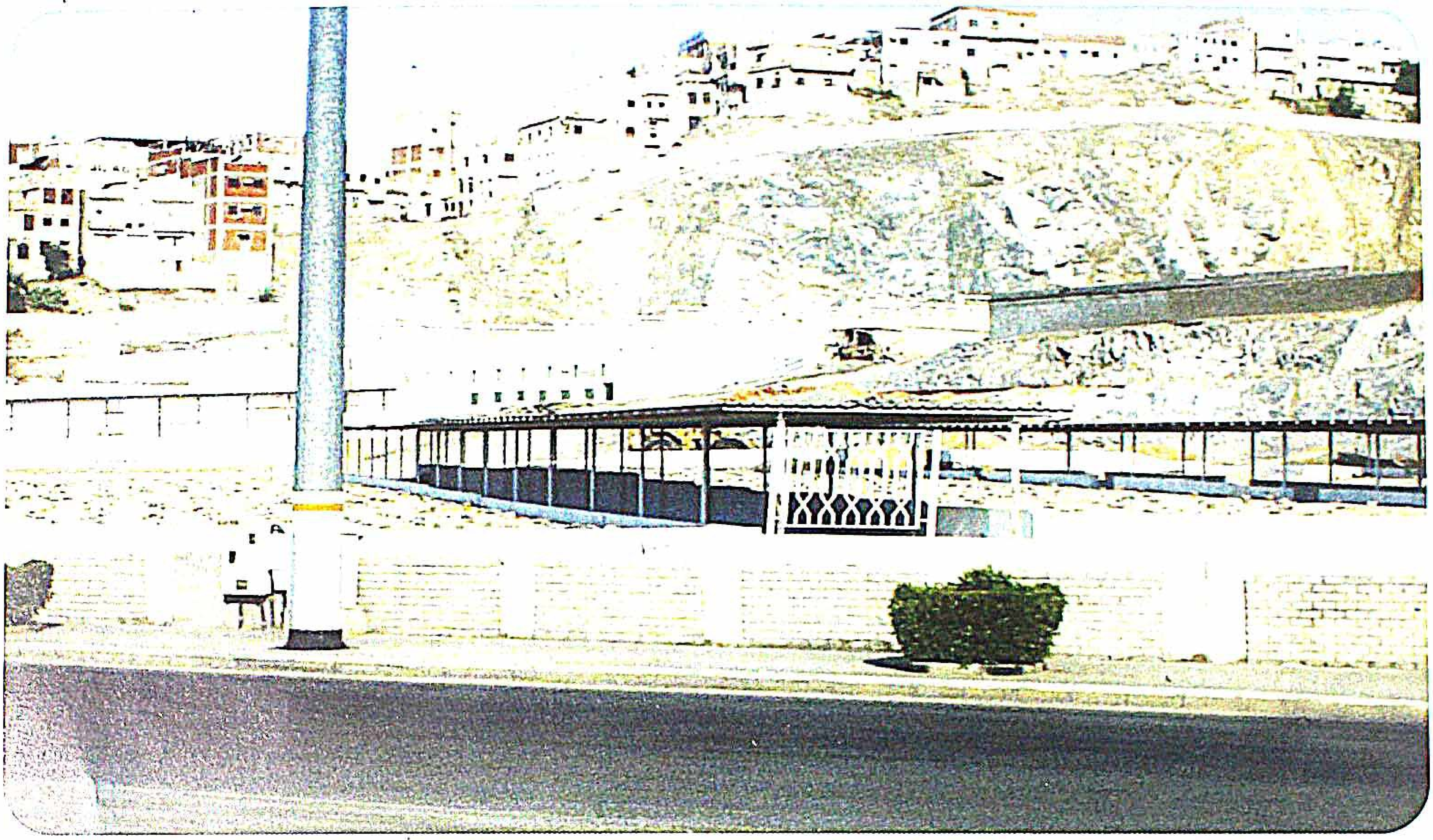

جنت المعلیٰ جہاں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں

جنت المعلیٰ میں موجود حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

Marfat.com

تذکرہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

یہیں پر اسماء نام کی ایک اور خاتون کا مزار ہے۔ یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی مشہور صحابیہ ہیں۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں شریک بہن ہیں اور بالکل ابتداء میں اسلام لے آئیں تھیں۔ ان کا نکاح حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو یہ ان کے ساتھ تھیں۔ 7ھ میں اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ سے واپس مدینہ طیبہ آئیں، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کروادیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئیں تو ذوالحلیفہ کے مقام پر ان کے یہاں ولادت ہوئی اور حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اس کے باوجود انہوں نے احرام باندھ کر حج کا سفر جاری رکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مرض وفات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یہی ان کی تیمارداری فرماتی رہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں اور ان سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عجیب فیصلہ

ایک مرتبہ ان کے دو بیٹوں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بحث ہوگئی۔ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) افضل ہیں۔ اور حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے والد (حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ) افضل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فیصلہ کریں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: میں نے عرب کا کوئی جوان حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا، اور کوئی ادھیڑ شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر نہیں پایا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم نے ہمارے لئے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ لیکن تم نے جو جواب دیا ہے اگر تم اس کے سوا کچھ اور جواب دیتیں تو میں ناراض ہوجاتا۔

اس پر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یہ تین حضرات جن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے کم ہیں، سبھی اچھے لوگ ہیں۔

(الاصابہ ص 229 ج 4/ طبقات ابن سعد ص 285 ج 8/ سیر اعلام النبلاء ص 287 ج 2)

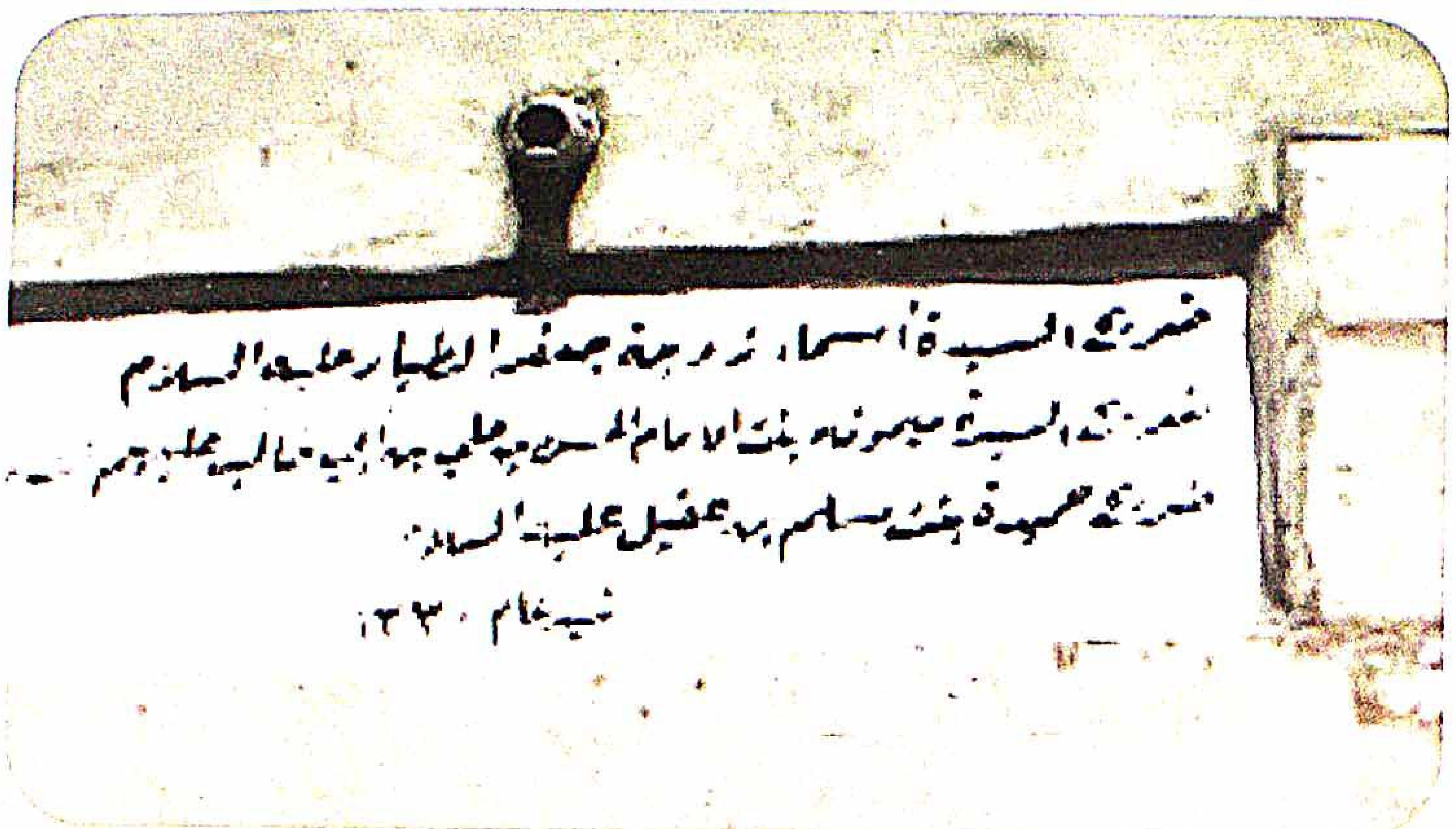

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار سے متصل یہ کتبہ جوان کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مبارک

Marfat.com

زوجہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار

Marfat.com

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک

Marfat.com